

کتاب حقوق محفوظات

بِالذِّبْرِ مَا يَحْتَظِرُ وَإِلَيْهِ مَصِيرُ الَّذِينَ

تَصْدِيقُ تَرَاهِينِ كَلْبِيَّةِ

جلد اول

بجواب

مکتب - خط - تنقیہ وغیرہ

عمدۃ التکمیل حکیم مولوی نور الدین ملازم سرکار جموں کشمیر

مُصَنَّفُ کِتَابِ فِصَالِ الْخَطِّ الْمَقْدَمَةِ اَهْلِ الْکِتَابِ (دو جلد)

رسالہ ابطال الوہیت مسیحی و غیرہ

۳۰ سالہ مطابق سن ۱۲۹۰ھ

بِخَاتَمِ نُسْخَةِ الْکُتُبِ الْغُلَامِ الْفَارِسی مَالِکِ وَ مَرَاثِمِ

بار اول (تقدیر اشاعت ۱۰۰۰) (قیمت بالاصل ۵۰۰)

مختصر مضمون مضامین

| صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون |
|-----------|------------------------------|-----------|------------------------------|
| ۱ | میں اور بدین میں اگر تباہ ہو | ۱ | میں اور بدین میں اگر تباہ ہو |
| ۲ | خبر تباہی فقیہانہ | ۲ | خبر تباہی فقیہانہ |
| ۳ | | ۳ | |
| ۴ | | ۴ | |
| ۵ | | ۵ | |
| ۶ | | ۶ | |
| ۷ | | ۷ | |
| ۸ | | ۸ | |
| ۹ | | ۹ | |
| ۱۰ | | ۱۰ | |
| ۱۱ | | ۱۱ | |
| ۱۲ | | ۱۲ | |
| ۱۳ | | ۱۳ | |
| ۱۴ | | ۱۴ | |
| ۱۵ | | ۱۵ | |
| ۱۶ | | ۱۶ | |
| ۱۷ | | ۱۷ | |
| ۱۸ | | ۱۸ | |
| ۱۹ | | ۱۹ | |
| ۲۰ | | ۲۰ | |
| ۲۱ | | ۲۱ | |
| ۲۲ | | ۲۲ | |
| ۲۳ | | ۲۳ | |
| ۲۴ | | ۲۴ | |
| ۲۵ | | ۲۵ | |
| ۲۶ | | ۲۶ | |
| ۲۷ | | ۲۷ | |
| ۲۸ | | ۲۸ | |
| ۲۹ | | ۲۹ | |
| ۳۰ | | ۳۰ | |

| صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون |
|-----------|--|-----------|---|-----------|--|
| ۱۰۶ | چوتھی توجیہ صنف کی اپنی تسلسلہ پر | ۱۲۵ | یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک دہشتے | ۱۲۵ | آدم علیہ السلام جنس میں تہی و نہی |
| ۱۰۷ | آیت فی سستہ ایام پر مکتب کے چوتھوں | ۱۲۶ | بہنیں لاکھ وید میں لکھا ہے کہ زمین | ۱۲۶ | میں کیا رجعت نہ اخلد۔ اس کیلین |
| ۱۰۸ | آیت فی سستہ ایام میں زمین آسمان کی | ۱۲۷ | و آسمان کے کسی تیری جا کہ ہم ہے | ۱۲۷ | ہے مگر صنف کا اعتقاد یہی ہے |
| ۱۰۹ | نواوٹ کا ذکر ہے۔ اور یوم قبول کن | ۱۲۸ | الہی اسما۔ القہار۔ الجبار کے معنی | ۱۲۸ | لفظ جبر و قدر پر چند رہا رک |
| ۱۱۰ | میں قیامت کا | ۱۲۹ | نوٹ قرانی الفاظ کے معنی کرنے میں | ۱۲۹ | اثبات صانع میں کذب کی دلیل |
| ۱۱۱ | روح کے چند معنی ہیں اور لوگ اس تقسیم | ۱۳۰ | مخالف لوگوں کی غلطی | ۱۳۰ | مذہب کے غلطی سے دعوے کیل سبھا |
| ۱۱۲ | کے سنا سننے سے روح کی حقیقت کے | ۱۳۱ | قرآنی جو ایک قسم کی مہمان نوازی اور | ۱۳۱ | ایک لطیف نوٹ میں میں کا عام |
| ۱۱۳ | بیان کر نہیں پیران سو جاتے ہیں | ۱۳۲ | انہی فرمان برداری ہے | ۱۳۲ | مذہب کے صفات سے میں نقص |
| ۱۱۴ | فی سستہ ایام کی وجہ۔ اور یوم مجاہد | ۱۳۳ | کا تیسری کا لفظی ترجمہ | ۱۳۳ | کہا یا اور اس کے اس بیان کی |
| ۱۱۵ | آیت فی سستہ ایام میں ایک لطیف قصہ | ۱۳۴ | سورہ فاتحہ کو کذب نے اثبات صانع | ۱۳۴ | مذہب کی وید کی دلیل کا لفظی ترجمہ |
| ۱۱۶ | قل اعلم انما بشر کی تحقیق اور بہتہ کا | ۱۳۵ | دلیل سبھا ہے | ۱۳۵ | صانع عالم کے اثبات میں شکیں کا |
| ۱۱۷ | یہ آند فوق ایہ ہم کی تفسیر | ۱۳۶ | قل و قارت پرویدک تا کید میں نیز پوچھو | ۱۳۶ | طرز |
| ۱۱۸ | ہمارے کسید دے حضور علیہ السلام کی بیوہ | ۱۳۷ | تصدیق صفہ نمبر ۵۱۵ | ۱۳۷ | قیامت میں قرآن کریم تہال بالاک |
| ۱۱۹ | کامیان | ۱۳۸ | گوشہ کے کہانے میں عقلی دلائل | ۱۳۸ | سے کام لیتا ہے۔ اور قرانی دلائل |
| ۱۲۰ | ویدک توحید بطور اعتقاد و تنقید | ۱۳۹ | حیوانات کا ذبح کرنا حیوانات پر رحم کر | ۱۳۹ | کا خاصہ |
| ۱۲۱ | یہ آند فوق ایہ ہم کی اور تفسیر | ۱۴۰ | پیرانسانی ذبح کیوں متنبی ہے | ۱۴۰ | انسان کا حیوانات سے کن باتوں میں متنبی |
| ۱۲۲ | اسکندر کے کتب خانہ پر فصل مضمون | ۱۴۱ | یونیم الدین کی تفسیر | ۱۴۱ | انسان کا وجود صانع کا مثبت ہے اور |
| ۱۲۳ | قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ دوسری صانع | ۱۴۲ | ایک لطیف کلام سیر کہ مذہب صراط مستقیم | ۱۴۲ | ایک صحت پر اشارہ اللہ تعالیٰ کا کیا ہے |
| ۱۲۴ | قرآن کریم کے ترجمہ کرنا خاص طرز ان | ۱۴۳ | کے معنی۔ لواطت کے ہیں | ۱۴۳ | کر ہے |
| ۱۲۵ | تمام آیات میں دکھایا گیا ہے | ۱۴۴ | قرآن کریم تعلیم علوم کی بہت ترغیب دیتا ہے | ۱۴۴ | اثبات صانع میں قرانی دلیل |
| ۱۲۶ | بارتھی تعالیٰ کے وجود پر دلائل | ۱۴۵ | قسموں کا مختصر بیان | ۱۴۵ | دوسری دلیل |
| ۱۲۷ | شکر کا راز | ۱۴۶ | سورہ النجم کے پہلے رکوع کی تفسیر | ۱۴۶ | تیسری اور چوتھی دلیل اور پانچویں |
| ۱۲۸ | شکر کی غلطی پر دلائل | ۱۴۷ | کسی شخص یا کسی پر اعتبار نہ کر لینے | ۱۴۷ | آپ اہل انامک حدیث موسیٰ اذری انام |
| ۱۲۹ | اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان | ۱۴۸ | دجہ | ۱۴۸ | کی تفسیر |
| ۱۳۰ | الہی عبادت کی تاکید | ۱۴۹ | توحید اور تملیت کا اصلی ہمد | ۱۴۹ | مذہب کی دوسری دلیل اثبات صانع میں |
| ۱۳۱ | اخلاق فاضلہ کا بیان | ۱۵۰ | کتاب قوسین کے معنی | ۱۵۰ | اور کا تیسری کا ترجمہ جو کذب نے کیا |
| ۱۳۲ | سیاست کے حکام | ۱۵۱ | نا اوحی۔ اور سورۃ الممتحہ کے معنی | ۱۵۱ | لطیفہ اس پر لفظ اوم کے معنی اخلاق |
| ۱۳۳ | بغادت کی برائی۔ اور اصول تمدن | ۱۵۲ | وید کے لفظ ستریشہ دھام سے ثابت | ۱۵۲ | انکل میں |
| ۱۳۴ | غیر قوموں سے تعلق | ۱۵۳ | ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین آسمان کے | ۱۵۳ | لطیفہ اس پر لفظ اوم تمام پر کا کچھ |
| ۱۳۵ | موسیقین کی صفات | ۱۵۴ | اور کہے تیسرے مقام میں ہے | ۱۵۴ | المذہب میں۔ المکلفہ و السلام کے |
| ۱۳۶ | تفسیر و تعلیم کی تاکید | ۱۵۵ | آیت یوم کشف عن ساق کی تفسیر | ۱۵۵ | مذہب کی دوسری دلیل توحید و یقین |
| ۱۳۷ | یہ آند فوق ایہ ہم کی تاکید | ۱۵۶ | توحید کی دوسری اور تیسری وجہ | ۱۵۶ | مذہب کی دوسری دلیل توحید و یقین |

| صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون | صفحہ نمبر | مضمون |
|-----------|------------------|-----------|--|-----------|-----------------------------|
| ۲۸۰ | دارالمس اور حجرہ | ۳۱۸ | ایک عجیب یادداشت - آریہ کو قدرت کا گہنڈہ بالکل غلط ہے | ۲۸۱ | اسلام کے نزدیک - ایک صفت ہے |
| ۲۸۲ | | ۳۲۱ | سبع سموات کا ثبوت - آریہ کے | ۲۸۳ | |
| ۲۸۳ | | ۳۲۲ | اسلام سے سبع سموات کی نسبت | ۲۸۴ | |
| ۲۸۴ | | ۳۲۳ | ایک اور توجیہ | ۲۸۵ | |
| ۲۸۵ | | ۳۲۴ | اختلافات قرآنیہ کا جواب | ۲۸۶ | |
| ۲۸۶ | | ۳۲۵ | اور ایک پرانے آشنا کا قصہ | ۲۸۷ | |
| ۲۸۷ | | ۳۲۶ | انسانی یا حیوانی دہ رجس کا بیان | ۲۸۸ | |
| ۲۸۸ | | ۳۲۷ | تصدیق کے صفحہ نمبر ۲۰ میں ہے | ۲۸۹ | |
| ۲۸۹ | | ۳۲۸ | اسپر یہ فاشیہ اس لئے قابل ایذا ہے کہ بعض احباب کو دیکھنے صفا | ۲۹۰ | |
| ۲۹۰ | | ۳۲۹ | کا خاص عند یہ معلوم ہوتے ہیں - | ۲۹۱ | |
| ۲۹۱ | | ۳۳۰ | الروح - الذی اعتمد علیہ بالیقین | ۲۹۲ | |
| ۲۹۲ | | ۳۳۱ | من اہل السنۃ انہ جسم لطیف و لم یرکب | ۲۹۳ | |
| ۲۹۳ | | ۳۳۲ | سار فیہ سارن اء الورد فیہ و عن | ۲۹۴ | |
| ۲۹۴ | | ۳۳۳ | الاشعری النفس الداخل الخارج | ۲۹۵ | |
| ۲۹۵ | | ۳۳۴ | قسطلافی جلد اول صفحہ نمبر ۲۸۶ | ۲۹۶ | |
| ۲۹۶ | | ۳۳۵ | باب و ما تویت من العلم الا قلیلا | ۲۹۷ | |

اخلاط نامہ

| صفحہ نمبر | غلط | صفحہ نمبر | غلط | صفحہ نمبر | غلط | صفحہ نمبر | غلط | صفحہ نمبر | غلط |
|-----------|---------------|-----------|---------------|-----------|---------------|-----------|---------------|-----------|---------------|
| ۳۰ | سہ | ۳۰ | سہ | ۳۰ | سہ | ۳۰ | سہ | ۳۰ | سہ |
| ۳۱ | ابھی | ۳۱ | ابھی | ۳۱ | ابھی | ۳۱ | ابھی | ۳۱ | ابھی |
| ۳۲ | ان | ۳۲ | ان | ۳۲ | ان | ۳۲ | ان | ۳۲ | ان |
| ۳۳ | و کلمہ کہتے | ۳۳ | و کلمہ کہتے | ۳۳ | و کلمہ کہتے | ۳۳ | و کلمہ کہتے | ۳۳ | و کلمہ کہتے |
| ۳۴ | نمود | ۳۴ | نمود | ۳۴ | نمود | ۳۴ | نمود | ۳۴ | نمود |
| ۳۵ | کا نوا | ۳۵ | کا نوا | ۳۵ | کا نوا | ۳۵ | کا نوا | ۳۵ | کا نوا |
| ۳۶ | یوم | ۳۶ | یوم | ۳۶ | یوم | ۳۶ | یوم | ۳۶ | یوم |
| ۳۷ | المنظرین | ۳۷ | المنظرین | ۳۷ | المنظرین | ۳۷ | المنظرین | ۳۷ | المنظرین |
| ۳۸ | یوم | ۳۸ | یوم | ۳۸ | یوم | ۳۸ | یوم | ۳۸ | یوم |
| ۳۹ | السموات مطویہ | ۳۹ | السموات مطویہ | ۳۹ | السموات مطویہ | ۳۹ | السموات مطویہ | ۳۹ | السموات مطویہ |

| صفحہ | ک | غلط | صحیح | صفحہ | ک | غلط | صحیح | صفحہ | ک | غلط | صحیح |
|-------------|-----|-----|---------------|--------------|----|-----|---------------|-------------|----|-----|------|
| کچی | ۱۳ | ۲۲۵ | جو | ک | ۱۰ | ۱۷۸ | موسوف | موت | ۱۲ | ۹۲ | |
| ناراجنا | ۱۹ | ۶ | تسلط بختاب | تسلط بختاب | ۱۱ | = | مین | مین | ۵ | ۹۳ | |
| حالت | ۱۶ | ۲۲۶ | انروفت | انروفت | = | = | مستی | مستی | ۱۸ | = | |
| لوگوں | ۱۱ | ۲۲۷ | الرسلیں | الرسلیں | ۱ | ۱۸۱ | صفین | صفین | ۱۹ | = | |
| بیرہ | ۷۵۳ | ۲۲۵ | خادیرا | خادیرا | ۱۷ | = | موجود | موجو | = | = | |
| فخلفہ | ۱۶ | ۲۲۸ | نقشہ | نقشہ | ۵ | ۱۸۶ | دادہ | وہ | ۱۰ | ۱۰۹ | |
| تم سے | ۱۰ | ۲۵۶ | نمبر | نمبر | ۱۲ | ۱۸۸ | خلق کے | میں خلق | ۱۳ | = | |
| فاصلہ | ۴ | ۲۵۷ | اس | مس | ۱۲ | = | ایمان | ایمان | ۴ | ۱۱۳ | |
| کے | ۱ | ۲۶۵ | کرتے | کرتے | ۱۷ | ۱۸۹ | من | من | ۱۱ | = | |
| گہرائی | ۱۱ | ۲۹۵ | مین | مین | ۱۹ | = | مستقیم | المستقیم | = | = | |
| ہوں | ۱۵ | ۶ | ایسے | ایسے | ۱۹ | ۱۹۰ | کا قول | کا قول | ۱ | ۱۱۸ | |
| قوانی ضرورت | ۱۶ | ۲۹۸ | مین | مین | ۱۵ | ۱۹۱ | شیطان | شیطان | ۶ | = | |
| تیری | ۱۹ | ۳۰۳ | ایک قاب | قاب | ۲۰ | ۱۹۷ | شیطان سے | شیطان | ۱۹ | = | |
| اس | ۲ | ۳۰۴ | لے | لے | ۹ | ۱۹۸ | لا تعبدوا | لا تعبدوا | ۲ | ۱۱۹ | |
| خیالات | ۱۲ | ۶ | برے | یکے | ۱۷ | ۲۰۱ | بلکہ | پہر | ۳ | ۱۳۸ | |
| موجودیت | ۱۶ | ۶ | دوام لوگ | تیرہ دام لوگ | ۵ | ۲۰۲ | یہ ہم | پریم | ۸ | ۱۳۹ | |
| اور ہیں | ۱ | ۳۰۵ | افسوس | افسوس | ۱۹ | ۲۰۴ | ہے | بھی | ۱۸ | = | |
| ایونکو | ۱۷ | ۶ | کہتے | کہتے | ۵ | ۲۰۶ | پیشینی | پیشینی | ۲ | ۱۴۲ | |
| الکتا | ۲ | ۳۰۶ | معاملہ | معاملہ | ۸ | = | زندہ | زندہ | ۲۰ | ۱۵۰ | |
| جی آجک | ۱۱ | ۳۰۷ | لگا | لگا | ۱۳ | ۲۰۷ | قیوم | قول | ۹ | ۱۵۶ | |
| نجانے | ۷ | ۳۱۱ | اور | اور | ۷ | ۲۰۸ | پرکاش | پر | ۲ | ۱۵۷ | |
| اسی لفظ | ۱۶ | ۳۱۲ | پریشیر | پریشیر | ۱۳ | ۲۱۰ | کیا قرآن | قرآن | ۵ | ۱۵۸ | |
| اور حد | ۳ | ۳۱۳ | چوٹی | تین سے | ۱۷ | ۲۱۱ | ترتیب | ترتیب | ۱۶ | ۱۶۰ | |
| اگہرہ | ۱۱ | ۳۱۵ | الارض کا جملہ | الارض | ۱۳ | ۲۱۲ | تبعین | تبعین | ۱۷ | ۱۶۱ | |
| وہ | ۷ | ۳۱۶ | توریت | توریت | ۱۶ | ۲۱۷ | منہیوں | منہیوں | ۱۶ | ۱۶۷ | |
| کامیان | ۱۵ | ۳۱۷ | کن | کن | ۱۷ | ۲۲۱ | مکذیب | مکذیب | ۱۳ | ۱۶۹ | |
| ساتیر | ۸ | ۳۱۸ | بنانے کے | بنانے کے | ۱۵ | ۲۲۲ | صنعت | صفت | ۹ | ۱۷۰ | |
| مین اپنا | ۱۳ | ۳۲۸ | وا نطق | وا نطق | ۶ | ۲۲۴ | حشرات الارض | کوڑا کرکٹ | ۱۹ | ۱۷۲ | |
| | - | | انقلاب | انقلاب | ۸ | = | حیوانات کے | ہمیں سمجھتے | ۱۰ | ۱۷۴ | |
| | | | نیلون پ ۲۵ | نیلون | ۱۱ | = | کرنے سے | کرنے سے | ۱۰ | ۱۷۵ | |
| | | | سورہ فاتحہ | | | | مستحق کیا گیا | منع کیا گیا | ۱۱ | | |

بِالْذِي يُؤْمِنُ الْخَلْقُ بِالْإِلهِ الْوَاحِدِ الْقَدِيمِ الَّذِي يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلَّذِينَ

تَصْدِيقُ تَوَاهِيدِ كَلَامِهِ

جلد اول

بجواب

تکذیب - خبط - تنقیہ وغیرہ

عمدة المتكلمين حكيم مولوى نور الدين ملازم سرکار جموں کشمیر
مُصَنَّفُ کِتَابِ فِصَالِ الْخَطِّ الْمَقْدَمَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ (دو جلد)
و رسالہ ابطال الوہیت مسیحیہ وغیرہ
سہ ماہ مطابق سن ۱۲۹۷ھ

بِجَانِبِ سَائِرِ الْوَحْيِ غَلَاظِ الْمَقَالَةِ وَفَضْلِ الْمَلِكِ وَفَرَاغِهَا مِنْ مَحْنِ

اول (تعداد اشاعت ۷۰۰) (قیمت با حصول)

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U46168

4148



کتابخانه جامعہ اسلامیہ

URDU STACKS

RECEIVED

1 SEP 1973

SEP 1973



انٹروڈکشن

جہان تک تاریخی واقعات - قدیمہ اور جدیدہ آثار - اور نقل شہادت تہی ہے اس دنیا میں
اضداد کا مقابلہ ہوتا رہا - اور قیامی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ بھی کسی مدت تک
السیا ہی ہوتا رہیگا۔

کیٹسٹری کی گویا ہی ذرات عالم کی نسبت اس وقت چھوڑ دو - انسانی گروہ پر نظر کرو
سعید کے ساتھ شقی یا سریشٹ کے ساتھ ویسٹو کب سے متقابلہ کر رہا ہے
موسن و کا فر کا جھگڑا - اور عالم و جابل کا تنازع کوئی پہلے قسم سے جدا فساد نہیں
یہ الفاظ - سعید اور شقی - پہلے اور برے یا سریشٹ اور ویسٹو کے ہی عنوان میں
اور ان کا مخ صمد وہی اعداد کی باہمی جنگ ہے یہ باہمی حملہ بڑے بڑے نتائج
کو جو ب اور خدائرس پر سمجھ والوں کے واسطے انواع و اقسام فوائد کا باعث ہے

ما علم لکھا ہے اچھا اشد پٹیلہ ویسٹو - برائنہ

ان مشافہ کا تذکرہ جو اس جدال و قتال سے اس حملہ کے مجاہدین اور شہداء کے حق میں پیدا ہوئے ہیں اس رسالے میں نہایت نادر ہے۔ مگر قرآن کے خاندین جب اختلاف موجود ہے ایسی قوت اور طاقت کے ساتھ ہوئے کہ مخلوق میں کوئی ہی نہیں گذرا اور نہ ہے۔ جس نے اس اختلاف کو مٹایا ہو۔

بلکہ یہ سچا الہام

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ - اس جنگ کے قیام کی خبر دیتا ہے۔

کارخانہ قدرت کا کام چونکہ خیر و عظیم اور عزیز و حکیم کے صفات کا نتیجہ اور نہی کا اثر ہے اور اس واسطے ظہور پذیر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کاملہ صفات کا اقتضا پورا ہوا اور وہ صفات مستخرج نتائج اور شمر ثمرات ثابت ہوں نہ نیکمی اور بیکمی!

اس لئے

ممکن ہی نہیں کہ بیوجا اور بدون حکمت ہو بلکہ ضرور بھلائی کا مہی انواع و اقسام حکمتوں پر مبنی ہو گا اور ظاہر ہے کہ اختلاف اور تضاد کے وقت دونوں گروہ ایک دوسرے کے مغلوب کرنے میں اولو العزمی سے کام لیتے ہیں۔

پس ضرور ہے کہ ان میں سے ایک فتحیاب ہوا اور دوسرا شکست پاوے۔ گو ایک کی کامیابی اور دوسرے کی ناکامی کچھ دیر کے بعد اور دونوں کا فیصلہ بعضوں کو مختل مجاہد غازی اور شہید اور بعض کو اسیر اور مقتول بنا دینے کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔ اور یہی عیان ہے کہ ان دونوں گروہوں کی لڑائی گو ہر زمانے میں نئے رنگ سے شروع ہوتی ہے دونوں نئے انکی وردیاں نئی۔ زبانیں نئی ہتھیار بھی نئے ہوتے ہیں۔ مگر اصلی عہدوں پر گہری نگاہ کرو تو وہی پرانے دعوے میں عدوان طرز بیان میں کھپ

۱۰۔ اور بشیر میں اختلاف پاتے مگر جبر جسم کیا میرے درکار ہے۔ پٹ۔ سوہنہ۔ ج۔ ۱۰۔

ایسی تڑکنی و خراش ہو جاتی ہے کہ سرسری نگاہ والا ان دعووں کو نئے دعوے اور نیا
 دُفعی کے سوا کون اور جوابوں کو نئے سوال اور نئے جواب خیال کرتا ہے۔ مگر مثال جانتا
 ہے کہ یہ وہی آدم اور شیطان والا پورا نا جھگڑا ہے جو نئے رنگ سے رنگین کیا گیا ہے
 پہلے ہی شاید فروگزاشت کے قابل نہوگا کہ ان حملوں کے دیکھنے والے دو قسم کے
 لوگ ہوتے ہیں۔ کمزور۔ کم حوصلہ۔ نا تجربہ کار۔ ناقوی۔ بلند حوصلہ اور تجربہ کار۔ گو پہلے گروہ
 کا یہی خیال ہوتا ہے کہ یمن اور سریشٹ آج نہ کرے تو کل پس پا ہونگے۔

کیونکہ یہ مقدس گروہ ابتدا میں بلحاظ اپنی سوسائٹی کے بہت ہی قلیل اور اسپر غریب اور
 ضعفا کا مجمع ہوتا ہے۔ دنیاوی سامان کے لحاظ سے اس جماعت کے عام ممبر ابتدائی
 حالت میں پیچھے نظر آتے ہیں۔ مال و منال اور حصص سلطنت میں اس گروہ کے
 اعضا کم قدر دکھائی دیتے ہیں۔

اس لئے ان مخلصوں اور سچے اہل ایمان کو ان کے مخالف حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور
 کہتے ہیں۔

لَٰكِنْ رَّجِعْنَا إِلَى الْمَدَائِنَةِ لِنَكْفُرَ عَنْ الْاَعْرُثَةِ الْاَذَلِّ

مگر عاقبت اندیش اللہ تعالیٰ کی صفت عدل اور رحم اور صفت فوقیت علی الکل ایمان
 رکھنے والا فتح و نصرت کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو یقین کرنے والا۔ تمام نظام عالم
 کا قابض اور تصرف صرف ایک لہ الحق قدوس کو سمجھنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو حق
 اور راستی کا حامی اور مددگار جاننے والا جانتا ہے۔ کہ الہی امداد انجام کار راستبازی

۱۵ اگر ہم شہر میں گئے تو ضرور معزز لوگ ان ذلیلوں کو دامن سے نکال دیں گے۔ جہ ۲۸
 سورہ منافقین - حج - ۱ - ۱۵ فرشتوں ۱۱ ۱۵ شیاطین ۱۱

کے ساتھ ہے۔ حق ہی کی عمارت مستحکم حیات پر قائم ہے سچائی کامیابی سے نالیاں کا
 علیحدہ نہیں ہوتی۔ اور وہ الہام الہی بالکل سچ ہے حسین ہے۔
 وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝
 متمول مگر کافر کے مقابلہ میں یہی مفلس مگر مومن آخر کا دو ٹوٹت ہو کر کرتے ہیں۔ ابتدائی حالت
 میں غلابہ کے ذلیل مگر اللہ تعالیٰ کے سچے فرمانبردار ہی طاہری عزت کے سچے ہی بمعز
 ہوئے ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ - وَالْعِظَةُ لِلَّهِ تَعَالَى !!!

یہ عجیب و غریب راستی اور رہت بازی کی معیار۔ یہی ہمیشہ ہر ملک میں تعجب انگیز اور
 راحت بخش معجزہ اور الہی نشان ہے! اور

یہی بہلون کو بروئے مقابلہ کرتے وقت یقیناً تسلی دہ دہا اور ہے اور رہیگا۔
 آدم سے پہلے ملائکہ۔ دیوتا۔ سروں کے سامنے جن شیاطین اور اشرون کی جوگت ہوئی اور
 جس فلت کو وہ ہوئے تھے انار بھیجے اور پسند و ناپسند عیان ہے۔
 پیر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی عداوت جو وبال ابلیس پر آیا۔ اور اسکی شرارت
 کے پرے شیطان کی جو حقارت ہوئی وہ غالب عمرات کے زن و مرد بلکہ بچے
 بھی نغنی نہیں مگر آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ واعرال ایمان کے مورث اعلیٰ بنے۔ اور اللہ تعالیٰ
 نے آپکی اولاد میں ہزاروں ہزار انبیا۔ اور ملوک اپنے پیارے پیدا کئے۔
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَاَحْشُرْنَا مَعَهُمْ آمَنِينَ۔

۱۔ آخر کار کامیابی خدا کے پاس ہرگز گاروں ہی کا حصہ ہے ۱۲
 ۲۔ فرشتوں ۱۱ ۳۔ شیطان ۱۱ ۴۔ دیوتوں کے خلاف یا نقابیر ۱۲
 ۵۔ ترجمہ۔ سے اللہ کو ہی ایمان سے کر اور انکے ساتھ نہ تھا۔ اور ہمارے عرض قبول کر۔

ہم ہرگز اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ شیطان کی اولاد بھی چلی اور ان میں بھی بڑے
 شہنشاہ (اخضہ الاسماء) اور فرعون پیدا ہوئے جو ہمہ تن شیطان کے مظہر اسکے
 لہجہ اور تعلق کے باعث شیطان اور شیطان کی ذریت کے اولیا۔ ان لاعنہ کے اعضا
 ہتھیار انکے پیادے اور سوار ہوئے۔ اور کسی وقت تک رہیں گے۔

مگر کیوں ہوئے؟ غور کرو

اسی نشان کے قیام رکھنے اور یاد دلانے کو کہ بہلون کے مخالف شیطان اور اسکے
 مظہر اور اسکے اولیا بڑے لوگ کیسے ہی کثیر المتعداد قوی اور دولت مند کیوں ہوں آخر
 ایسے ذلیل اور خوار ہوا کریں گے جیسے آدم علی سبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت
 میں شیطان

کون بتا سکتا ہے؟ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد و کدہ ہو گئے؟ کچھ کہو جو تو لگا
 کیا ہوئے؟ سب کے نام و نشان میں اب تاریخ ہی انکی تشخیص سے ساکت ہے۔ اور ابھی
 غضبے پانی کو جو ایک آیت رحمتہ اور حیوۃ کا مار ہے ایسی شکل بخشی کہ ایک طرف اس کی
 خاندان لکڑیوں سے چھتا رہے جہین اس سعید و مومن کے متبع نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کے خدام جا بیٹھے اور پانی جوش سے انہیں اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ اور دوسرے طرف
 نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کو۔ نہیں نہیں رستی کے مخالفوں۔ حق کے مقابلہ
 کرنیوالوں کو اون کی بدکرداری کے بدلہ جہنم پہنچا دیا۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ قرآن کریم میں عقل والوں کو عجزت دلانے
 اور نصیحت پر چلنے والوں کو نصیحت کے واسطے بار مازکور ہوا۔ سنو۔

وَيُصْنَعُ الْفُلُ وَكَذَلِكَ عَلَّمَهُ مَلَكٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَجْعًا مِّنْهُ - قَالُوا إِنَّا سَمِعُوا
مِثْلَ مَا نَسَخَرُ مِنْكُمْ لَعَنَ كُفْرًا

نوح علیہ السلام کے نام لکھے اور اسکی طرف منسوب ہونے پر فخر کرنے والے جن تک
موجود ہیں اور انہیں ہزاروں ہزار روحانی معلم اور پراپرٹاری الہی انعامات و رحمت
سے سرفراز اور ممتاز ہیں نوح علیہ السلام مخالفوں کے معبودان باطلہ و دوسرے
یعقوب - یعقوب شکر کوئی حامی نہیں رہا۔ اور نوح کی تعلیم توحید نبوہ اور معاد
کے ہزاروں ہزار خاص معین موجود ہیں نوح علیہ السلام کے مخالفوں حق کے دشمنوں پر کمزور
اور مظلوم کی وہ آہ اثر کر گئی جبکہ بیان آئید ذیل میں ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَلَا تَكُنْ لِي كَافِرًا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو برکت پائی وہ ایسا۔ یورپ کی افریقہ اور بڑے شہر
معلوم اور آباد جزائر کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ اور جو وبال اسکے دشمنوں پر انکی ایمانی
بدکرداری اور حق کی عداوت کے بدلے پڑا ایک اوس کا یہہ نشان کچھ
کم ہے۔ کہ وہ تمام بے نام نشان ہونگے؟ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

”اور تجھ کو مبارک اور تیرا نام بڑا کروں گا اور تو ایک بکت ہو گا اور جو تجھے بکت ہے“

”ہیں بکت دیکھا اور انکو جو تجھے لعنت کرتے ہیں لعنتی کروں گا۔ پیدائش ۲۲-۳۰“

۱۵ کان سبکے معنی دیتا ہے یا شل کے ۱۲

۱۶ غیر خواہ - نفع بیان ۱۲

۱۷ اور وہ (نوح علیہ السلام) جہاز بنانا تھا اور جب اس کے پاس سے نکل جاتے تو اسکی قوم کے سردار ہنسی کرتے
نوح علیہ السلام سے (نوح علیہ السلام نے کہا اگر تم ہنسو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر ہم پر ہی اس لئے یا تاج
تم ہنستے ہو۔ اسباب ۱۲ - سورہ ہود - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸

اور فرمایا: وَمَنْ يُعِبْ عَنْ قَوْلِ آيَاتِ آهِمِ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ

حضرت لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت صحت بخش اور نجات دہ نصائح پر کان نہ کھنے والے وضع الہی کے دشمن فطرت کی مخالفت میں قوسے کو برباد کرنے والے آدمی بن گئے، اور انکی بنی کی یہی خبر ہے جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِكَهَا



سر غریب سعید۔ اور استبداد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مصری بادشاہ کے اس سخت ظلم و تعدی کو دیکھ کر جو اپنے قوم پر شروع کر رکھی تھی اس خیال سے کہ جس بادشاہ کی رعایا ہو کر رہے اسے بغاوت کرنا اہل ایمان اور سچے اسلام والوں کی کام نہیں فرعون شاہ مصر سے درخواست کی۔ اور بجا درخواست کی۔

أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ وَلَا تَحْدِثْ بِهِمْ

پراس ناہم نے حضرت موسیٰ جیسے مومن ناصح کی عمدہ اور بجا درخواست کی طرف توجہ نہ کی اُلٹا بنی اسرائیل کو زیادہ تر دکھ دینے لگا بلکہ جناب موسیٰ علیہ السلام جیسے پاک خیر خواہ کی نسبت ناقبیت اندیشی کے باعث حقارت کی راہ سے کہا

يَا قَوْمِ اَلَيْسَ لِي مُلْكٌ مِّصْرَ وَهَذِهِ اَلْاَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ
اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكْفُرُ

۱۔ اور براہمی ملت سے کون و گردان ہو سکتا ہے سو اس کے جس لئے اپنے تئیں حق ٹھہرایا۔

۲۔ یہ یہ بیکار لونڈے یا زنیہ نعوذ باللہ ۱۲۔

۳۔ جیسے اسکو زیر و بالا کر دیا۔ پ ۱۲۔ سو ۱۴۔ ہود۔ ج ۷۔

۴۔ بنی اسرائیل (میری قوم) کو میرے ہمراہ کر دے اور انہیں دکھ نہ دے۔ پ ۱۲ سو ۱۴۔ طہ۔ ج ۱۴۔

۵۔ اے میری قوم کیا تم جنہیں دیکھتے۔ ملک مصر کا میں مالک ہوں اور یہ نذیان میرے پیچھے بہتی ہیں۔ پ ۱۴۔ سورہ۔ ج ۱۴۔

۶۔ بلکہ میں بہت اچھا ہوں اس لیگل در یہ تو صاف صاف بول ہی نہیں سکتا۔ پ ۱۴۔ سو ۱۴۔ ج ۱۴۔

وَأَوْثَقْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضَعُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ
مَغَارِبَهَا الَّتِي بَادَرْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ بِمَا
صَبَرُوا وَادْرَأْ مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ

بے بس نہایت خاکسار بنی اسرائیل کے گہرانے کے خاتم الانبیا۔ رسول مسیح ابن مریم علیہا السلام کے قسّی القلب دشمن کہہ رہے گئے؟ کوئی انکا پتہ بتا سکتا ہے؟ ان بیلیان "نٹانیوں" اور سناپنوں کے بچوں پر فتویٰ لگ گیا! نپر حکم ہو چکا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اتبلع جس جاہ و چشم کے ساتھ جناب مسیح علیہ السلام کے منکر و نپر حکم ان مین اس سے ہندو لگیا تمام آباد دنیا بے خبر نہی۔

ہمارے ہادی (اے ربائے رحمان اے رحیم مولیٰ کریم مجھے ہی اسکے خدام میں پہنچاؤ اور اسی کی مرفقہ جنت میں عطا کرو) کے آیات نبوت میں حضرت مسیح کے اتباع اور انکے منکرون کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے۔ اس پر غور کرو۔

اِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ارْفَعْكَ وَإِنَّا مُطَهِّرُونَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَجَاعِلٌ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فِي الدِّينِ كَفْرًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝

۱۔ لنگل اسکر زانہ میں عزت کا نشان تھا جیسے ہندستان کی ہندو ریاستوں میں بابھی ہے۔
 ۲۔ بہلا کیونٹ ڈالنے کے لیے اسکو سو نیکی لنگن۔ اور نوائے اسکے ساتھ ہر شے پر بارہ کر۔ پ ۲۵ سلمیہ روفہ۔ ج ۴
 ۳۔ اور ہنر کا لک بنایا سوئی کی حقیقت قوم مبارک کا شاہ کی تمام زمین کا اور پوری ہوی اپنی بات تیرے رکے بنی آریل
 ۴۔ اسکی گھاہ پر جوئے۔ اور خراب کی اسکو جیسے بنایا فرعون اور اسکی قوم نے۔ پ ۹ سلمیہ اعراف۔ ج ۱۶
 ۵۔ جب اللہ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم والامون تنجیکو اور لند کر نیوالامون اپنی طرف کیونکر نیوالامون تنجیکو کا فرعون ہے اور کر نیوالامون تنجیکو
 کوکا فرعون کے اور فرامنت ملک

حضرت کھلیسی علیہ السلام کے اتباع اور ان کے ساتھ والے مسلمان مین یا عیسائی اور
ان کے منکر یا یہود مین اور تھے یا اس انڈیا مین آریہ اور مختلف بلاد مین کچھ پارسی اور کچھ
برہمنیہ تمام منکر قومین حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کے ماتحت مین اور ہمیشہ ماتحت
برہمن گی اور یہ پیشین گوئی قیامت تک ثابت اور استحکام کے ساتھ ظاہر کر قایل کے
واسطے آیت صداقت اور نشان نبوت رہیگی۔

ہم کی جس کتاب مین اس پیشین گوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب مین اس پیشین گوئی
کا دعویٰ اس طرح پر ہے کہ قیامت تک محیط رہیگی وہ کتاب ایسے علیم و خیر کی
نہین۔ جو نبیات اور کلیات پر محیط اور ان پر تفصیل
واقف ہے؟

اب مین تمام سریشٹوں کے سریشٹ اور تمام اہل ایمان کے سردار اسعد الخلق
رفد اک ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم کے قصہ پر اس کلام کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی تمدنی اور اخلاقی حالت
کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ ہوں بھلیان
مین مبتلا تھے۔ آفتاب کی مانند طلوع فرما کر راہ نمائی کا بیڑا اوٹھایا۔ اور لگے لگانے
لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف۔

خدا کی واسطے ذرا غور تو کرو۔ اس راج منیر کی نور افشانی کی وقت تمام آیا و دنیا کا
کیسا حال تھا؟ دنیا کے شیا جنہین انسان کے خادم کہنا چاہئے اور حسب حکم۔

۱۱۔ کچھ بڑا اور آدھ قومین مسیح علیہ السلام سے بھی واقف مین اور ان کے پورے منکر نہیں ہوئے مین یاد رہے ۱۱
۱۲۔ تمام عمدہ لوگوں سے منسلک ۱۲

اللَّهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
 انسان کے ماتحت مین بالعکس انسان کے معبود بنائے گئے۔ غور کرو۔ ہندستان کا
 ملک ایسا تھا کہ اس میں تہہ اور درخت پوجے جاتے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ آریہ ورت
 بقول آریوں کے بھی ہندستان ہو چکا تھا۔

حیرانی ہوتی ہے کہ لٹلٹ کی مہاں اور ادسکی پوجا کا دور دورہ یہاں! پہاڑ
 اور شکاری کی پرستش یہاں تھی! واہم مارگ۔ اگہور۔ کپل مٹ بانی اور گروہ
 ہی تھے۔ جین۔ اور ناستکوں کا مہدا۔ اور مولد ہی آریہ ورت تھا!

آریوں کے یاہندوں کے ہمسایہ یا پہلے استاد بلکہ بہائی ہندقدیم ایرانی الگنی تری
 تھے۔ جنہوں نے آسمانی بروج سیاروں ستاروں اور خا صکر سورج کو معبود بنا کر کہا تھا
 بلکہ انکے نہایت ناپاک اثر سے فارسی لٹریچر میں تمام سکھوں اور دکھونکو آسمانی
 گردش کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ اسلام کے مدعی لایق منشینوں نے سوج کو حضرت
 نیر اعظم وغیرہ مقدس الفی سے یاد کیا۔

یہ لوگ یزدان اور اہرمین دو خداؤں خالق خیر اور خالق شر کے معتقد تھے
 مغرب اور شمال بلکہ اندرونی حصہ عرب میں یہود اور عیسائی تھے۔

عیسائیوں کا یہ حال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا ازلی بیٹا بلکہ خدا یقین
 کرتے اور اسکو اصل ایمان جانتے تھے۔ اور ان کا اعتقاد تھا اور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ

۱۔ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے مفت مہاری خدمت میں لگا دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ ۲

سورہ لقمان ۲۸
 ۳۔ تنگ پوجا میں عقائد عام ہنود کے شیوہی کے عضو متاسل کی پرستش ہے۔

۴۔ مہاں۔ عظمت۔

۵۔ عورت کا عضو متاسل۔

وحدہ لاکھ شریک رسن کل الوجوہ ایک ہے اور تین ہے۔ پناہم خدا!! عیسائی کہتے ہیں
خدا باپ ازلی۔ خدا بیٹا ازلی۔ خدا روح القدس ازلی۔ تینوں خدا مین پہر خدا
ایک ہے!!!

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْقَدِيمُ لَا يَلِدُ وَلَا يُولَدُ لَهُ كُنُوزُ السَّمَاوَاتِ يَنْفَعُ مَنْ يَشَاءُ وَيَضُرُّ مَنْ يَشَاءُ وَتَشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخْرُ الْجِبَالُ هَذَا أَنْ دَعَا
لِلْحَمْدِ وَلِلدَّاءِ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْقَدِيمُ لَا يَلِدُ وَلَا يُولَدُ لَهُ كُنُوزُ السَّمَاوَاتِ يَنْفَعُ مَنْ يَشَاءُ وَيَضُرُّ مَنْ يَشَاءُ وَتَشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخْرُ الْجِبَالُ هَذَا أَنْ دَعَا
لِلْحَمْدِ وَلِلدَّاءِ

اسوقت کیتو لک فرقہ کا عروج تھا اور عیسائیوں میں بعض ایسے ہی تھے جو صدیقہ مریم
علیہا السلام کو شتم تثلیث جانکر انکی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے ڈالتے تھے۔ مہینا
بھی بعض لوگ بتوں کو گرمی اور سردی کا لباس علیحدہ علیحدہ چڑھاتے ہیں۔
پادری کا۔ مذہبی مقدس کا پہرہ رعب اور یہ عظمت تھی اور ہے کہ عیسائیوں کا بھی بدو
مذہبی مقدس اس کے خاص لباس اور اس خاص رسم کے جو مسیحی کلیسیا کے واسطے ضرور
ہے کلیسیا کا عضو اور اس کا ممبر نہیں ہو سکتا۔

کوئی عیسائی بدو واسطت پوپ کے نکل نہیں کر سکتا۔ نازکے واسطت کنسیہ
میں جانا ضرور ہے اور وہاں قیس کا ہونا لازم گناہ گار کو گناہ کی معافی لیتے وقت لایا
ہے کہ قیس کو اپنی بدکرداری پر توبہ واقف کرے۔ اگر بدکار اپنے گناہوں پر پادری کو آگاہ
نہ کرے تو گناہ گار کا گناہ معاف ہی نہوا!

قریب ہے کہ آسمان چور چور ہو جائیں اور زمین تنق ہو جائے اور پہاڑ دھڑوڑہ ہو کر گر ٹپیں کہ وہ جہنم کا بیٹا
بکارتے ہیں۔
لے اور جہنم کو رادہ نہیں کیا تھا کیوں کہ سب جو ہمان زمین میں ہیں جہنم کے عضو میں بندہ بنکر آئے ہوں۔ پ ۱۴

مرنے کے بعد دفن کے موقع پر اگر پادری موجود نہ ہو تو یہ لامبوسی سفر پہنچنے سے قبل
طی ہی ہو۔

عیسائیوں کے استاد اور معلم اور ان کے پاک کتاب کے پہلے اور آجتک کے فطانیہ
تھے۔

جنہوں نے توحید کو شبہیت تک اور عبادت کو اس کے صرف جہانی منظر تک اور اعتقاد
کو قصائد قلبیہ کے تحت غلط اور محدود کر رکھا تھا تو حید اور اخلاق فاضلہ کی طرف ہم
دعوۃ ہرگز نہیں کرتے تھے۔

یہود کے کئی فرقے قیامت کے منکر ہی تھے۔ بلکہ اناجیل سے واضح ہے کہ جناب مسیح
علیہ السلام سے ہی اس سلسلہ میں انہوں نے تکرار کی۔

اور اکثر یا قریباً کل اس نبرے اور تمام برائیوں کے سرچشمہ یا اعتقاد کے معتقد تھے۔ کہ
یہو۔ بنی اسرائیل خدا کی برگزیدہ قوم اور ابراہیمؑ کی استبازی سے انجام کار بننا
پائینگے جسکا قرآن کریم **تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ** کہہ کر
ابطال کیا۔

پھر عیسائی بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسا نیک بندہ اور رسول بلکہ
عیسائیوں کا خدا تمام عیسائیوں کی لعنتوں سے ملعون ہو کر اور عیسائی قوم کی بدکاری اور
فسق و فجور اور گنہگاری سے گنہگار بن کر۔ عیسائیوں کا کفارہ ہوا۔ !!!

یہ وہ لوگ ہیں جنکی نسبت آریون اور پادریوں کا خیال ہے کہ اسلام کی بادی اسلام کے معلم ہے اسلام نے اگر
اقتباس کیا ہے۔ تو غور کر کسی جو ہر شناسی اور کامل ہدایت کو کام میں لایا ہے کہوئے اور کہہ رہے ہیں جلد
جو اہل ان میں سے کہہ رہے ہیں کہ الگ کرنا کیا چوٹا سا کام ہے۔ غور کرو۔

اسلئے

عرکے لوگ شرک میں ڈوبے ہوئے تھے اور شرک کی ذاتی لازم جہالت میں سخت مبتلا تھے۔ اور اُسکے نتیجہ یا بھی اختلاف میں پہنچ کر ایک دوسرے پر حملہ کر کے کمزور اور ذلیل اور متعطل بن رہے تھے۔ نہ انہیں کوئی ہدایت نامہ تھا نہ کوئی قانون شرابخوری۔ تمار بازی۔ عزت اور فخر۔ اور بہادری کا نشان تھا۔ اور بس۔

تقصیب۔ ہٹ۔ ضد۔ اور عداوت۔ گویا انکی فطرۃ ہو رہی تھی۔ ایسے وقت میں حضرت

خاتم الانبیاء۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ ہدایت اور رہنمائی پر کمر باندھی اور ساتھ ہی چھ ہی دعوے کیا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملہم ہوا ہوں۔ میں ہی اون سعیدوں میں سے ایک ہوں جنہیں آدم علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ لوط علیہ السلام۔ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔

انبیاء کے قصے بار بار قرآن کریم میں پڑھ کر لوگوں کو یاد دلانے کے گزشتہ رؤس اہل ایمان اور اعداء، حرب شیطان کی تاریخ پڑھ لو۔

اس پاک گروہ کے مخالفوں کی تباہی سے عبرت پکڑو۔ ان شہرٹوں کے قصوں کو پڑھ کر نصیحت حاصل کرو۔

یہی قصے میری راستی اور راستبازی کے آیات اور علامات یا بطور محاذیہ مجاہدات اور خوارق عادات ہیں۔

منکرو اوجسطرح پہلے ہمیشہ برون کے مقابلہ میں انجام کار فتیاب ہوتے رہے اور راستی کے دشمن یا انبیاء علیہم السلام کے مخالف ہر زمانہ میں آخر شکست پا کر بے نشان ہوئے۔

ہوتے رہے ہیں ایسے ہی او دشمنوں! حق کے مخالفو! میری مخالفت میں ختم ذلیل
اور خوار ہو جاؤ گے۔

حملہ آوردن کے حملوں کی خبر دی اور یہی بتا دیا کہ میرے مخالفو! اگر تم مجھ پر
حملہ آور ہو گے تو نتیجہ یہ ہوگا۔

مَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ

سورہ شعرا وغیرہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان قصص کا بیان ہے جنہیں انبیاء
علیہم السلام کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور مخالفوں کی
بیویہ کذب کا آخری نتیجہ اور دائمی ثمرہ بتایا جاتا ہے۔ اور پھر آخرین برقصہ کے یون
کہا جاتا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَّمَا كُنْ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

اسی سورہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے اعدائے جب نوح علیہ السلام کو یہ کہہ کر وعظ
سے روکا۔

لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ نُوْحًا لَّكُنَّ مِنْ الْمَرْجُوْمِيْنَ

اُس وقت حضرت علیہ السلام نے یہی فرمایا اور اس طرح دعا کی۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ فَاَفْخَمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ فَتَنَّا وَتَبَعْنِيْ مَنْ
مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

لے تباہ شدہ وقت کے میرے مخالفوں کی جمعیت نہایت پاوے۔ اور یہ کہ دیکر ہاگین۔

۱۵ اس قصہ میں بے ریب ایک نشانِ پیچہ ہے اور اکثر نہیں آئے۔

۱۶ اگر تو اس منادی سے اسے نوح نہ رکھتا تو یہ پتہ لگایا جاوے گا۔

۱۷ اسے میرے رستہ پیری قوم نے مجھے چلا یا۔ تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے اور مجھے اور میرے ساتھ
والے ایمان والوں کو بچائے۔

پہر جو نتیجہ نکلا اس کا بیان ہے

فَاَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفَلَاحِ الْمَشْهُورِ ثُمَّ اَعْرَفْنَا بَعْدَ الْبَاقِينَ اِنْ شِئْتَ ذَلِكَ لَا
اسی طرح اس سورہ شعرا میں قوم عاد کا جناب ہو وعلیہ السلام سے مقابلہ اور قوم ثمود کا
حضرت صالح علیہ السلام سے جھگڑا۔ اور قوم لوط کا جناب لوط علیہ السلام کے مواعظ سے
پچھان نہ دینا ایسی ہی طرز سے بیان ہوتا ہے۔

سورہ نزل مکہ معظمہ میں انہی جب حضور علیہ السلام بظاہر نہایت کمزوری کی حالت
میں تھے اور بظاہر کوئی سامان کامیابی کا نظر نہ آتا تھا۔ قرآن نے صاف مساجد جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا۔

پہر رسول اس رسول کی مثل ہے جو فرعون کی وقت برگزیدہ اور بنی اسرائیل کا مادی بنایا
گیا۔ جس طرح اس رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دشمن بنے نام و نشان ہو گئے۔
ایسے ہی اس رسول کے دشمن معدوم ہو گئے۔

اِنَّا ارْسَلْنَا اِلَيْكَ رُسُلًا شَاهِدًا عَلَيْكَ ثُمَّ كَذَّبْنَاكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَكَوْنَا
فَعَصُوْا فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنَا نَآءُ اَخَذًا وَّيَبِيْكَ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ
اور جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنوں سے نجات پا کر آخر سفر زاور ہزار
اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی۔ اسی طرح۔ ٹھیک اسی طرح۔ لاریبی اسی طرح
اس رسول کے اتباع ہی موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی طرح بلکہ بیکرا براہیم کے موعود

۱۔ پہر کیا پہننا سے اور ایک ساتھ والوں کو پہر کشتی میں اور غرق کر دیا اسکے پیچھے سب کو۔ لاریبی اس
قسم میں ایک نشان بیچہ ہے۔
۲۔ پہر ہی پہننا ہی طرف رسول نگران تمہارے پیچھے پہننا تھا فرعون کو رسول پہر جب نافرمانی کی فرعون
نے اس رسول کی نوجھت پکڑ لیا پہننے سے۔ پہر تم اگر اس رسول کے منکر ہو گئے تو کیونکر بچو گے۔

ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہوں پر علی العموم خلافت کرین گے
وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكُمُوتٌ لَهُمْ دِينُهُمُ الَّذِي آتَيْنَاهُم لَهٗمْ وَلِكَيْلَ لَكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
خَوْفٍ مِّنَّا

آخر دیکھ لو۔ اس فطرت کے قاعدہ نے۔ اس الہی سنت یا عادت اللہ نے۔ ناظرین کو وہی
نتیجہ دکھایا جو ہمیشہ اہل ایمان کے ساتھ انکے بے ایمان مخالفوں کے بجا حملوں کی بوقت
دکھاتی چلی آتی ہے۔

ہمارے مادی۔ بلکہ مادی امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں۔ نہیں نہیں۔ آپ کے
مولد مسکن اور آپ کے ملک میں آپ کا کوئی دشمن نہ رہا۔ دشمن کیسے؟ انکے اٹار بھی
نہ رہے! مکہ معظمہ نہیں۔ بلکہ خیرہ نامے عرب پر نگاہ کر لو تمام عرب آپ کے خدام یا خدام
کے معاہدین کی جگہ ہو گیا۔

اللہ اللہ!!!

جیسے آپ بے نظیر ہیں ویسے ہی آپ کی کامیابی ہی بے نظیر واقع ہوئی!۔

ناظرین!

ایسی کامیابی کسی ملہم کسی مدعی الہام۔ کسی پیغام۔ کسی مصلح۔ کسی رسول یا کسی
بادشاہ کو کبھی ہوئی ہو؟ ہرگز نہیں۔ کس مقتدر نے۔ کس بادشاہ نے۔ نام تو لو۔

۱۔ وہودی کا اس لئے ان لوگوں کو تم میں جو ایمان لائے وہ کام کچھ انہوں نے اپنے عزیز و خلیفہ کو دیا ان کو اس میں میں (جبر کا وہاں ہر جہت سے)
جیسے خلیفہ بنایا ان کو جو ان کے لئے ہے اور وقت بخیر انہیں اس میں پہنچانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا وہ
ضرور ہی بدلہ لگا انہیں خوف کے بعد اس سے۔

۲۔ میں تسلیم سے وہ تو ہماری ہی اسرائیل مراد ہے جکا ذکر۔ اور ثنا القوم الذین یشہقون مشارق الارض
ومناہجها التي لا رکنا فیہا میں ہے۔

وحدتِ ارادہ کی روح پہ الہامی دعوے کے بعد اپنی قوم میں اپنے ملک
میں۔ اولاً بالذات اس طرح پہنچی ہے۔ کہنے۔ بناؤ تو سہی۔ اس طرح کی منی زندگی کتنی
کسکے وسیلے ایسی عملی طاقت ظہور میں آئی ہے۔ مذہبِ لبوا کہ کا مولد آئے اور دیکھتے ہو۔
حضور علیہ السلام نے نہ صرف اپنا ملک۔ بلکہ اپنے مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کا
موجود ملک زاد کر لیا۔

ہمیشہ حق کے مخالف اور تکبر۔ انبیاء اور ان کے غریب جان نثاروں کو ستاتے۔ اور
ان کے مقابلہ میں ظالمانہ صف آرا ہوتے ہیں۔ پر بال کا وہی کمزور۔ اور مومن غالب ہوتے
میں سچ ہے۔

اَفَنُكِّنْكَ اَنْ مَّوْحِنًا كَمَنْ كُنَّا فَاَسَقَّا لَا يَسْتَوُونَ

یا درکھو

یہی ایک رحمتِ بخشِ قانون ہے جو سچائی کا معیار رہا۔ اور رہیگا۔ اور یہی سلیقہ
معجزہ ہے جسے بھلائی اور بُرائی کو عامِ نظر کا آدمی ہی امتیاز کر سکتا ہے۔
مان فتح مندی اور کامیابی کا تاج لینے کے واسطے۔ استقامت۔ حُسنِ ظن۔
وفا داری۔ راسخی۔ اور کوشش۔ شرط ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَفْأَمُوْا تَتَّبِعُوا عَلَیْهِمْ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ لَا تَخَافُوْا
تَحْزَنُوْا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ یَاۤلِلّٰهِ نَطَرُ السُّوْعِ عَلَیْهِمْ دَاۤیْرَةُ السُّوْعِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ۔

۱۵۔ کیا جو مومن ہے وہ فاسق کا سا ہو سکتا ہے۔ نہیں وہ برابر نہیں۔ پ ۱۶۔ سورہ الاحزاب

۱۷۔ اسکی نسبت ظن کرنے والے۔ اکی نسبت سخت سزا کا قوت ہے۔ اور ان پر اللہ کا غضب پڑا۔

۱۸۔ یقیناً وہ لوگ کہ جن کو کہا ہمارا رب اللہ ہے پر وہ پھر ہے انہیں فرشتے آتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کہا۔ پ ۲۲۔ سورہ حج سیدہ ج ۱۸۔

لَا يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُشْرِكِينَ وَلَكِنَّهُ يَجْزِي الْمُؤْمِنِينَ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الْقِصَّةَ الْأُولَىٰ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الْقِصَّةَ الْآخِرَىٰ لَعَلَّكَ تَتَّقِي
 ۱۔ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ الْقِصَّةَ الْآخِرَىٰ لَعَلَّكَ تَتَّقِي
 الْخَاسِرِينَ۔

۲۔ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ كُمْ
 ۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ
 ۴۔ اِنَّ كَلِمَةَ الْاِيْمَانِ الْاَمْسَاسُ وَانْ سَعِيَهُ مَنُوفٌ يُرَىٰ
 یہاں ایک مختصر تذکرہ جو گذشتہ واقعات پر مبنی ہے جس کی شہادت ثابریاتیہ
 اور تواتر صحیحہ سے ظاہر ہے۔

یہاں۔ اندیامین ہمارے مورث آئے۔ استقامت۔ یا برتے
 پر حسن ظن۔ وفا داری۔ صداقت۔ اور سعی۔ اور سعادت کا مخزن
 توحیداً لوہیت اور جزا اور سزا کا مستحکم مسئلہ اور ایمان بالملک لکھ
 اور ایمان بما انزل اللہ اور ایمان بالکتاب کا پاک اعتقاد
 جو تمام نیکیوں کا منشا ہے۔ اور تقدیر کا نہایت سچا مسئلہ جو تمام
 بلند پروازیوں کا شجرہ ہے۔ اور مروت۔ شجاعت بہت
 عدل۔ اور اخلاص۔ چھ ساری صفات فاضلہ اپنے ساتھ لائے
 انکا ظاہر و باطن ایک تھا جیسا ایمان۔ اور اخلاص رکھتے تھے

۱۔ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ كُمْ۔ پ۔ ۲۶۔ سورہ فتح۔ ع۔ ۹۔
 ۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ پ۔ ۲۷۔ سورہ حج۔ ع۔ ۱۷۔
 ۳۔ اِنَّ كَلِمَةَ الْاِيْمَانِ الْاَمْسَاسُ وَانْ سَعِيَهُ مَنُوفٌ يُرَىٰ۔ پ۔ ۱۔ سورہ بقرہ۔ ع۔ ۵۔
 ۴۔ اِنَّ كَلِمَةَ الْاِيْمَانِ الْاَمْسَاسُ وَانْ سَعِيَهُ مَنُوفٌ يُرَىٰ۔ پ۔ ۱۱۔ ع۔ ۴۔
 ۵۔ انسان کا بہرہ وہی ہے جو اوس نے کمایا۔ اور اسکی کمائی دیکھی جاوے گی۔ پ۔ ۲۷۔ سورہ نجم۔ ع۔ ۲۔

وینے ہی کا میاب بھی ہوتے رہے۔
 مگر انکی اولاد نے اپنے آباء کے اقتداء میں سستی کی۔ بزرگوں
 کی چال نکلے۔ بلکہ حسب
 فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا
 الشَّهْوَاتِ۔

حرص و ہوا کے پیچھے پڑے تب انکو حسب الہی و عید۔
 فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا
 بت پرستوں کے روم اور عادات لینے کی سزا ملی جس کو
 آج تم اوسلمانو!۔ دیکھتے ہو۔ اور سنتے ہو۔ اگر قلب سلیم
 رکھتے ہو تو فکر کرو۔

البتہ ان میں نہایت نیک اور ایمان بھی تھے۔ اور میں۔ الا عام گروہ نافرمان ہوا۔
 پہلوں کو ان نافرمانوں کے ساتھ ملا جلا رہنے اور علیحدہ نہونیکے باعث برون کی سزا
 کا حصہ دار ہونا پڑا اور کیونکر شرک نہوتے؟

لَا تَرْكُنَا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّ كُمُ النَّارُ۔

کی ممانعت پر انکا بھی عمل درآمد نہ ہا۔

اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوفٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔

۱۵۔ میرا ان کے لیے جیسے جان نفعین پیدا ہوئے جنہوں نے عبادت الہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے

۱۶۔ جلدی وہ سزا کہ ہو پھینکے۔ سورہ بریم۔ پ ۱۴۔ ج ۷۔

۱۷۔ ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

۱۸۔ اے خدا تو معاف کرنا والا ہے۔ عفو کو دوست رکھتا ہے۔ جیسے درگزر فرما۔

کائنات - ان سرشتیوں کے ان پیارے بندوں نے اپنی قوم کے افرانوں کا ساتھ
 کیوں چھوڑا؟ - کیوں ایسے لوگوں سے ایک ہوئے؟ - غالباً قوم کی خیر خواہی - انہی
 بہلائی کے خیال سے مگر ہدایت نامہ قوم کے پاس تھا۔ اور کم و بیش اس پر عمل کر رہی
 تھا۔ پاک کتاب کی زبردست تاثیر کبھی کبھی غافل مست قوم کو جگاتی رہی۔ سلجی
 زمین اللہ تعالیٰ کے پیارے رستہ باز۔ اولیاء کرام۔ علماء عظام۔ وعظمت حق
 پیدا ہوتے رہے۔ اور بقدر استعداد و ہمت سچائی کو پھیلاتے رہے۔ اور ان کے
 مجاہدات۔ دعاؤں۔ خلوص۔ اور توجہ کی برکات سے اپنے بیگانے متنبہ ہوتے
 رہے۔ اور ان پاک لوگوں کی کوششیں شہرِ ثمرات ہوئیں و الحمد للہ رب العالمین۔
 ہندوستان کی بُت پرستی۔ ہندوؤں کا دور از عقل قصص کو یہود سے ہی زیادہ پس
 جاننا۔ دنیا سے تحفظ نہیں۔ اور ان دونوں مہلک مضمون سے جو بدستار کچھلوں
 اُنے اُنے دیا نندی پنتھ کو یہی انکار نہیں۔

توحید الوہیت۔ اور علم کے علوم۔ اتفاق۔ یکتائی کے حاصل کرنے میں یہی
 دونوں۔ (۱) غیر اللہ کی پرستش۔ (۲) خیالی جو ہے افسانوں پر یقین کرنا پڑی
 روک ہوتے ہیں۔ میرے پیارے پہاڑی مسلمانو!۔ یہی دونوں فتنیں۔
 اب تمکو دھنگیر ہو گئیں۔ اور یہی دونوں برباد کن اسباب جو مشرکوں اور یہودوں کی
 بدولت تمہاری سوسائٹی میں ور آئے تمہیں اُنکے ساتھ ہی لے ڈوبے۔

عاقبت اندیشی کرو!۔ اللہ تعالیٰ کا خوف کرو!۔ مشرکوں یہودوں کی شاگردی
 سے توبہ کر کے۔ اور قرآن کریم۔ اور حدیث نبی رُوف الرحیم کا اتباع اختیار کر کو دیکھو!
 جیسے کہ اس اتباع سے تمہارا اسلاف۔ دین و دنیا کے سلاطین۔ اور امرا و خلفائے

وہی ہی تم ہی بنناؤ گے۔ یاد رکھو!۔ نصرتِ انیت۔ دہریت۔ یہودیت۔ شریک
کے اجتماع سے جسے اب تمہارے اکثر کالجیئر زمر کب ہیں۔ کہہ ہی ہی تم کامیاب
نہو گے!۔

غرض

ان باہمت ارواح مقدسہ کے قوی اثر سے ہندوین ہمیشہ اسلام پسند رہا۔ نہ جیسیم
بہارے بعض طلیق اللسان لکچراروں کا بیان ہے۔ کہ اسلام ہندوین میں پھیل
داخل ہوا۔!۔ زمانہ حال کا تذکرہ ہے کہ مولوی شیخ عبداللہ صاحب کن بنیت
ایک تحریک کی جسے صدما اپنے اور پیگنے۔ بیدار ہو گئے۔ بلکہ خالفون کی تعلیم یافتہ
مسو سائیٹی۔ ملندا واز سے پکارا اُٹھی کہ بُت پرستی۔ اور لغو افسانے بے رب
تباہی کا موجب ہیں۔ مولوی صاحب کا ایک بڑا مکتب اپنا قدیمی طرز
ترک کر کے۔ دیانندی علیچنایون میں داخل ہوا اگر ترقی ہمیشہ تدریج ہو ا کرتی ہے
اور ان نئے جاگنے والوں کو پوری رستی پر پہنچ جانا شاید اسلئے ہی نصیب ہوا۔
کہ قومی تعلقات اور انواع و اقسام کی جینائی ضرورتوں نے یکدم قوم سے علیحدگی
کی اجازت نہ دی۔ پر ہم جو مذہب والوں آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا۔ بہ نسبت
آریہ کے بہت کچھ اسلام قریب آگئے۔ اور آریہ ہمہ ہونکے ساتھ اس لئے بھی شریک ہوئے کہ ذات
پات کا امتیاز جو بدلتی۔ تکر۔ اور باہمی تنفر۔ کا منشا ہے اور بنی نوع کے اتحاد میں سخت
خلل انداز ہے۔ چوڑے سکے۔ بلکہ بین کہتا ہوں۔ دفعی جذب اس واسطے ہی نصیب ہوا۔
کہ دل صرف اللہ تعالیٰ کا طالب نہ تھا۔ دنیوی آعائش اور نیشینیٹی کا خیال قوۃ ایمانیہ
پر غالب آگیا۔ ایسے ہی اسباب نے نور فطرت سلیم کشنس کی بنیادی کو دھندلا کر دیا۔ اور آخرت یا

پیچھے آئیوالی حالت پر دنیا یا سوچو دنیا کی راحت کو ترجیح دیدی !

سبحان اللہ !!!

کسی زمانہ میں آخرت کو دنیا پر ترجیح تھی۔ اور دنیا ایک فانی اور محض خواب خیال سمجھی جاتی تھی۔ اور اب اس زمانہ میں نوجوان لہجہ و نواز اور ان کے ہم نوا کو عین عام طور پر دیکھا جاتا ہے (الامس عصمہ اللہ) تو صرف چند روزہ دنیوی آسائش ہی نجات و آرام کی جگہ ہے۔ ان نئے جاگنے والوں نے قصہ مختصر اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اور یقیناً ہے ہی یوں ہی کہ کسی شہر کی یہ خواہش۔

أَنْظُرُنِي إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ

منظور ہو گئی اس نظری میں کی حکمت ہے۔ یہ ایک عجیب و غریب بات ہے اور یہ بیان بالکل سچ ہے کہ اسے کہا گیا۔
إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ۔

مگر تعجب ہے !

اس گروہ نے جس کتاب کو کافی ہدایت نامہ یقین کیا اس کے پورے سمجھنے و اپنی زبان کے منتہا تک نظر کرو کہین نہ ملین گے۔ ویدک سنسکرت کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ مگر یہ کہے جاتے ہیں کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم اور فنون کی معلم اور استاد ہے۔ ثبوت پوچھئے۔ تو کیا ہوگا۔ !

اس کتاب کے وجود سے آپ کے ماؤ اور بلا کے لوگ واقف ہی نہ تھے ہندو کس ملک میں وید کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ آریہ صاحبو! کوئی مستحکم دلیل چھوٹا قصہ شہادت ہی پیش کرو

۱۔ جبکہ بشت کے دن تک مہلت دے۔

۲۔ یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک ڈھیل دی گئی۔

مسلمانو!

اس حملہ کا باعث جو آریہ جماعت - اس وقت مسلمانو نمبر کر رہی ہے اور اس نفر کا موجب جو آریہ نے ظاہر کیا ہے - صرف آریہ ہی نہیں - بلکہ تمہاری غفلت اور اپنی پاک کتاب کی خدمت میں علمی اور عملی طور پر بے پروائی ہی اسکی علت ہے -
تمہنے اپنی پاک کتاب کو طاق نسیان پر رکھ دیا - جسکا وبال تم پر بھی پڑا کہ تمہارا کوئی فرقہ ہو گئے - مین ماننا ہوں کہ یہود اور عیسائیوں کا ساتھ ہارا حال نہیں - تم کو باہم الفت ہی ہے - مگر نہ ایسی جیسی جا ہے - اہل کتاب کا منوہ دیکھ لو -!

اللہ تعالیٰ انکے حق میں فرماتا ہے

وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَاحُونَ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ -

سو جو اگر انہیں اتفاق ہوتا تو تمام دنیا پر جو چاہتے کرتے - مگر جو میں سے فرانس - روس سے انگلستان کو جو کچھ کھٹکا ہے ظاہر ہے - با انیکہ سب عیسائی مین مسلمانو! تمہارا مالک رازق اللہ ایک - تمہاری کتاب ایک - تمہارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب عیسائی ایک - عیسائی تین کے بندے ہیں - آریہ چار کتابوں کے مشبع - انہیں اختلاف ہوتا تو ہوتا - ہم مین ایسی وحدت کے ہوتے اتنا تفرقہ ہی کیوں ہوا - ۹ -

الحاصل

مشرکوں سے فطرتی توحید کی طرف آتے ہوئے گروہ - بلکہ یوں کہئے اسلام کے قریب آئیوالے دیانندی پیرتہ کو جب مختلف اسباب سے رکاوٹ ہوئی - اور وہ کہیں

۱۔ اور ان لوگوں جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں - ہم نے جنتہ اقرار کیا - اس بددلائی گئی بات پر عمل کرنا بہول گئے - پھر ہتے
۲۔ ان مین عداوت اور پرہیز کو کساد کیا -

مسئلہ ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان میں کسب و نیکو غلطی سے بچنے کے لئے
حضرت میرزا غلام احمد صاحب مجدد کو پیدا کیا۔ اور انہیں توفیق دی کہ آریہ اور
سوا جیہ سلام کے مخالفین ان سب کو موجہ اقوال سے سمجھا دیں۔ اور مخالفت کے
مواقع سے ہمیں آگاہ کریں۔ حضرت میرزا صاحب نے اس مقصد اعلیٰ کی ابتدائی تحریک کے
واسطے ایک کتاب لکھی اور اس کا نام **براہین احمدیہ** رکھا۔

اللہ تعالیٰ کے سامان قدرت کو دیکھو غافل قوم کے جگانے کو کیا تدبیر نکالی! اس
کتاب کی تکذیب پر ایک پولیس مین کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس مکتبہ تمام حجت
ضروریہ کو ایجا جمع کرنا شروع کر دیا۔ آریہ کے عام مذہب میں گو کہ سہلیسی اور چوٹھا کہا جاتا
ہے مگر اس شخص نے تمام عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراض بھی لے لئے۔

اس واسطے

عیسائیوں کے ایک یفارم نورا نشان نے تکذیب کی موج میں کئی صفحے سیاہ کئے ہیں
ایک جگہ لکھتا ہے۔

”تکذیب براہین ایسی دل چسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھتا“

”و شروع کرو تو دل ہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لیا دے۔“

سبحان اللہ کیا سچ ہے!

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اَوْثَرُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْحِجَابِ وَالطَّاعُوْنَ
وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَؤُلَاءِ اَهْدٰى مِّنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا

۵۔ دیکھو تو ان کتاب والوں کو یقین لارہے ہیں ساتھ بدکاروں۔ اور ان فراموش حد سے نکلتے
والوں کے۔ اور منکر دن کو کہتے ہیں۔ یہ ہلاسیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

اگرچہ عیسائیوں میں ایسے نصف بھی ہیں جنہیں سے ایک نے مجھے لکھا ہے
 ”تکذیب کے ریو لو سے اتفاق صرف صاحب یو کے سے مزاج والوں کا ہوگا“
 ”تکذیب براہین کو پسند بھی دیکھ چکا ہے بجز یادہ گوئی کے میرے ہاتھ تو کچھ نہیں آیا“
 ”کوئی فحش سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے۔ عیسائی اعتراض بہم پہنچا کر۔ اپنی لیاقت“
 ”ضرورت پائی ہے ایسے مباحثہ سے جھگڑ کی کہانیاں اچھی ہیں۔“

خاکسار نے

جب اس کتاب تکذیب کو دیکھا تو وہ کل کذب یاد آگئے جو آدم سلیک ہمارے دینی
 (فداہ ابی دامی صلی اللہ علیہ وسلم) تک آپکے اور آپکے سچے اور نیک فرمانبرداروں کو
 جان نثاروں کے مقابل گذرے۔ مگر وہی الہی سنت اور خدائی قاعدہ کہ انجام کار اہل ایمان
 اور رہبر ہی فتحیاب ہوتے ہیں میرے واسطے جان افزا بہت بخش ہوا۔ ہمارے
 مادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باری تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كَذَّبُوا وَآوَدُّوا حَتَّىٰ
 آتَيْنَاهُم نَصْرًا وَلَا مَبْدَلَ لِّكَلِمَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 آتٌ جَبَّ جُنُودُهُمْ عَلَيْهِمْ أَلَامٌ مَّا كُنْتُمْ تُعْذِرُونَ اے نبیؐ کہ اپنے مخالفوں اور حجاب
 حملہ آوروں۔ نا فہم کذبوں کو سنا دے۔

سَيَرَوْ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرْ أَكَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

لے بیشک جہنم لگے رسولؐ تجھ سے پہلے۔ ہر حد کیا انہوں نے تکذیب پر اور کہہ دئے گئے ہیں تاک کہ ان کی تکذیبیں
 جاری۔ اور انہی باتیں کوئی نہیں بدل سکتا۔ اور بے ریب اچلی تجھے خبر پہلے رسولوں کی۔

لے زمین میں سیاحت کرو پھر دیکھو جہنم لانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

کوئی دیکھ لے۔ جو حالت انبیاء علیہم السلام کے مکذوبوں کی ہوئی اسے بیکر کہا ہے
 حضور علیہ السلام کے نا فہم مکذوبوں کی ہوئی۔ جہاں سے مکذوبوں نے آپ کو نکالا
 وہاں سے خود ہی ابد الابد کے واسطے نکل گئے۔ سچ ہے والعاقبۃ للمتقین۔

حضرت پیرزا صاحب خاتم الانبیاء صفی الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سچے خادم اور اسلام کے باخلاص حامی اس زمانہ کے مجدد ملہم ہیں۔

پیشہ چاہا (اور خدا کے فضل سے یقین ہے کہ میری نیت کا ثمرہ مجھے ضرور ملیگا)۔
 کہ رہا ستبازوں کا ساتھ دونوں اور ان کے انصار سے بنوں۔ اسلئے براہین کی تصدیق
 پر کمر ہمت کو چیت باندھ کر اس رسالہ کو لکھا۔

وانما الاعمال بالنیات۔ دامنہ لامرأمانوسے۔ اللہم دفعتنی لما تحب وترضی و انت
 حبیبی نعم الوکیل۔

مکذیب صفحہ اول۔ ”انسانیت باہر آزادی مبداء فساد ہے اصل میں وہ آزادی نہیں
 بلکہ ادانگوں کی بنیاد ہے۔“

مصدق براہین۔ بے ریب انسانیت باہر آزادی مبداء فساد ہے۔ وہ آزادی نہیں۔
 بلکہ انواع و اقسام کے سزاؤں کی موجب اور نگالیف کی باعث ہے۔ لیکن آریہ دیانند یو۔ ا۔
 تباؤ تو سہی تمہارے اعتقاد کے بموجب کہی کوئی انسان اس آزادی اور مبداء فساد آزادی
 سے پاک ہی ہوا یا نہیں؟۔ تباؤ وید کا کوئی قاعدہ ہے جیہ عمل کر نیسے کوئی شخص ابدی
 نجات پاسکتا ہے؟ اور تمہاری مقدس کتاب نے ہی مخلوق کو کوئی ایسا ذریعہ بتایا ہے
 جس سے انسان آئندہ ادانگوں سے بچ جاوے؟۔ مکذیب کی کتاب صفحہ نمبر ۲۲ میں ہے
 ”مخدود و ارواح کے اعمال محدود ہیں۔ اور محدود اعمالوں کا نتیجہ بے حد نہیں ہو سکتا۔“

اس واسطے (بطور دیانندی نہتہ)۔

نجات ابدی روح حاصل نہیں کر سکتی۔ اور نہ ابدی دکھ بھوگ سکتی ہے۔ اور بھی آپ لوگوں کا اعتقاد ہے۔

”مہانت پرلے کیونٹ (جب کہات کے اجزا الگ الگ ہو جائینگے اور اجزا کا باہمی تعلق“

”نوٹس جائیگا) بیچ انکر یا تر (بقدر تخم) اعمال اور بُرائی اعمال کے ارواح میں موجود“

”در بہتتی ہے اور اسی مقدار اعمال سے مہان پرلے کے بعد جاندار شیا کا پیدا“

”وہونا شروع ہو جاتا ہے“۔

یاد رہے۔ ایسے مہان پرلے کا وجود صرف خیالی ہے دیانندیوں کے پاس کوئی اسکی دلیل نہیں۔

مکذب!

تمہاری تحریر اور دیانندیوں کی تقریر سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ اس مبداء فساد اور لوگوں کی محکم بنیاد کا حامی۔ صرف آپ کا خیال یا اعتقاد ہے۔ اور اسی بُرے عقائد کا ثمرہ ہے۔ جو آپ کو اُس مذہب سے سخت بغض ہو رہا ہے۔ حسین ابدی نجات اور قیامی آرام کو جو روح کا اصلی تقاضا اور سلیمہ فطرت کا منشا ہے۔ تسلیم کیا گیا اور جس مذہب نے ایسی باتیں اور قنوط کو کفر کہا ہے اُس کے مقابلہ میں آپ سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔ اور اموال کو خرچ کرتے ہیں۔ اگرچہ مجھے یہہ صدا آرہی ہے۔

سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

اور اس مال کے خرچ کرنے پر یہ باتیں وعید اُسکے انجام کی خبر دے رہا ہے۔

لہٰذا ان لوگوں کو تباہی کا پہلا لکھی گئی روش ان پر آنے والی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَمْوَالُهُمْ لَيَصِيدُوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسُيِّفُوا بِهَا لَشَرَ
تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ

تمام سلیم الفطرون کا اعتقاد ہے۔ جب ارواح اللہ تعالیٰ کے رحم یا عدالت یا دونوں سے
بری الذمہ اور غیر مجرم ٹھہریں گے۔ یا جب ارواح اپنے اعمال بد کی سزا الہی عدالت سے
پاکیں گے۔ تو وہ نجات پا کر اعلیٰ درجہ کی نیکی۔ حمد اور ثنائے الہی میں مشغول رہیں گے اور
ہمیشہ فراموشی کر نیکی اور چونکہ نیک اعمال کا نتیجہ ہمیشہ آرام ہی ہوتا ہے اسلئے وہ ہمیشہ کے
آرام اور سدید کال کے آئندہ میں سرور مہنگے۔

غیر مجرم و زمانہ میں اُنکے محدود اعمال کا نتیجہ۔ یا انکے ان غیر محدود اعمال کا ثمرہ جن کو وہ غیر محدود
زمانہ میں کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابدی نجات اور بے انت سکہ ہو گا۔ اُنکے
کو کسی دلیل ہے کہ محدود اعمال کا نتیجہ غیر محدود آرام نہیں ہو سکتا ہے۔ کیا فضل الہی محدود ہے؟
غیر محدود نہیں؟ یا ہمیں کمی ہے؟ بطور آپ کے بھی میں اس مشکل کو حل کر دیتا ہوں کہ چونکہ یہاں
فضل کا بیان ہے۔ آپ نے مذہب کے صفحہ دوسویں میں اعمال محدودہ کے عوض غیر محدود
نجات کا ملنا۔ کہنا ہے۔ حالانکہ یہ صرف آپ کا دعویٰ ہے جو دلیل نہیں کرتا
اور آپ نے محدود کاموں کا پہل غیر محدود و ملنا اپنی عقل سے جسکو آپ نے سلیم مان رکھا ہے پسند
نہیں کیا۔ حالانکہ روح کا تقاضا یہ نہیں۔ حل اشکال یوں ہے۔ نیک اعمال کا نتیجہ اللہ
کے فضل سے وہ آرام ہو گا جسکو اہل اسلام جنت اتم لوگ خوشی کا مقام کہتے ہو۔

وَبَلَدِ الْجَنَّةِ الَّتِي أَوْفَرْتُمْ فِيهَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

لے جو لوگ اپنے لوگوں کو سلو خرچ کر لے ہیں کہ اللہ کے رشتہ سے روکین۔ سود خرچ کر کر نیکی پر مال کا پشیمان ہو کر منلو سو یا دیگر
سودہ اناں سپارہ ۹۔ رکوع ۱۸۔
لے اور یہی وہ جنت ہے جسکو دار اللہ اپنے اعمال کے سبب تم ہوئے۔ سود کا خرچ۔ سپارہ ۲۰۔ رکوع ۳۰۔

انسان کو بلحاظ انسانیت ضرور ہے اپنے خالق اپنے لذت اپنے محسن کریم مالک کی
حمدا و ثنا کرے اور اس کے شکر یہ میں مشغول رہے۔

اور اُس کے بعد

تمام خلق سے عمل نما اور انبا و جنس سے خصوصاً پیارا اور محبت کرے اور بنی نوع سے برا اور انہما
سے پیش آوے۔ اور بغض و کینہ سے پاک رہے۔ اقبال کریم پر نظر کرو ہمیں اہل جنت کی
نسبت کیا تذکرہ ہو اور اُس کا نگاہ میں پہنچنے کے بعد کیسی صلہ میر اور باہم انجن کا ذکر فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ یَعْدُ لَهُمْ مَرٰبُہُمْ بِاٰیٰتِہُمْ یَحْسِرُ
مِنْ خَلْقِہُمْ اَلَا تَنْہٰرُہُمْ فِیْ جَنَّٰتِ النَّعِیْمِ دَعُوْہُمْ فِیْہَا سُبْحٰنَکَ
اَللّٰہُمَّ وَنَحِیْہُمْ فِیْہَا سَلَامٌ وَّاٰخِرُ دَعْوِیْہِمَا اِنَّہُمَا اِلٰہُ مُحَمَّدٌ لِّلّٰہِ
رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَسَبَقَ الَّذِیْنَ اٰتَوْا رِبُّہُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمُرًا حَتّٰی اِذَا جَآءُوْہَا فَفُتِحَتْ اَبْوَابُہَا
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُہَا سَلَامٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْا ہَا خَالِدِیْنَ
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَّقْنَا وَعَدَاہُ وَاَوْثَقَنَا الْاَرْضَ مَتَّبِعُوْا مِنَ الْجَنَّةِ
حِثُّ نَشَآءٍ فَنِعْمَ اٰجُرُ الْعَمِلِیْنَ

جنت میں باہمی تعلقات کیسے ہونگے۔

یہ فقہاء جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان کا رب نہیں راحت کی جنتوں میں لے جاتا بلکہ ان کے نیچے نہر بہتی ہوئی ہوں گی۔
ان کی دکان (جنتوں) میں ہوگی اُسے اللہ توفیق دے گا۔ اور ان کی باہمی دعا و سلام کی باتیں اور سلامتی ہوگی اور آخری
یکساں کی یہ ہوگی کہ اللہ رب العالمین کی حمد ہوگا۔
تسے جو لوگ اپنے رب سے دُشمن ہیں جنت کو گروہ گروہ میں نہیں لے جائیگا۔ جیل کی باتیں دینگے اور اُس کے دروازے کو کھولے جائیگے
جنت کے کہاں انہیں کہیں گے تم سلامتی ہو مٹنے پاک زندگی بسر کی تو اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خداؤں اور وہ (بہشتی) جنتیں
اللہ کی حمد ہے جس نے اپنا وعدہ ہم سے پورا کیا اور اس میں کا دارش ہمیں بنایا۔ اس جنت میں جہاں ہم جاہل ہیں ہر گاہ ناہلین عالموں کا
اچھا کیا ہی خوب ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ لَا يُسَمِعُهُمْ فِيهَا أَنْصَابٌ وَمَا عَنْهَا يَخْذَرُونَ

مسلمانو! کیا تم اسی دنیا میں اسلام کی برکت سے اَضْبَحْتُمْ بِنِعْمَةِ اِخْوَانَا کے مخاطب نہیں ہو چکے؟ اب تم کو کیا ہو گیا؟ کیا بغضبہ اعداؤ تو نہیں ہو گئے؟ غور کرو! ہم عنہا ائمہ جہن کا جملہ دوام نجات کا مثبت ہے اور جس آیتہ کو مذبذب نے تکذیب کے صفحہ ۲۲۰ میں

لکھا ہے اسکا جواب یوں دینے کی بجائے یہاں اتنا یاد رہے اس السموات کا الف و لام جو آیتِ باذات

السموات والارض میں خصوصیت کے معنی دیتا ہے۔ یعنی جنت کے سموات اور دوزخ کی سموات

کے الف و لام سے دنیا کے سموات مراد ہیں جو فنا ہو جائیں گے دیکھو آیتِ یوم تبدل الارض

غیر الارض والسموات مطویات دہر والی اللہ الواحد القہار

تکذیب براہین صفحہ نمبر ۳۰۲۔ قرآنی کرانی۔ پُرانی۔ تمام الحق۔

مصدق براہین۔ اصحانہ گزارش پر داز ہے۔ مذبذب براہین!۔ اپنی بے باکی کے

نتائج پر۔ جو آپ کے دوازد اخلاق کلمات بین سلیم کا شنس یا بے تعصب فطرۃ کے ساتھ

یا غضب و طمع سے ذرہ الگ ہو کر نظر ثانی کر کے دیکھئے۔ اور زیادہ نہیں ہوتی بقدر انکا

راستی اور شہبازی کی خوبی آپ کے منظر ہے۔ پہر کہتا ہوں۔ منصفانہ نگاہ سے دیکھئے

قرآن کریم مناظرات اور مسابقات کیوقت کیا پسندیدہ طرز سکھاتا ہے۔ اور تہذیب و شرافت

سے کام لینے کے فوائد کیسی حکیمانہ تدبیر سے بیان فرماتا ہے۔ مذبذب!۔ آپ اپنی بناوٹ

سے بے ریب کس قدر معذور ہیں۔ مگر انسانی ملکی قوس سے اللہ کریم نے آپ کو بالکل محروم

رہا ان (اہل بہشت) کے دلوں میں کوئی (دنیوی) بغض یا بھی ہوگا تو ہم اسے کمال ذالین کے (دوان) وہ یہاں ہی بلکہ ان پر اسے سانسے بیٹھ گئے۔ دوان انہیں کوئی دکھ درد نہ ہوگا اور نہ وہ نکالے جائیں گے۔ سو دلاچیز۔ سب کا سہارا کج ۴

نہیں کر کہا پس آپ پر فرض ہے اسے ہی کام لیا کریں اللہ کریم نے اگر چاہا۔ اہمیت نہ
بدرستج وہ قوی ہو جاوین گے *

انسانی گروہ کمزور ہے۔ اس میں ایسے ہی گذرے۔ جو۔ کلوت انداز پادشہ گت کا
فتوے دیئے۔ میں ماننے کہے پر عمل کرتا تو بدلہ میں گالی گلوچ کی مجھے ہی اجازت تھی
مگر قرآن کریم نے میری دستگیری فرمائی جہاں فرمایا۔

ادْعُ إِلَىٰ تَحْتِهَا آجْسُنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ
حَمِيمٌ وَيَا لَيْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يَكْفِيهَا إِلَّا ذُو حِطَّةٍ عَظِيمٍ
عزیز کر قرآن کریم کی تہذیب کیسی ہے۔ ٹھوکر کھانے کے اسباب ہیں جو بغض آلود
کی راہ میں بکثرت موجود ہیں۔ پر انصاف اور اسی ہی اگر کوئی شمر برکات ہے تو کچھ
لینے میں بھی کوئی روک نہیں *

دنیا میں بہت اختلاف مذاہب اور عادات کے بے شک وریب یہ مرض پیدا ہوا ہے
کہ ایک مذہب کا پابند دوسرے مذہب کے کو برا نہیں بہت ہی بُرا کہتا ہے۔ اپنے مذہب اور
اپنے مذہب والوں کے سوا دوسرے مذہب اور دوسرے مذہب والوں میں کسی خوبی کا
وجود تسلیم نہیں کرتا۔

شدت غیظ و غضب میں۔ غالب اشخاص ہمیشہ اپنے مقابل کو ہی کہتے ہیں کچھ راہ پر ہیں۔
افسوس۔ کسی مسلمانوں نے بھی باہمی جھگڑوں میں بخلاف حکم قرآنی یہی طریق اختیار
کر رکھا ہے۔ مگر قرآن مسلمانوں کو اعلیٰ درجہ کی مریلیٹی اور رنج و کھانے کی وسطے

سے تو بری بات کو نیک بات کے عوض میں مال دے۔ یہ جلد تیر دشمن ہی دلی دوست ہو جا دیکھا۔ اس کا ذکر آیت
بڑی بڑی آیتوں کا کام ہے۔ اور سے بڑے خط و اے اختیار کرتے ہیں۔ سورہ حم سجدہ۔ سپارہ ۴۴ اور کو

اول۔ یہود۔ اور عیسائیوں کے اُس بُرے برتاؤ کو بیان کرتا ہے جو بہت اویضا اور جہالت کا لازمہ ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیم کے وقت بھی دونوں قومیں مدعی اتباع کتاب اللہ اور مدعی علوم حقہ ابتداءً جناب خیر خواہ انا م علیہ الحیۃ والسلام کے سامنے موجود تھیں جس سے غرض یہ ہے کہ پیروان قرآن کریم بلکہ خوش ہمدان راستی اور استبازی اُس بُری طرزِ محفوظ رہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ كَيْسَتْ لِّلصَّادِقِ عَلٰی شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتْ الْيَهُودُ
عَلٰی شَيْءٍ وَهُمْ يَتَّبِعُونَ الْكِتَابَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُونَ
یہود نے کہا عیسائی کچھ راہ پر نہیں اور عیسائیوں نے کہا یہود کچھ راہ پر نہیں۔ حالانکہ ممکن ہے بلکہ واقعی یون ہے کہ عیسائیوں میں بہت سی خوبیاں ہوں۔ پس یہود کا عام طور پر یہ کہنا کہ عیسائی کچھ راہ پر نہیں غلطی اور نا سمجھی ہے۔ ایسا ہی ممکن ہے بلکہ واقعی ہے کہ یہود میں کچھ بہلائی ہی ہو۔ پس عیسائیوں کا علی العموم یوں کہہ دینا کہ یہود کچھ ہی راہ پر نہیں بڑی نا سمجھی اور بے انصافی ہے۔ غرض علی العموم کسی مذہب کو یوں کہنا کہ وہ بالکل ہی بہلائی سے متبر ہے۔ کوئی علمی بات نہیں۔ اس واسطے قرآن اور اُس کے لایا نوالے محسن خلق نے یہود اور نصارا کی مقدس کتابوں کو جہان یاد کیا ہے کہ انصاف اور استبازی سے یاد کیا مہج کے الفاظ بولے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِیْہَا هُدًی وَّاَنُورٌ

لہ اور یہود کو بھی تین نصارہ کچھ ہی نہیں اور نصارہ کہتے ہیں یہود کچھ ہی نہیں۔ حالانکہ وہ کتاب (مقدس) کو پڑھتے ہیں انہاں ایسا ہی کہا کرتے ہیں سورہ بقرہ۔ سیارہ (۱) رکوع ۱۴

لے۔ جسے تورات نامی اسمیں ہر ایت اور آیت ہے۔

وَأَشْيَاكَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَهَذَا هُدًى وَلَوْ رَأَى

یا در ہے۔ تمام قرآن اور صحیح احادیث میں تدریسیت۔ انجیل اور مجوسیوں کی مقدس کتب کی امانت کا نام و نشان نہیں با انیکہ ان میں انواع و اقسام کا تبدل اور تغیر اور ایذا ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے مقدس کتابوں کی نسبت ایسا اشارہ ہی نہیں کیا جسکی نسبت خلاف ادب کا وہم بھی کر سکیں۔ حالانکہ اس وقت بہت سی کتابیں موجود ہیں جو دنیا میں موجود تھے جو انبیاء کی طرف منسوب کئے جاتے۔ بلکہ بقول داراشکوہ کے جسکو وہ خود صفحہ تکذیب نمبری ۹ء میں نقل کیا ہے۔ اینشد روید کے ضمیمہ یا اسکی خلاصے یا کسی کی تفسیر کو ہی قرآن نے کتاب کمون اور اسکے چوہنے والوں کو مطہرون کہا۔ انگو یہ قول حاشیہ کا محتاج ہے۔ قرآن کریم نے تمام مذاہب کے ان معبودوں کی شناسائی سے حکومت پرست پکارتے ہیں حکماً قطعی ممانعت کر دی ہے جہاں فرمایا ہے۔

وَلَا تَسْبُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَيَسْبُوا اللَّهُ عَذَابُ الْغَيْرِ عَلَيْهِمْ
مَذْذَبُ الْبَرِّ ۚ ان عالی جنابوں میں سے جسکی فہرست تکذیب کے صفحہ ۲۹
میں دی گئی ہے۔ ایک نے جسکو عربیت کا دعوے ہے مجھے فرمایا۔ قرآن کریم نے
اگر گالی سے منع کیا ہے تو تعجب ہے کہ بتوں کے توڑنے کا کیون تا کیدی حکم
کیا۔ اس وقت انکی خدمت میں کہا گیا۔ کہ آپ قرآن دانی کے بڑے مدعی ہیں۔ لہذا
مہربانی آیت کا نشان دیجئے جس میں قرآن کریم نے بتوں کے توڑنے کا تاکید ہی
حکم دیا ہے۔ ہاں کسی تدریجی واقع کے بیان میں اگر قرآن نے کہا ہے کہ فلان موجد

۱۔ چہنئے سے انجیل ہی اس میں ثابت اور نور ہے۔

۲۔ ان کو نہیں اسکو چھوڑ کر پکارتے ہیں براہت کہو۔ پر وہ خدا و نادانی سے اسکو برا کہیں گے۔ سورۃ النعام۔

بت پستی کے دشمن نے اپنے یا اپنی قوم کے بت توڑے تھے تو یہ امر اور ڈر ہے اور ایک واقع اور نفس الامر کا بیان ہے۔

تذکرہ صوفیہ میں فرماتے ہیں مرزا صاحب کی کتاب (برہین جدیدہ) میں کہیں برہنہ و دہرہ کو کالی بکوج
 ”ہو کہ کسی گھبر مرزا صاحب عیسائیوں کو کوس رہے ہیں۔ کسی گھبر آریوں کو پراہنہ بتا رہے ہیں۔“
 ”ہو کہ اور عیسائیوں کے تو آپ کو مل نہیں۔ وہ ہمیں پامرزاجی سے نہ پٹ لینگے۔ اگر مرزا صاحب نے
 ایک پورے ہی کہا اور یہاں ہی کہا تو خفگی کی کیا بات ہے۔ بڑی کے کھاسے بڑا کہنا اور ہلائی کی جہت
 سے ہلا کہنا۔ تو انصاف ہے اور نصف کا کام ہے۔ بڑا ہی کہنا۔ اور ہلائی دیرائی ہر دو کو پڑی
 کا بڑا و بے ریب بڑا ہے۔ جو اکثر مقامات میں آپ سے ہوا۔ غور کیجئے۔ آپ کے اس شعر میں
 جو ذیل میں درج ہے۔ (تمام) کا لفظ کس طرح انصاف کا خون کرتا ہے۔“

❖ قرانی۔ کرائی۔ پرانی تمام ❖

❖ فتادند ہر یک ز بنیاد حتام ❖

اور آپ نے صفحہ ۳۷ میں کس قوت سے کام لیا جہاں کہا ہے ”خداے محمدان
 بے علم۔ نا فہم۔ دہو کہ باز۔ فریبی۔ وغیرہ وغیرہ“ باری تعالیٰ اپنے رحم و فضل سے
 تمہیں ہدایت کرے یا سفا قلوں کے مبتلا عضو کو کاٹ ڈالے۔ آمین۔

کیا آپ نے اور آپ کے عالیجناب اندر من نے تہذیب سے کام نہ لینے میں کچھ
 کمی فرمائی ہے؟ بالفرض اگر مرزا صاحب نے آپ کے نزدیک تہذیب کے خلاف سخت کلامی سے
 کام لیا تھا تو کیا آپ مرزا صاحب کے پیرو تھے؟ آپ کو دعویٰ ہے کہ آپ ایک
 کامل کتاب کے متبع ہیں!۔ بڑی کا پیرو کیا آریہ اور سریشٹ ہو سکتا ہے؟۔
 کیا آپ کی کامل کتاب چھ چال سکھلاتی ہے جو آپ نے تہذیب میں برتی ہے؟۔

قرآنی طرزِ فہمائات میں جو خوبی ہے۔ کچھ تو اگے بیان کر چکا ہوں اور آؤ گزارش
کرتا ہوں۔ قرآن کریم منادی۔ مناظرات اور جدال کی وقت حکم کرتا ہے۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي
هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ۔

پہر ایک سلیم الفطرت۔ دنیا کے معاملات کا واقف خوب جانتا ہے کہ بعض لوگ صبر
کا مہین لے سکتے۔ اور یہ بھی کہ بعض اوقات چشم پوشی۔ صبر۔ درگزر نقصان عظیم کا
موجب ہوتی ہے۔ چور۔ باغی۔ اور راستہ لوٹنے والے کو اگر سزا نہ دیا جائے اور
صرف رحم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے۔ فطری قوے میں انتقامی قوت
بھی سلیم الفطرۃ انسان کے ساتھ لازمی ہے۔ پہر اگر کوئی قوت انتقام کو ہی کام میں
لاوے اور مقابلہ ہی چاہے تو اسے ہی قرآن کس طرح نیک روی کی تعلیم
کرتا ہے اور کس طرح صبر اور نرمی کی ترغیب دیتا ہے۔

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عَاقَبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُمْ خَيْرٌ
لِّلصَّابِرِينَ۔

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَلٰٓئِلٍ
مِّمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ۔

ان اپنی جگہ راہ کی طرف نکلتے اور جو غلط سوچ والوں کو ٹھلا اور ان کو سیدھا گزرتے اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ
بہک گئے اور وہ راہ پائے والوں کو بھی جانتا ہے۔
اللہ۔ اور اگر تم نے انہیں سزا دی تو انہیں سزا دینا بھی تم پر ہے اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرو ان میں تو وہ بہت ہی پہلا ہے +
سچے اور تو اسے سمجھو صبر کرنا اور سچے صبر دینا اللہ کا کام ہے اور ان پر عمل میں نہ ہو تو انہیں بدگیاں سے بچاؤ اور ان کے دل سے
ڈرنے والوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

فائدہ۔ قرآن کی تعلیم سچا انسان کیسے دیکھنا ہے اور کیوں نہ ہو؟
عزیز حکیم کی تعلیم ہے۔

صبر کے بیان میں ہی کہیں الصابرین میں الف و لام عہد لگا کر اور کہیں۔
فَمَنْ عَفَى وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ

فرما کر بتا دیا کہ جس عضو میں اصلاح اور سنوار ہو وہ بے جا اور برباد ہے اور میں اصلاح
اور سنوار ہوا سپر اچھر ہے اور اسکا اجر اور بدلہ پروردگار دے گا۔

مکذب براہین۔ محمدی اور عیسوی معجزات اب قدر کے لائق نہیں۔ شعبہ بازی
روتی ہے۔

مصدق۔ عیسوی معجزات کے مثبت کمزور نہیں اور وہ میرے جواب کے محتاج نہیں۔
آپ کے مذہب میں یہی دنیا سو رگ اور یہی دنیا بزرگ ہے۔ دنیوی عیش و آرام۔ نیک
اعمال اور راستی کا نتیجہ اور اسکا ثمرہ اور اسی کا پہل ہے۔ عیسوی معجزات کے
قائلین کی سچائی تو بقول آپ کے عیسائیوں کے عیش و آرام سے ظاہر ہے۔ محمدی
معجزات کی بابت مجھے سن لیجئے۔

اول تو آپ نے خود مکذیب کے صفحہ ۱۶۳ میں کئی آیات لکھ دیئے ہیں جسے آپ نے
اپنے خیال میں ثابت کر لیا ہے۔ کہ قرآن شریف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار
فرمایا۔ اپنی کتاب خطبہ نام میں اور ایسے دلائل دیئے ہیں جسے بزرگ خود ثابت کر لیا ہے
کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار فرمایا۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات سے انکار فرمایا تو آپکا اعتراض کس قدر اور خوبی کا رہا!

لے جس لادگندہ کی اور سنو گیا تو اسکا اجر اور بدلہ ہے۔

اور بطریق اولیٰ آپ ہی کے قول کے موافق اسلام ہر قسم کے شعبہ دین سے بری ہمارا
 دعوہ۔ پھر عربی لفظ معجزہ قرآن کریم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نہیں آیا۔ اگر معجزہ
 کے معنی شعبہ بازی اور بہانہ متی کا منشا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ شعبہ بازی
 کا دعویٰ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا۔ آپ عربی
 ذانی کے بڑے مدعی ہیں قرآن کریم میں کہیں کہلائے کہ حضرت شیخ شعبہ بازی
 کا دعویٰ کیا ہو۔ بلکہ صحیح حدیث کی اعلیٰ طبقہ کی کتابوں بخاری۔ مسلم۔ اور
 ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دستیجے۔ مان ایک صورت آپ کی تصحیح کلام کی بنی
 ہے۔ جب مادی اسلام نے شعبہ بازی کا دعویٰ نہ کیا اور اس کو کام میں نہ لائے تو
 بنیائے شعبہ بازی روتی ہوگی کیونکہ قدر کے لائق نہیں رہی۔ اگر قدر کے لائق ہوتی
 تو اُسے اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ۔ برگزیدوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کا پیارا
 خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ترک نہ فرماتا۔ جب وہ ہوں نے شعبہ بازی کو ترک فرمایا
 اور آپ کے کروڑوں فرمان برداروں نے آپ کی باعث نجات پیروی کو اختیار کر کے
 شعبہ بازی کو چھوڑ دیا۔ اور لغو جاننا تو بے ریب شعبہ بازی روئگی اور روتی سے
 مگر اکثر اہل منہ اور آریا ورت کا شکریہ کرے جسکی طفیل اسکو ہندوین اتیک جگہ
 مل رہی ہے۔ اگر انکار ہو تو آپ کا اور آپ کے بعض عالیجنابوں کا امر تسر سے تعلق ہے
 وہاں بت پرست آپ کے بہائی بند اس کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں دیکھ لیجئے۔
 سموہ۔ معجزہ کے معنی عربی میں دوسرے کو عاجز کر دینے والا ہیں۔ آپ لغت
 عرب میں تحقیق کر لیں۔ اور بے تحقیق کامل اور اتصاف محمدی اور عیسوی معجزات
 کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اپنی تاریخ ہند سے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں۔

میں یقین کرتا ہوں کہ آپکو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے فضائل معجزہ سے ہرگز انکار نہ ہوگا۔ اگر شک ہو تو حسب ایت وید مقدس دُشٹ قوموں کے نکالنے کے واسطے ذرہ شستر (ہتھیار) اٹھا کر امتحان کر لیجئے۔ خوب واضح ہو جاوے گا کہ ان دونوں اہل کتاب قوموں نے بت پرست حرفیوں کو عاجز کر دینے میں کیا کیا معجزات اور کارنامے نمایاں دکھائے ہیں اور اب ہی انکا مقتدر ہاتھ ویسے ہی معجزات کہنے کو تیار ہے۔ آپ تو صفحہ ۳ میں کھچکے ہیں کہ آپکو واقفیت بزم وازم ہے بہرہ پر کیا ہے؟۔ یا اسوقت کا انتظار ہے جسکے واسطے آپ چپٹ چالاک سرپٹ گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔

چہارم۔ اب ثبات معجزہ لیجئے۔ اور جب معجزہ ثابت ہو گیا تو بھی آپکا اعتراض اٹھ گیا یہاں میں نے معجزہ کے معنی خرق عادت ہی مان لئے ہیں۔ مگر بغور پڑھئے۔ آپکو تو تاریخ عرب سے عیاں ہوگا کہ حضور (فداہ ابی دامی) صلی اللہ علیہ وسلم مہم رہ گئے تھے جس ملک میں آپ نے وعظ شروع کی وہاں کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں جب قدر لوگ آباد تھے قریباً کل اہمین گرفتار تھے۔ اور اس پر بھی جیسا بت پرستی کا لازمہ ہے سخت کدے تا تراش اور ضدی جاہل تھے۔

عرب کے حدود و اطراف کا حال دینا جانتی ہے مشرق میں ایک طرف ہی آپکا آریہ ورت تھا آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان دنوں میں اس آریہ ورت کی کیا حالت تھی اور اب تک ہے۔ مگر اُمید ہے کہ جیسا اسلام کے فیض و برکت سے کس قدر بت پرستی کی گہوٹی عادت کو چھوڑا ہے کامل موجد دنیا رہی ہو جائینگے دوسری جانب پارسی تھے جنہوں نے سیارہ پرستی اور ہزدان اور آہرمن دو

خدا کوں کا لانا ایمان سمجھ رہا تھا۔ شمال اور مغرب میں یہود اور عیسائی تھے چھٹا تذکرہ گذر چکا اگر اور مطلوب ہے تو اُسکے واسطے قرآن کریم کی چھ آیت پڑھ لو۔ صہین انکی حالت خوب فوٹو کیا گیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اَوْتُوْا الْکِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغِیْبِ وَالْطَّاعُوْنَ
وَلِیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا هَؤُلَاءِ اَهْدٰی مِنْ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِّحْ
اُنْبِیَ کال منو نے ہمارے وطنی عیسائی بہائیوں کو دیکھ لو نورافشان میں کس نور و شہور سے مکذیب ریو یو دیا ہے۔ اور محض بغض و عناد کی وجہ سے کتاب والوں (اہل اسلام) کو مقابلے میں مانی ہوئی بت پرست قوم کی ستایش میں فصاحت کو خرچ کیا ہے یہود کا بچھڑو کی پوجا کرنا۔ مولیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے اور بعد کی بت پرستی قاضیوں کی کتاب سے جو کتب مقدسہ میں کی ایک کتاب ہے پڑھ لیجئے۔ عیسائیوں کی بت پرستی ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار نیک بندے کو خدا یقین کرتے ہیں۔ اگر بیٹا کہتے ہیں تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا مان ڈالتا خدا سے متحد بتاتے ہیں۔ دوم اسکی انسانیت کے ساتھ اسکی الوہیت کے اعتقاد اور پرستش کو ایمان اور باعث نجات یقین کرتے ہیں۔ اُس سے ہمتاوت اور نجات طلب کرتے ہیں۔ کفارات معاصی پر جو کچھ ان قوموں کا خیال ہے۔ وہ ناگفتہ بہ ہے۔ اور اس مسئلہ سے جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ عیان۔ یہ قصہ طویل ہے۔ اور اس وقت یہود و عیسائیوں اور پارسیوں سے بحث نہیں بلکہ ناگہانی طور پر اسکا تذکرہ مطلوب ہے۔ میرے محتاج آریہ تسلیم کریں گے کہ چھ طرز عیسائیت کا بے رب شریک کہ عیسائی اسکا کچھ ہی جواب ہیں:

۱۔ کہ پتھر کو بت کہتے ہیں اور شیطان کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۲۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۳۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۴۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۵۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۶۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۷۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۸۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۹۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔ ۱۰۔ کہ خدا کو بت کہتے ہیں اور خدا کو بت کہتے ہیں۔

خود عرب کیا تھے سابق میں کہ چکا نہوں۔ انکے رسومات کا تذکرہ کہیں اور جگہ نہ لرون گا۔
 ایسے وقت حضرت نے توحید کی وعظ شروع کی۔ ایسے وقت میں توحید الوہیت
 اور صرف باری تعالیٰ کے معبود پر حق ہونے کی منادی اختیار کی یہ شک علمی طور پر
 توحید الوہیت کا وعظ کتب مقدسہ میں موجود ہو گا یا تھا۔ لاعلمی حالت بالکل مفقود تھی علماء تو
 اعتقاد توحید پر ظلمت کا ابر چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے لو تھر کے زمانہ میں کچھ ترقی
 مذہب میں کی۔ مگر شرک سے پاک نہ ہوئے۔ اور آریہ ورت میں اب تک توحید کا جو کچھ حال
 ہے آپسے مخفی نہیں۔ گو خدا کے فضل سے برہم وہیت کچھ ہمارے قریب آگئے اور بت پرستی
 سے بیزار ہو گئے ہیں۔ اور قرآنی رستی ظہور پائی اور اس کا اصل مطلب پورا ہوتا جاتا
 ہے اور امید قوی ہے کہ انشاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد قباب حق و صدق ضرور جلوہ گر ہو گا۔
 حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں توحید الوہیت کی طرف
 بلایا۔ جب چاروں طرف اندھیر چھا ہوا تھا۔ اور کہا۔

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
 إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ
 وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

تمام ملک کے رؤسا و امرا اور بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہوئیں
 اور سخت سخت انہیں دینی شروع کر دین جس قدر موحّد و منیدار جناب سالت مابکے ساتھ
 ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور شیش کو چلے گئے۔ آخر نوبت

۱۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔
 ۲۔ اللہ کو اس سے شریک کیا جاوے معاف نہ کریگا اور اس کے سوا جسے چاہیگا معاف کر دے گا۔
 ۳۔ اور جس نے اللہ سے شریک کیا وہ سخت گمراہ ہوا۔

برنجیالہ کے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ چور مدینے پہل سے بت پرستوں نے
وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال کے درپے ہو گئے تب قرآن کریم میں حکم ہوا کہ جب
مشرکوں نے اسلام کا استیصال چاہا۔ تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کربانہ نہ ہنی چاہئے
قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ
اوپر کسی آئندہ زمانہ میں اعتراضات کو دفع کرنیکی خاطر قرآن کریم نے صریح طور پر مقرر کیا
کی وجہ بیان فرمائی ہو جہاں فرمایا۔

اَلَا تَقَاتِلُوْا قَوْمًا كَفَرُوْا بِاللّٰهِ هُمْ هُوَ اٰیَاتُ الْكِتٰبِ خَرَجَ الرَّسُوْلُ مِنْهُمْ بَدُوًّا كَافِرًا
آخر اہل نصرت شامل اسلام و اہل اسلام ہوئی کہ صاحب اسلام ہی غالب ہے اور
آپ کے دشمنوں کی ایک نہ چلی۔ اور آپ کی تمام پیشین گوئی ان فتح و نصرت کی پوری ہونے
لیکن اس نعمت کا بیان آیت ذیل میں دیکھو۔

وَ اذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَخَافُوْنَ اَنْ يَّخْلِفَكُمُ
النَّاسُ فَاَوْكَمُوْا وَاَيْدِيَكُمْ تَبْصِرُكُمْ وَرَدَّكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی معجزات تھے کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہو گئے۔
اور ایسا عجیب اختیار کیا کہ اپنے خیالی مذہب کے آخر دست بردار ہو گئے۔ اے اللہ کیسے
آیات بنیاد میں اور کیسے برکات میں۔ کیا کوئی قریشی آپ کا مخالف دنیا میں
موجود ہے۔ آپ کی ساری قوم آپ کے جتنے جی اس میں داخل ہو گئی جس میں داخل
کرنیکا آپ نے بیڑا اٹھایا تھا۔ عرب کے ایسے شہر میں جہاں آپ نے وعظ شروع کی (قرابت

۱۔ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑے میں اور زیادہ قوت کرنا اللہ ذاتی کرنا والوں کو جہاں میں کرنا بتو یہ قصہ ۲۔ کہ حج
۳۔ تم کیوں نہیں لڑتے ایسے لوگوں سے جنہوں کو لڑنے کے بعد اور قہیں۔ اور فکر میں ہے کہ رسول کو نکال دیں۔ اور انہوں نے جسے پہلے چیر کر کے سوراخ
سپاہ ۱۰۔ رابع۔ ۱۱۔ اور اگر وہ جب تم کو لڑے تھے اور اس مرتبہ میں لڑ کر (میں) چیر چکے تھے تھے میں نے دیکھا تھا کہ لوگ انہیں چاک کر رہے تھے
ایسے لڑنے کے بعد (لے) چکے ہیں اور انہیں نصرت سے تمہاری ناکہ کی اور چہرہ چہرہ میں رحمت فرما میں تو کر تم شک کرو۔

شوم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہہ الہام سن لیا :-
 الْيَوْمَ يُنْفِثُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ لَكُمُ
 لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَذَابُ أَلِيمٌ فَخَشِنْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ مِنْ دِينِي
 یہ نصرت کسی مادی مذہب کو اپنے سامنے۔ اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اسکی
 نظیر نہ۔ اس بے نظیر کامیابی میں ہی اعجاز ظاہر ہے۔ اور عدم نظیر میں اس کامیابی
 کے خرق عادت ہونے میں کونسا شبہ ہے؟ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی
 ہوئی مگر کیا انکی اپنی قوم اُس دن دشمنیت میں داخل ہوئی جسین داخل کر نیکی
 لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا۔ اور جس کے حصول کی امید میں اُسکے سر پر پاک
 تیل ڈالا گیا تھا؟ کیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی اپنی قوم تھی
 اس نجات سے نجات یاب ہوئی؟ کیا مسیح انکے لئے قربانی ہوا؟ کیا کہوئی ہوئی
 اسکے ماتھے آئین؟ ہنہین ہنہین۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس بیت المقدس میں جہان کبوتر
 فروشی سے مسیح علیہ السلام نے منع کیا تھا سو رکی قربانی ہوئی!!! کیا یہ مذہب
 بانی اس کامیابی پر خوش ہوگا کہ آریہ ورت میں اُس نے اپنا کچھ ثبات اور قیام مذہب
 نہ کیا؟ ویدوں کے اور پرا لوزن کے حامی براہ آریہ ورت میں موجود رہے۔
 علاوہ برہمن اور سنہ الہام کا دعوے ہی کیا کیا؟ کیا یہ نصرت دیا نند جی کو حاصل
 ہوئی؟ ویدوں کے حامی نے ہمارے دیکھتے دیکھتے وید کی حمایت کا بیڑا اٹھایا
 مگر اپنی مقدس درپارہی کتاب کا ترجمہ ہی پورا پورا قوم کے سامنے نہ رکھ سکا بلکہ
 اور قوم کی نجات تو ایک خواب و خیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تھا۔ وہ کتاب

نہ۔ حج میں نے تمہارا دین تمہارے دوسلے کا ل کر دیا اور اپنا فضل تمہارے لئے لے کر گیا سو وہ مادی سیارہ
 ۶۔ رکوع۔ ۵۔

بھی ٹھیک کہہ کر دکھانہ سکا !!!۔ حسبِ عوے آریہ صاحبان دیدون کو اس موجود بنائین
 آئے ہوئے دوارب پرس کے قریب زمانہ گذرتا ہے !۔ پرس کتاب کی نسبت
 کا یہ حال ہے کہ آریہ ورت میں ہی پھکتا بین پورا رولج نہیں پاسکین اور اور بلا کی نسبت
 دعوے کا دلیل ہے۔ چشم دید حالت بڑھ کر اونکے خیالی اشاعت کو کوئی کیون کرانے اور
 کیونکر یقین کرے۔ کہ دید ہی کی بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکھے اور توحید ذاتی اور
 توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ دید ہی سے لگا !!!۔ ہم تو اب بھی آریہ ورت میں
 جہنم والوں کو انکا سخت مخالفت پاتے ہیں پر اگر اس کامیابی کی جو حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کو حاصل ہوئی۔ اگر نظیر دکھلانے سے عجربے اور واقعی عجز ہے آپ کے افعال
 جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں !۔ کون گذرا ہے

جس نے ہم اہل ہونے کا جھوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب
 بتایا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر فاس کران عظیم ایشان موجودہ سلطنتوں پر جو اپنی
 جگہ بے نظیر نہیں۔ مثلاً ہمارے ہادی (فداہ۔ ابی وامی) کے وقت ایرانی سلطنت
 جو ایشیا کے بے نظیر اور قریباً کل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریباً کل عرب
 اور آباد افریقہ پر تسلط تھی پورا فتحیاب ہوا ہو۔ اور کامیابی جو استبازی معیار
 تھی حاصل کر چکا ہو۔

پنجم۔ اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے جسے قرآنی اصطلاح
 میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ تقدیر میں اور تین کہ صاحبِ آیات
 دیکھ کر اسقدر لوگ اسکے دین میں داخل ہوئے کہ متکبرین کے چکے چوٹ گئے۔ اور حضرت
 نے اپنے کانوں سے لیا۔ الیوم یفسد الذین کفرو امن دیکم

سبحان اللہ کیا معجزہ ہے :-

اِذْ اٰجَاۤءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَاٰيَاتُ الْكَاسِ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَنْزَا جَا
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

آپ کی تسلیم کچھ کم آیت نبوت ہے ۹۔ جو تمام نیکیوں کا مجموعہ اور تمام برائیوں سے
محفوظ ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اَخْرَجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

قرانی اذکار اور نماز ہی کی کیفیت کو ملحوظ کرنا ہو تو دیکھو۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيتَاءِ ذِ الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

مکذیب صفحہ ۵۔

مکذیب۔ ”قومی حمایت بیکار اور بیجا بھرپوریل سے قرانی حفاظت دشوار۔ کیونکہ خود
حدیث راوی ہے۔ حسب قدر فرقی مومنوں کے مین سب دوزخ کی آگ میں جلنے
پہر آخر کہا ہے۔ اہل تشیعہ اہل تسنن کا خاکہ اور ہے مین۔“

مصدق۔ کیا آپ کو اپنے آریہ ورت سریشیوں کے ملک مین اتفاق نظر آیا
ہے کیا جنگجو آپ پرانی کہتے مین۔ آریہ ورتی نہیں؟ کیا آپ انکا اور وہ آپ کا

لے جب اللہ کی نصرت آگئی اور فتح حاصل ہو گئی اور لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہونے لگے دیکھ لیا تو اسے تو تو اپنا کام
پورا کر چکا اب اللہ کی حمد و ثنائیں کرا اور اس سے شغفا کر کے دیکھ رہا ہے۔ سورہ فتح
۱۔ تم ایک ایسی جماعت ہو لوگوں کے لئے اللہ کے طور پر دکھائے گئے۔ تم جنگی کام کر رہے اور مدد دے رہے ہو اور ہر عقائد
رکھتے ہو۔ سورہ آل عمران۔ سیارہ ۴۔ رکوع ۳۔
۵۔ اللہ کی نصرت اور احسان کا اور قیام مین کر دینے کا اور دکھانے ہے یعنی اللہ اور اللہ کے بارے سے ہمیں نصرت کی تہا
ہے کہ دیکھ لیا کر دے۔

خاکہ پھینا اور اُڑا رہے تھے۔ کیا آپ کے قلیل اور کمزور گروہ کے ساتھی جنہیں عملی طاقت والے جیسے کچھ
ہیں دنیا پر شخصی بہتین لنگ کے پوجاری پر تان بٹ کے فدا بہت پرست۔ وحدت وجود کے
قائل ویدانتی۔ سنیاسی۔ بیراگی۔ یوگی۔ سکھ۔ جین بدھ۔ برہمو۔ وغیرہ وغیرہ اور
ذہریوں کے کئی فرقے۔ آریہ ورتی۔ یا منہد وستانی۔ آریوں کے نور چشم آریوں کے
نچا بلکہ آریہ ورت میں موجود ہیں اگر آپکا فرمانا سچ ہے تو کیا آپ ہی کے قول کو لیکر آپ کا
مخالف کہہ نہیں سکتا۔ دیانندیوں کی قومی حمایت بیکار ہے اور سچا سچ طویل سے دید
کی حفاظت و شواہد ہے۔ کیونکہ ہمارا مشاہدہ دکھاتا ہے۔ کہ انہیں باہمی سخت نفاق
ہے اور آتش نفاق سے سخت کباب ہو رہے ہیں عقل کہتی ہے کہ جس قدر انہیں
جتنی کے مخالف ہیں وہ اپنے کئے کی سزا ضرور پائیں گے۔

”مکتبہ۔ سلمان تیج آبروئی عثمان سے سربریدہ ہیں۔“

مصدق۔ بہشتی نعمتوں میں۔ سلام بیان کرتا ہے کہ بڑی نعمت خدا کی
رضامندی ہے۔ (دیکھو قرآن کریم)۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ

پس سچے مسلمان الہی رضامندی کے گردیدہ ہو کر اسکی عبادت کرتے ہیں نہ اسات کے لئے
جبکی نسبت اپنے کہہ دیا۔ دنیا کی نعمتیں اور دنیوی عیش و آرام اور دولت مندوں کے آریوں کے
اتحاد میں نیکیوں کا پہل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ غلمان بعض دولت مندوں کے لوازمات
میں داخل ہیں پس کیا یقیناً یہ الزام آپ لوگوں پر نہیں ہو سکتا بلکہ جب دیانند کے
نزدیک یہی دنیاوی سوگ اور نیکی کے ثمرات لینے کی جگہ ہے۔ گو چند اعمال کے بدلے لالچ

لے۔ اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے۔

جہدے شوال غل غل نیا سے ہی آزاد دی اور اندین رہیں گے۔ تو اس صورت میں دیندہ شہید
کے مطابق غلمان نیکی کے ثمرات نہیں تو اور کیا ہیں!۔ بات یہ ہے کہ سخت عداوت کے
سبب آپکو غلمان کا قصہ سمجھ میں نہیں آیا۔ یا قرآن کریم کو نہ دیکھا ہے۔ اور نہ سمجھا ہے افسوس
اس دعا کے تہذیب کے زمانے میں یہ درشت زبانی!۔ تمام قرآن کریم میں غلمان کا لفظ
مطلقاً ایک جگہ نہیں آیا سو میں سپارہ سورہ طور میں ہے۔ اگر قرآن کریم کا اردو ترجمہ بھی آپ
دیکھ لیتے اور تہو اس اقبل سے پڑھ لیتے تو بشرط انصاف آپ ایسے خلاف تہذیب امر کے
ترک نہ ہوتے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا
أَلْتَنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ۔ وَأَمَّا نَحْنُ
بِقَوْلِهِمْ وَلَحْمُ مَائِشَتِهِمْ۔ يَتَنَزَّعُونَ فِيهَا كَأَسَاكِلَ الْغَوِيِّينَ وَلَا تَأْتِيهِمْ
وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَكْنُونٌ

باری تعالیٰ فرماتا ہے۔ "بہشیوں کی اولاد ان کے پاس پہرگی۔" وہ ان میں سے اولاد کی جڑی
کا غم نہ دیکھیں گے اور ان کے لئے نہ ترسینگے۔ جب لفظ ولاتا تا شیم صریح اسکی صفت
میں موجود ہے۔ جسکے معنی میں نہ گناہ میں ڈالتا۔ پہر آپ کو ایسا ناشایان خیال
کیونکر گزرا۔ اس معنی کی تفسیر خود قرآن کریم نے سورہ دہر میں اور لفظوں کے
ساتھ کی ہے۔ اور وہ ان غلمان کے بدلے دلہان کا لفظ جو ولد یا ولید کی جمع ہے

لے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو بھی ہم ان سے لاحق کر دیں گے۔
اور ان کے عمل سے کچھ بھی کمی نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنی اپنی کمائی کا گرویدہ ہو گا اور ہم ان کو سن بہائے گوشت اور
میوہ عنایت کریں گے۔ ان میں ایسی بیالوں کو ذور دینے کے۔ جن میں (سجلا و دینی می) بہن اور بیال
کا اثر ہو گا۔ اور ان کے درمیان کے ایسے لڑکے ہائے ان کے ارد گرد چمٹے کودتے ہوں گے۔ سورہ
طور۔ مپارہ ۲۷۔ رکوع ۳۰۔

فرمایا ہے۔

وَيُطَوِّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانُ مُخَلَّدُونَ - إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَنُوشًا

اور سورہ واقعہ میں ہے۔

وَيُطَوِّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانُ مُخَلَّدُونَ يَا كُوفٍ يَا كُوفٍ يَا كُوفٍ وَكُوفٍ
مِنْ مَّعِينٍ

تکذیب۔ بتوا کو دین اور پیکر دہرم کا تھا بلکہ کر کے اور جبر و اکراہ کو محبت چاہ کر و برو لا کر کٹ

مصدق۔ اسلام کے معنی صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ چین سے رہنا کیونکہ یہ لفظ

سلم سے مشتق ہے جس کے معنی صلح اور آشتی کے ہیں بعض پادریوں کی

خوشنمائے تحریر نے۔ میں سچ کہتا ہوں آپ کو دہو کہہ دیا ہے۔ جبر اور اکراہ سے اسلام

اور تصدیق قلبی کا حصول ممکن نہیں قرآن کی دوسری سورہ کو جو دینیہ میں نازل ہوئی

اور حسین جہاد کا حکم ہوا ہے پڑھ لیجئے۔ اور غور کیجئے آپ کا کلام کہا تک سچ ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَدْ تَبَيَّنَ الْتَشْدِيدُ مِنَ الْغَيْبِ

اسلام میں شرط ہے کہ آدمی صدق دل سے بلدی تعالے کی الوہیت اور اس کی

معبودیت اور اس کے رسولوں کی رسالت وغیرہ ضروریات دین پر یقین لاوے

تب مسلمان کہلاوے۔ اور ظاہر ہے کہ دلی یقین جبر و اکراہ سے کہی ممکن نہیں ہے

میں بڑی جرأت سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور ان کے راشد جانشینوں کے

زمانے میں کوئی شخص جبر اور اکراہ سے مسلمان نہیں بنایا گیا۔ بلکہ محمو و غزنوی

۱۔ اور پہلے میں ان کے پاس بچہ سوار بنے والے جلتے انہیں دیکھ کر خیال کرے انہیں ہوتی کہہ رہے۔

۲۔ اور پہلے میں ان کے پاس بچہ سوار بنے والے۔ آنچور و تھپان۔ اور پیالے تھرے پانے کے لیکر۔

۳۔ اس میں بڑبڑتی نہیں۔ اور حق و باطل واضح ہو گیا۔

اور عالمگیر کے زمانے میں ہی کوئی شخص عاقل و بالغ جبرِ مسلمانین کیا گیا۔ دنیا میں تاریخ میں جو وہ ہے صحیح تاریخ میں اس الزام کو ثابت کیجئے۔ میں نے زمانہ نبوی اور خلافت راشدہ کے وقت اور محمود عالمگیر کی تاریخ کو اچھی طرح دیکھ کر بہال کر ہیہ دعویٰ کیا ہے۔ زمانہ رسالت مآب میں اور خلافت راشدہ میں صلح اور معاہدہ امن کے بعد کل مذہب کے لوگ نہ ہی آزادی حاصل کر سکتے تھے۔ خلیفہ کے یہودی و مجرین اور غسان کے عیسائی۔ حضرت خاتم الانبیا کے اور خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وقت شام کے یہود اور عیسائی اسلام کی رعایا بنے اور اپنے مذہبی فرائض کی سجاوڑی میں بالکل آزاد تھے۔ عالمگیر کے عہد میں بڑے بڑے عہد و پیمانہ ہندوستان کے پرانے باشندے اپنی بہت پرستی پر قائم دکھلائی دیتے۔ اگر عالمگیر کی لڑائیوں سے اسلام پر الزام ہے تو عالمگیر نے نانا شاہ سے جو ایک سیدھا دکن کے ملک میں جنگ کی پہرچا مسلمان باپ اور بہائیوں کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ مخفی نہیں۔ پس عالمگیری جنگ مذہبی جنگ کیون خیال کی جاتی ہے؟۔ عالمگیر نے کبھی کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہیں لگائی۔ کہ وہ ہندو تھا۔ اور کبھی اوستہ زبردستی او کو مسلمان نہیں کیا۔ او کو جو مذہبی عبادت اور رسومات قدیم سے چلی آتی تھیں او کو نہیں روکا محمود کی نسبت کہیں تاریخ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اوستہ شہادت اسلام اور دعوت اسلام میں بہت صرف کی ہو۔ گجرات میں انہو دنوں تک پڑا ہوا ٹکڑا ایک ہندو کو مسلمان نہ بنایا۔ اپنے بہائی مسلمان امیر اسماعیل سے جنگ کی کیا وہ لڑا ہی بہائی کو مسلمان بنانے کے لئے تھی؟ اور ہند کے حملے تو راجہ جیپال نے خود کرائے جسے محمد سے لڑنے میں ابتدائی۔ والا محمد کا تو یہ ہوتا تھا کہ تاتار کے بلا کو فتح کرے۔ نہ ہند کو۔

اسلام نے اپنے مخالفوں پر بے رعب تلوار اٹھائی ہے۔ مگر کس شرط پر۔ اس شرط کا

تذکرہ خود قرآن کریم میں موجود ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِعَهْدِكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ
وَقَاتِلُوا نَاهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۚ

بخاری جلد ۳ صفحہ ۸۸ مطبوعہ مصر میں لاکھون فتنہ کے معنی تفصیل سے مذکور ہیں۔

وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيلًا ۚ فَكَانَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ فِي دِينِهِ ۚ إِنَّمَا قَاتِلُوهُ وَإِنَّمَا يُعِدُّوهُ
حَتَّى كَثُرَ الْإِسْلَامُ ۚ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ ۚ

اچھا ہے بطریق تنزل یہ بھی مانا کہ اسلام نے جنگ کی۔ مگر وید میں جنگ کی جھڑک یہ ہے اور وید کے مخالفوں کے ہتھیار اور ان کے خطرناک سناؤن کا جھنڈا جھگمگا۔ اگر آپ اس کا علم رکھتے بشرطیکہ خوف الہی ساتھ ہوتا تو آپ اور آپ کا کوئی آریہ بہائی اسلام پر جنگ کا الزام دینے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ ایک مختصر تذکرہ سنا کر وید کے چند احکام آپ کے دیا بندی بہائش سے لکھتا ہوں ذرا بغور ملاحظہ فرمائے۔ لیکن میں اس تذکرہ میں پہلے ان آیات قرآنی کا ہی ذکر کروں گا جنہر ہمارے مخالفوں کے خاص اعتراضات ہیں۔

فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوا هُمْ وَاحْصُرُوهُمْ
وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ

۱۔ اللہ کے رسولؐ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد تک بڑھو۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ اول سے (کا فرمان) مکہ اور ان کے فضائل و صفات کے آدمی لڑو جن تک روک ٹوک ہو۔ اللہ جانے اور دین کے لئے نبیؐ فرمادیں۔ دین بلا روک ٹوک ان کے جاسکے اور محض لاف بازی چھوڑ دیں۔ سورہ انفجہ ۲۔ رکوع ۸
۲۔ مسلمان تھوڑے تھے اس لئے یوں مڑا کہ دین میں تائے جاتے۔ یا تو قتل کئے جاتے یا سخت عذاب میں مبتلا ہو جاتے
۳۔ یہ جب مسلمان بڑھ گئے تو یہ مصیبت اٹھ گئی۔
۴۔ ان مشرکین کو جہاں پایا کو تار و آئین پکڑو اور ان کی راہ میں پوری پوری گہات لگاؤ۔ سورہ نوبہ سپاہ
۱۰۔ رکوع ۷

اس آیت شریف پر ہمارے بعض آریہ دوستوں نے خاص توجہ کی ہے اور بڑے بہاری ائمہ کا نشانہ اسے بنایا ہے اسلئے اس آیت کی تفسیر کے واسطے اتنا لکھتے ہیں کہ مقتدر
 رگوید سے چند منتر لکھتا ہوں سنئے!۔ حسب وید مقدس آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں
 ایک سر شریٹ اور دوسرے دیو اور دشت دیکھو منتر ۸ رگوید منڈل نمبر ۱۵۵
 نمبر ۱۵ اور گندیب صفحہ ۹۔ اور ایسے ہی قرآن بھی آدمی کی دو قسمیں بیان کی ہیں
 شتی و عیدان شت اور شترؤن کی نسبت جنکو قرآن نے مشرک اور کافر
 کہا ہے وید کہتا ہے (۱) سینا و کش آدمی لوگ (سپیلار) جیسے لوگ کہیں
 سے لوہے اور پاشان (پتھر) آد کو ٹکڑے بنائے ہیں ویسے ہی آدمی دشت شترؤن کو
 (بے ایمان دشمنوں کے) ٹکڑے (اعضا کو) چھین بہن کر دین رات و ہم آتما پر جا بھو
 یان مین ت پر ہوں جتنے شتر و جن ان پر جاؤ ٹکڑے دینے کے ساتھ نہ ہو سکتے
 اچھے گن کرم اور سبھاؤ وائے سبھاؤ کش راہ کو چاہئے کہ راج کی رکھیا نہتی اور ڈنڈ کے
 بھئی سے سب منشوں کو پاپ سے ہٹا سب شترؤن کو ماراؤ و دوان کی سب پر کار سپاؤ کر کے
 پر جا مین گیان اور سکھہ اور اوستہا بڑھانے کے لئے سب پرانیو ٹکڑے گن کریت سدا
 کیا کرے۔ یہ تو قتل کے احکام ہیں اب قید کی بابت سنئے ۴۔ جو آریہ کو جلد
 قرانیہ۔ و احصر وہم۔ کے ماننے کا وقتا و اللہ ذریعہ ہو گا۔

”ڈنار یک پرشون کو چاہئے کہ تیجسوی سبھاؤ کش راہ کے ساتھ ملے بیگ سے اٹ
 کے پدارتھوں کو ہرنے کہوئے سبھاؤ یکت اور اپنے وجہ کی اچیا کرنے واسے ڈاکوئن کو

بلا انکو پر پٹ آدی اکانت استہانوں مین بنے ہوئے گہرون مین گہسا کر اور باندھ کے اونکو
 قید مین کہیں گئے

مجھے سورج انتر کہہ سے میگہ کے جس کو ہوجی پر گرا کے سب پرانیوں کے لئے سکھ دیتا
 ہے دیکھتے ہی سینا دکھش آدی لوگ دشت منش شترؤن کو باندھ کر دمار یک منشونگی
 رکھشا کر کے سکھوں کا بھوک کرین اور رراوین۔

یہ قید کے احکام گذرے اب استیصال اعداء کا قصہ سنئے اور غور کیجئے۔ دیدہ
 نے دشمنوں کے جلانے کا یہی حکم دیا ہے ذرہ یہاں انصاف کو یہی کام مین لاوین۔

”سبھا دکھش آدی راج پرشون اور پر جاکی منشون کو چاہئے کہ جس پر کار اگنی
 آدی پدا تہ بن آدی کو بہم کر دیتے ہیں۔ (جس طرح آگ جنگل کو جلاتی ہے) ویسا
 ہی دکھ دینے والی شتر وجون کو بناس کے لئے اس پر کار پر تین کرین گئے
 اب تیر اور اگر آہ کا حکم جس طرح دید مین ہے ملاحظہ ہو۔

سنئے۔ اور اپنے پیار اور محبت والے دہرم کا حال پڑھئے۔ مجھے بکلی میگہ کے آؤ پوڈ
 بدلون کو تیکھن بیگ سے چہن بہن اور ہوجی مد گیر کر اسکو وش مین کرتی ہے
 ویسی ہی سبھا سنیا دکھش کو چاہئے کہ بد ہی شری مل سبھا کے بیگ سے شترؤن
 کے بیگ کو چہن بہن اور شترؤن کی اچھی پر کار پر کار سے پر تہوی پر گرا کر اپنے سمشی
 مین لاوین گئے۔

۱۔ پھاٹون کی کہوہ مین الگ تذکرہ ہے۔

۲۔ دیانندی بہاوش صفحہ ۷۰۔ سوکت ۳۷۔

۳۔ دیانندی بہاوش صفحہ ۶۲۔

۴۔ دیانندی بہاوش رگ وید صفحہ ۷۰۔

۵۔ دیانندی بہاوش صفحہ ۶۱۶۔

اب نہایت غور سے ویرک اخلاق کی حالت سنئے۔

وید دشمنوں میں عداوت اور ہوٹ کرانے کی ترغیب دیتا ہے۔ سبھا دکش کو چاہئے
کہ شامتی بچن کہنے دشمنوں کو ڈنڈ دینے اور شترؤن کو پر سپر ہوٹ کرانیک کر یا لوگ
ہیتی کو آچھے پر کار پراپت ہو کے پر جانوں کی دکہ کو نت دور کرنے کے لئے بوم
کرتے۔

چچا میں آپکے کاشنسن پر چھوڑتا ہوں۔ ایک ایسے جانور کے بدلے میں جبکی جنس
کی تکلیف دینے میں آپکے کاشنکار کی نہیں کرتے۔ آپ ہی کس قدر منصوبے اسکا
ہی زاید انسان کو اندرسانی کے باندہ رہے ہیں جن مشرکون کی نسبت آیات ذیل
میں حکم ہوتا ہے۔

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوا هُمْ وَأَصْرُوهُمْ
فَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلُّ مَرْصِدٍ -

وہ وہی دشت میں جو دغا با موقع بہ معاہدہ اور صلح کو توڑ کر سلام کا اتصال
کرتے ہیں۔ دیکھو حکم بالا کے آگے فرماتا ہے۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدُوا بِ
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ مُحِبُّ الْمُتَّقِينَ
كَيْفَ وَإِنْ يَظُنُّوا عَلَيْكُمْ لَا يَقْبَلُوا فِيكُمْ وَلَا يُضِنُّوكم

۱۷۹۱ھ - صفحہ ۲۷

۱۷۹۱ھ - اور اسکا رسول ان شرکین کے عہد کی کوئی رعایت کر سکتے ہیں۔ سو اس کے جسے تم نے مسیحی حرام کے پاس عہد کیا۔ سو جب
تم اپنے معاہدہ پر قائم رہیں تم ہی قائم رہو۔ کیونکہ اللہ اور والوں کو پیا کرتا ہے۔ کیونکہ (اس کے عہد کی رعایت ہو سکتی ہے)
اور اگر وہ تم پر غالب آویں تو تمہارے حق میں کسی شے اور عہد کا لحاظ اور نگہداشت نہیں کرتے۔ مگر تو تمہیں خوش کن
پہچون میں ان کے انکار ہے اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا جَاءْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَالْأَمْرِ الْمُبِينِ
وَأَن تَكُونَ أَيْمَانُهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أُمَّةَ
الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ الْأَتَّاقِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا
أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ يَدْعُوكُمْ أَقِلُّ مَرَّةً

”جنگ غصب الہی کا نشان ہے اس میں ہی اسلام نے ہمدی اور رجم کے اصول کو ترک پہنچایا۔“

اسلام جنگ میں بے قصور بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ مردوروں۔ جانوروں کو قتل کی اجازت نہیں دیتا۔

”دینا دشمن جب ہزیمہ گزارا ہو جاوے یا اسلام قبول کرے تو اسلام جنگ کو موقوف کر دیتا ہے۔“

”فتح و فتوح برابر ہو چکا نہیں۔ پھر اسلام کو جنگ میں ملک گیری مقصود نہیں فقط توحید کی“

”غور کر لو۔۔۔ جب بتدائے اسلام میں مسلمان توحید کے اقرار پر سبکناہ قتل ہونے لگے کہہ دوں

سے نکال دیئے گئے۔ توحید کی منادی سے روکے گئے۔ انکے دشمن یا اتفاق

حملہ آور ہوئے۔ دشمنوں نے مدینہ طیبہ۔ دارالنبوۃ کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت اسلام

نے تلوار پکڑ لی۔“ بتاؤ کیا یہ عقل تھی کہ اسلام اپنے آپکو معدوم کر دیتا ہے۔ کیا حساب

اسلام اپنی اصل غرض نبوۃ رسالت کو چھوڑ دیتا ہے۔ ایسی ضرورت میں کوئی دشمن

قوم جنگ سے مانع نہیں۔ الا اسلام نے پہر ہی اکراہ سے منع کیا۔ کیا اگر شمشیر پونیر

ایسی یاد دہانی ہونے لگے تو عقل والے خدا ترس با طاقت بادشاہ حملہ آور ہی نہ کریں گے۔

یہ اسلام ہی کی خوبی ہے کہ جب کوئی حاکم مسلمانوں کے دین میں دخل دے

۱۔ اور عہد کر کے چھینے اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور ہمارے دین میں ملوث کرین تو ان کفر کے سرداروں سے جنگ کر دو۔

۲۔ لوگوں کی قسمیں و سوہن کچھ بھی نہیں۔ تو کہ باوجودین کیا وجہ ہے کہ ایسے لوگوں سے جنگ نہ کرو جنہوں نے نبی قسمیں

توڑ ڈالیں اور اس سوں کے خیال دینے پر بہتین لگائیں اور ادھون ہی نے جسے ابتداء (جنگ) ہی کی۔

اور ارکان اسلام کو آزادانہ طور پر نکرانے دے تو مسلمان کا ہر فرد جان دینے کو حاضر اور
اور سین مرنے کو شہادت جانتا ہے!۔ الحمد للہ اسی اصل جہاد کی برکت سے بڑے بڑے
سلاطین مسلمانوں کے امور مذہبی میں دخل دینے سے کوسون بہا گئے ہیں جہاد کے
نام سے انکی روح کا بیتی ہے تعجب ہے اس قومی درد اور مذہبی محبت کو بعض اہل
عیب شام کرتے ہیں، (برکات اسلام)

مکذب - مکذیب صفحہ ۷

”پوشیدہ نہ ہے۔ عترت من کر نیسے پہلے قریشی کی کتب کا مطالعہ کرنا شرط اولیٰ ہے مگر وہ معترض لے
”ہنہن دیکھا“

مصداق۔ آپ اپنے ایمان سے کہئے۔ آپ نے عربی زبان فارسی کی کتابیں کس قدر پڑھی
ہیں؟ عربی دواوین اور خطبات میں کتنی مہارت پیدا کی ہے؟۔ قرآن اور حدیث کا کتنا
علم حاصل کیا؟۔

مرزا صاحب نے دیا تہ جی سے بڑھ کر قدم نہیں مارا جنہوں نے مستیار تہہ میں اسلام
پر اعتراض کئے!۔ کیا وہ عربی کے ماہر تھے؟۔ مجھے یاد ہے میں لاہور میں اپنے کان سے
سنا کہ دیا تہ جی فرما رہے تھے۔ ”کہ رحیم اور کریم لوگوں کی گہرت ہے“ تاہنچ کے اتنے خوب
ماہر تھے۔ کہ ایک جگہ تہہ ار تہہ پر کاش کے صفحہ تین سو اکیس میں کہتے ہیں کہ سلطان محمود
غزنوی جب قیدیوں کو مکہ میں لے گیا تو فلان تکلیف دی“ !!!

پہچان تو مرزا صاحب نے بہت کشت سے بقدر کان پر کو دیکھا۔ سو امی جی کا ترجمہ چار ویدوں کا باوجود
اتنے قومی خوش کے!۔ تنگ نام ہے!۔ اُسے کون دیکھ سکے!۔ جبکہ خود سوامی جی کو عادل اور رحیم
نیا، کاری خدا نے کامیابی کا منہ دکھایا تو دنیا کی اور غیر قومی اس ترجمہ سے کیا نفع اٹھا سکتی ہیں!۔

اور جہاں اس غیر موجود کو کب دیکھ سکتی ہیں! جو ترجمہ دنیا میں موجود تھا اور اپنی قوم نے جدید پایا اسے
 مہر صاحب نے دیکھ لیا۔ دوا رب کے قریب بقول آپ کے گذرتے ہیں کہ خدا نے ویدوں کو
 الہام کیا۔ پر خدا ہی کا رخا نے پر نظر کیجئے کہ دوا رب برس میں ویدوں کے تراجم ہی
 دنیا میں کیا آریہ ورت کے اندر ہی نہیں مل سکتے!! جب اس کتاب کی اشاعت کا پہلا
 حال ہے تو مرزا صاحب کا کیا قصور! آج تک آریہ ورت کے تین ربع سے زیادہ کو میں
 شرعاً گو وہ شرع کیسی صحیح یا غلط کیوں نہ ہو۔ وید پڑھنے کے لائق خیال نہیں کی گئیں
 تعجب ہے آپ لوگ ویدوں کو عام خلقت کے سامنے رکھتے ہیں اور لوگوں کا لکھا ہوا
 ترجمہ پسند نہیں کرتے۔ پہلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے؟ کہ خود تو دنیا کی عام
 ژبہ فون میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمہ فضلائے یورپ نے کئے ہیں انہیں پسند
 نہیں کرتے!۔ باقی یہ خیال کہ تمام دنیا کو اُسی سے فیض پہنچا۔ ایک خوش اعتقاد
 خیال ہے خود آریہ ورت کے باشندے علی العموم مین پنڈت دیانند جی نے وید
 کے اشاعت کی کوشش کی مگر ہمیں ہی اول تو غیر بلکہ اپنی ہی قوم میں محدود کمی
 گئیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ علی العموم مسلمان اور عیسائی تعلیم یافتہ گروہ بہانہ نہیں
 پڑھ سکتے۔ بلکہ ستیا رتھ کا ترجمہ ہی وہ اردو حروف میں پسند نہیں کرتے تھے!۔ او
 اردو میں کیوں لکھواتے اور وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اور دیکھو اس کا وہ سارا کا حنا
 کان لم کین شیا!۔ دوم۔ باری تعالیٰ نے ہی انکو اتمام ترجمہ کی توفیق ندی ساری
 دنیا کو کب اور کس دن فائدہ پہنچا؟۔ مین نہایت راستی۔ سچائی اور صداقت دلی سے
 چاروں ویدوں کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہوں مگر کوئی صورت اتنی ہی نہیں نکل
 سکتی کہ ایک بار سب ساری طور پر ہی سن سکوں!۔ جب کوشش کرتا ہوں اول ایک

دو دفعہ ویسا ہوا ہے۔ تو آریہ مہربان بہائی سنا نیوالے کی عداوت کو بکھرے ہوئے ہیں۔
اپنے دلون میں جہاک کر افسا کر لو کہ کہانتک تمہارا دل گوارا کرتا ہے کہ ایک مسلمان۔
ویدکی پوری ماہیت واقف ہو۔

پہلے تمام حجت کے لئے چارون ویدون کا ٹھیک ترجمہ جسے آپکے عام علمائے تسلیم
کریں تیار کیجئے۔ ہم لوگ بھی ویدک اردو ترجمہ میں امداد کے لئے دل سے حاضر ہیں۔ پھر
اپکا دعوت دنیاوی کرنا بھی موزون ہوگا۔

مکذّب۔ وید کے روسے دو تو ہیں ہیں۔ ایک آریہ دوسری دیسیو،
مصدق۔ یہی تقسیم تمام دنیا کے مذاہب نے کر رکھی ہے۔ بلکہ عام عقل کے نزدیک
یہی تقسیم سلم ہے۔ کوئی ویدک خصوصیت نہیں دیکھو قرآن کہتا ہے۔
(فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر) (ایک فریق جنتی اور ایک فریق ناری)
(فہم شقی و سعید) (ان میں سے شقی اور سعید ہیں)۔
آریہ کے معنی اگر سریشٹ۔ نیک اور خدا ترس کے ہیں تو یہ ایک لقب ہے
جو عمدہ اعمال کے ذریعہ ہر نیک آدمی کو مل سکتا ہے۔ کسی خاص قوم اور ایک ملک
والوں کے واسطے اسکی خصوصیت نہیں۔ ان ممنون کے روسے بنی اسرائیل کا نیک
حق شناس ہادی آریہ ہے۔ گو وہ شام کا رہنے والا ہو یا مصر کا ایک پارسا عیسائی مذہب
کا ہادی آریہ ہے۔ گو وہ ناصرت میں پیدا ہوا ہو۔ خیر خواہ بنی آدم و خط توحید
بنی عرب آریہ سے۔ گو مکہ معظمہ میں جلوہ گر ہوا۔ اور آریہ ورت کا شہرہ پیکر خدا کو برا
کہنے والا دیسیو ہے۔

دیکھو صفحہ ۱۴۔ مکذّب۔ اور اگر وید کے معنی اُس سنّت دو یا کے ہیں جس سے ہرتیلا

رضامندی کا اور کسی سچی بشارت کا پتہ لگ سکتا ہے اور وہ چہرے جو مقدسوں کے پڑھنے کے قابل ہے۔ تو تمام قدس کتب و دین سب قرآن میں ساری کی ساری اکھیل ہیں۔
 تکذیب صفحہ نمائے امین۔ وید کی قدرت کا بیان ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ نفس امت کسی خارجی کی قدرت نہیں ہو سکتی ویکھے اودھ کچے نزدیک قدیم ہے لاکھ جڑ ہے جیتن نہیں تو کفار قدرت کسی خارجی کی قدرت ہے۔ اگرچہ تو پہاڑ بہت پرانے ہیں اور مادہ قبول تھا اس لیے پہاڑ پرانے
 اول۔ آپ ثابت کریں۔ کہ وید الہی کلام ہے۔ بلکہ ثبوت سے پہلے ازراہ کرم دنیا کے کلام
 کہ فلان چیز کا نام وید ہے اور اسکے یہ مضامین میں ہیں دنیا پر ثابت کیجئے کہ وید کے بعد
 اللہ تعالیٰ کا فیضان جسے الہام کہتے ہیں بند ہو گیا۔ باری تعالیٰ ویدوں کے
 بعد کسی سے کلام نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ دنیا فنا ہو۔ پہرے لے آئے سرشی اور مخلوق
 بنے اس وید کے ماوراء جو صرف آریہ ورت میں نازل ہوا۔ کسی اور ملک میں کوئی الہی
 کلام کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے ہم کب منکر ہیں کہ منہ کو اللہ تعالیٰ کے فیضان
 سے محرومی رہی۔ اور اس میں نادسی و واعظ توحید نہیں گزرے۔ بلکہ قرآن صاف
 بتاتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ
 یہی یہ بات کہ قرآن میں انکے قصے سنیں۔ تو یاد رہے۔ قرآن کریم میں سب نبیوں کے
 قصص بیان نہیں ہوئے۔ سنو!

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ
 وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

۱۔ جسے ہر ایک کو روئے ان سچا۔ کوئی ایسی امت نہیں جس میں کوئی ڈرائے والا نہ گذرا ہو۔
 ۲۔ جسے تجھے پہلے نہیں بتایا۔ حال تیرے آگے ذکر کیا بعض کا نہیں کیا۔

مگر کلام اس میں ہے کہ ابتدا سے پیدائش عالم میں یا وید کے بعد جن دنوں وید نازل
 ہوتا تھا۔ اُن دنوں اور بلاد میں الہام اٹھی نامکن اور محال تھا۔ اور ویدوں
 کے بعد پھر خدا تعالیٰ چپ ہو گیا۔ اور اس نے اپنے فیضان کو بند کر لیا۔ یا ہی
 وید کے سوا کسی اور زبان میں کلام کرنا ممکن نہ رہا۔ اور نہ اُسے کیا۔ یا منور علیہ السلام
 درخشاں ست کا معاملہ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُحْمَدِيِّينَ۔ آمین۔
 مختلف بلاد میں مختلف مادی ہوتے رہے صرف ایک اسلام ہی کا اعتقاد ہے
 کہ کہ نَبِیْ لَمْ یَنْکَلِ مِنْکُمْ اِلٰہٌ دَیْمًا کَلَامُ فَرَاتِہِ۔ اس کے فیضانِ خاص میں کبھی کمی نہیں
 ہوئی ہمیشہ ہمیشہ بندگان خاص سے اس کا مکالمہ اور محافطہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا رہا۔ اور ہوتا
 رہیگا۔ ختم نبوت نے الہام اور کلام اور محافطہ سے مخلوق کو محروم نہیں کیا۔ مسلمانوں پر ہمیشہ
 اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے جو اس فیضِ ربانی سے فیضیاب ہوئے۔ دیکھو حالاتِ شیخ
 عبدالقادر جیلانی۔ شیخ محمد الدین بن عربی۔ شیخ معین الدین چشتی۔ بابا شیخ فرید گنج شہا الدین
 سہروردی۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی۔ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور عبدالعزیز دہلوی
 وغیرہ وغیرہ اولیاء اکرام۔ اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مزارِ صاحبِ سلمہ اللہ تعالیٰ انصاف
 کریں تو اسلام ہی قدیم اور بہت پرانا۔ مذہب ہے اور یہی سنتِ اللہ ہے جسکی
 قدامت کی تعیین سے منہ نہ عاجز ہے۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔ وید کے
 ملہم اگر خدا کے قائل اور اس کے فرمانبردار تھے۔ تو انہوں نے بے ریب وہی کام کیا۔
 جسکے باعث بارہویا نے ابراہیم کی تعریف کرتا ہے۔ اور اس کے طریق کی خلاف ورزی
 کو بُرا بتاتا ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰہِیْمَ الْاِمْنِ سَفَہَ نَفْسَہٗ وَکَفَرًا صَطَفَیْنَاہُ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلِكِنَّ الظَّالِمِينَ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلَمْتُ لَكِ
 اسَلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ
 اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ

اے پیسے رب۔ بشرط فرمانبرداری باری تعالیٰ کے وید کے ہم مسلمان تھے۔ آریہ تھے۔
 ایسے یہودی نئی زندگی سے زندہ عیسائی اور پورے محمدی تھے۔۔۔ خاص خاص
 بت پرستی پر بحث کرتے جاؤ مثلاً جو وقت سری کرشن دیو جی دنیا میں ظاہر نہیں ہوئے
 تھے۔ کیا اس وقت کوئی انکی پوجا کرتا تھا؟۔ ہرگز نہیں پیرائے پہلے جب تک سریر محمد جی
 نہ ہوئے کوئی الگا پوجا رہی ہو یا نہیں۔ بلکہ جب نہ ہوا ان کے پوجا شروع ہوئی
 جب گنیش ہوئے تب انکی پوجا شروع ہوئی۔ اسی طرح اوپر کا وقت لیتے جاؤ یہاں تک
 کہ خالص باری تعالیٰ کی پوجا کا وقت نکل آوے مثلاً فرض کر لین کہ برہما جی شرشی کی ابتدا
 میں یا وید کے ہم سر شرشی کے ابتدا میں کسی پوجا کرتے تھے اگر وہ باری تعالیٰ کے پوجا رہے تھے۔
 اور جو حد تو تب وہ ضرور مسلمان تھے۔ اور لا رب مسلمان تھے۔ واللہ شہد علی ذلک

تکذیب صفحہ ۱۲ تا ۱۷

تکذیب صاحب آریہ لفظ اور ہندو لفظ پر بحث کرتے ہیں سوان لفظ کی نسبت جو کچھ میرے محسن جناب
 طامسٹولن شیرتیم نید داؤنجان ضلع جہلم نے ارقام فرمایا ہے میرے نزدیک وہ مضمون بنائیت
 راستی سے لکھا گیا ہے لیکن مضمون اور اپنی ایک ابتدائی تحریر کو جو اس بحث کا (لفظ آریہ اور ہندو) کو

۱۵۔ اور اگر ایسے کی سنت سے وہی نہیں پیرتا ہے جس نے اپنے تئیں یو قوف بنایا ہے تو اسکو دنیا میں جن لہا اور بنام میں
 وہ نیکو کاروں میں ہے جب اسکو اس کے رب نے کہا فرمانبردار ہو جا۔ اس نے کہا میں رب العالمین کا فرمان بردار ہوں۔ اور
 ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی اس نے میرے بیواؤں کے ہمہ دین ہوتا رہے گئے جن لیا تو تم اسلام
 (فرمان برداری الہی) پر مبنی تھے۔

متعلق ہے جناب پادری صاحب و بارہ بطور رسالہ لکھا ہے۔ جزاء اللہ احسن العجزاء۔
 پادری صاحب کی پہلی تحریر کو مرزا صاحب نے ہی شحہ حق میں نقل کیا اس پر کچھ اور
 زیادہ کرنا صرف شنجی بگہار نا ہے۔ مگر اتنا زیادہ عرض کر دینا شاید نامناسب ہو کہ آپ نے
 یا آپ کے مصلح نے اس لفظ ہند یا ہندو پر بحث کرنے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا یہ
 بحث اپنے مختلف غرض کے واسطے چھپ چھپ کر ہوئی۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاضل
 کو جو اس نام کو ناگنا اختیار نہیں کیا تھا۔ عربی کی مشہور لغت کی کتاب قاموس اللغات
 ہے۔ اس میں اس لفظ کے مختلف معنی لکھے ہیں۔ دیکھو عمدہ عمدہ معنی اسی لفظ ہند کی واسطے
 موجود ہیں۔ ہند سوا دنٹ کے گلے کا نام ہے اور ایک عورت کا نام بھی جو عمرو
 نام بادشاہ عرب کی والدہ تھی۔ ہند ایک قبیلہ عرب کا نام ہے ہند ایک پہاڑ کا
 نام ہے۔ تلوار کے تیز کر نیکو بھی ہند کہتے ہیں اس واسطے غصہ اس تلوار کہتے ہیں جو بہت ہی
 تیز ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں ایک لپکا پیرو آپ کے
 سامنے کہتا ہے۔ اِنَّ الدَّسُولَ لَمُوْرٍ يَسْتَضَاءُ بِهِ۔ سَيِّفٌ مَّهْنَدٌ مِّنْ سَيُوفِ
 الْهِنْدِ مَسْلُوْلٌ۔ ہندوان ایک ہنر کا نام ہے جو خراسان میں واقع ہے ابو جعفر
 فقیہ ہندوانی ایک بڑے بزرگ مسلمانوں کے مقتدا و ماننے والے تھے۔ اور ^{نعمت} ہندوانی
 آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آئے ہوں۔ اس واسطے وسط ایشیا کی قف
 اور فاتح قوم نے انکو ہندو کہا ہو۔ اور آری لفظ عرب میں کوئی عمدہ درج کا لفظ نہ تھا
 کیونکہ عربی آری طویلہ کو کہتے ہیں۔ پس کیا تعجب ہے اگر ہمارے بزرگوں نے نجائے
 لفظ آری ہندو کا لفظ اخلاقی شریعت کے حکم سے زیادہ تر برتا ہو۔ یا او کوئی باعث
 خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہی۔ اب بھی عرب کے دارالسلطنت معظمہ میں ہند ^{نعمت} کی

شیخ کو شیخ الہند کہتے ہیں۔ والعلہ عند اللہ۔

مکذّبے۔ تکنیب کے صفحہ ۱۷ میں مرزا صاحب کا قول: ”وہ (موجودہ آریہ مہنت) بہت عجیب کسی

قدیم ہندو مذہب میں نہیں جائے“ نقل کر کے شدت غضب سے راسمیرہ ہو کر عجیب سے سر و پا جواب دیا ہے حقیقت میں خوش فہمی کی داد دیدی ہے۔ میرے نزدیک خفگی کا کوئی مقام نہیں۔
اول تو اس لئے کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں: ”ہندو مذہب میں نہیں جائے“ اور ہندو ہونے سے خود آپ کو اور آپ کے معادنین آریہ کو انکار ہے۔ بلکہ تکنیب کے صفحہ ۱۳ میں ایک اپنے فاضل کا نکتہ لکھا ہے۔ اور وہ مان کہا ہے۔ ”کہ جب تک وڈیا کا زور اور سیاحوں کی ترقی۔ ست دہر کی طرف توجہ۔ وید مقدس پر عمل درآمد نہ ہوگا۔ تو ہات سے سنگار لی کیا نہ پیشور کی پرستش رہی۔ یہ ملک آریہ ورت اور اسکے باشندے آریہ یا آریہ راج رہے۔ مگر جب سے اوہنوں نے طوق خلائی پہنا۔ بت پرستی اختیار کی۔ ہزاروں لاکھوں۔ کروڑوں کے آگے سر جھکانے لگے۔ اصلی کتابوں پر نقلوں اور فسا لوزن یعنی ویدوں پر پراٹوں کو ترجیح دی۔ تب ہندو بن گئے اور ملک ہندوستان ہو گیا“ لاریب یہ نہ نکلتا صحیح اور درست ہے۔ تو پھر آپ کیوں ابھی اس ہندو قوم کو آریہ فرماتے ہیں۔ ابھی تو قبول آپ کے ہی یہ ملک ہندوستان اور اسکے باشندے ہندو نظر آتے ہیں۔

دوم۔ علی العموم ہندوستانی آپ کے بہائی مذہب پرست ہیں اور آپ کے ہتھیار منکر ہیں بلکہ جین اور بڑہ ہند کے باشندے۔ اس وید کے بھی منکر ہیں۔ جسے آپ کلام الہی کہتے ہیں۔ ہزاروں توہمات میں آپ کے برگزیدہ پنہے ہوئے ہیں بلکہ تمام قوم ابھی تک قدیم مذہبوں کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ تعلیم یافتہ ہندو جماعت

لفظاً نہ سہی تو عملی طور پر وید کے جاسے منکرین۔ پس آپ غور کیجئے۔ یہ ملک ان معنیوں کے لیے جو آپ نے خود کئے ہیں کیونکہ ابھی آریہ ورت ہو سکتا ہے انصاف انصاف انصاف سوم۔ اگر اس ملک کے لوگ وید کے مخالف ہوتے تو غیر مذہب لے یہاں اگل حکومت نہ کر سکتے کیونکہ آپ کا دعوے ہے۔ ”وید وکت میتی سے ہمیشہ آرام ملتا ہے۔“ اور

نیا ہر جگہ اڑھایا بننے سے بڑھ کر کوئی بے آرامی نہیں۔ اور غیر ملک الون کے ہتھت ہنر سے بڑھ کر کوئی ذلت خواری نہیں۔ اگر آپ کے بزرگ دیانندی نہ تھے کے پیرو ہوتے تو بقول آپ کے اس لذت خواری میں مبتلا ہوتے۔ یا یون کہا جاوے کہ یورومین ہنر وید وکت میتی کے مطابق پوربلی جنم میں بزرگ آریہ تھے اس جنم میں اپنے نیک اعمال کا پہل پہل ہوگ رہے ہیں۔ اور چونکہ بھلائی کا نتیجہ ہی بھلائی ہوتا ہے اور باری تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ انہیں اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس لذت اور نیکی کو ان کے لئے وصال

نفران دے گا یا ویدوں کی دعائیں جو صرف شیون کی تباہی۔ اور مہاکت کیواسے سطل ہتین سالہا سال سے بیکار ہو گئیں بلکہ اولیٰ پڑیں۔ پس یا تو دعائیں الہامی نہیں یا آپ کے قدیم آریوں کے اعمال نہایت خراب تھے کہ انکو دنیوی عیش و آرام کے ساتھ اصل راج دہرم پر اپٹ نہوا۔ اصل یہ ہے کہ آپ نے ”پڑیت مجموعی“ کا لفظ جو مرزا صاحب کے کلام میں مندرج تھا نہیں دیکھا۔ یا سپر توجہ نہیں کی۔
مکڑب۔ ”قرآن صرف اقتباس سابقہ کتب ہے۔“

مرصدق۔ اسکا مفصل جواب ہم نے رضارے میں دیا ہے۔ اور آپ کو بھی مختلف مقامات پر اسکا جواب دینگے۔

یہ نمبر ۲۰ میں اقام فرمایا ہے۔ ”لقمان۔ اور سندر کے قصہ میں نے (دور از قیس)

یونانیوں کی توار سچوں سے جلوہ دکھایا۔ **سنتے صبا!**

قرآن نے لقمان کا قصہ جہان بیان کیا ہے۔ اس سورہ کا نام سورہ لقمان ہے جسے اکیسویں سپارہ میں موجود ہے۔ مہربانی کر کے وہ قصہ سنئے۔ آپ کو اپنے انصاف اور نیک نیتی اور سچے دل اور عربی و انی کا خود بخود پتا لگ جائیگا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ إِذْ أَشْكُرُ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۚ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعْطِيهِ يَسْبِيحْ لَا شَرِكَ لِلَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۖ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصْلُ الْإِخْوَامِ يَرَى الشُّكْرَ لِي ۖ وَلِوَالِدَيْكَ إِكْرَامًا ۖ إِلَى الْمَصِيرِ ۚ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُكُمْ فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفٌ ۚ فَانْصَبْ سَبِيلَ مَنِ اتَّبَعَ لِي ۚ يَنْصُرْكَ وَبِمَا كُنتُم تَعْمَلُونَ ۚ يَا بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْتُمْ مَثَلٌ خَيْرٌ مِمَّنْ جَرَدِلَ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ فِي الْأَرْضِ ۚ يَا أَيُّهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۚ يُجِيبُ أَقْبِلِ الصَّلَاةَ وَامْشِرْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ إِنَّهُ عَزِيزُ الْمُتَكَبِّرِ ۚ فَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ ۚ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَذَابِ الْأُمُورِ ۚ وَلَا تَصْغُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ۚ لَا تَمْشِرْ فِي الْأَرْضِ رَحًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُتَخَالِفٍ ۚ وَأَقِصْ دُكَّ مَشْيِكَ ۚ وَأَعْصُصْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۚ

لے جتنے لقمان کو حکمت (دینی و دنیوی) دی کہ تو اللہ کا شکر گزار ہو، اس کی جو شکر گزار ہو، اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے۔ اور جس نے کفر و نفاق کیا، جان لے کہ اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا۔ اور جب لقمان نے وعظ کرتے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے اللہ بزرگ است کرتا ہے کہ تو اللہ کا شکر بڑا بہاری ظلم ہے۔ جتنے انسان کو والدین سے حسن سلوک کا حکا دیا ہے۔ اس کی ان کے دل کو پر د کہہ سکتا ہے بیٹے میں کہا۔ اور وہ سال میں اس کا لگ ہوا ہوا۔ تو اب میرا والدین کا شکر ادا کرو۔ اور میری طرف ہے۔ اور اگر تیرے مانا ہے مجھے شکر کرنے پر مجھے مجبور کریں جس سے تو بے کمال نادان ہے تو ان کا کہا مت مان۔ اور دنیا میں ان کے ساتھ ایک سلوک سے

۴۔ ایت میں حضرت انیال بنی کا مکاشفہ ہے۔ دانیال کی نبوت اور اس کا مکاشفہ آپ کے
نزدیک کیسا ہی ہوا کچھ ہی وقعت کیون نہ رکھے۔ اُلاہو واورعیسا یون میں جو قصہ
ذوالقرنین کے مسائل اور عجیب کے مخاطب ہے، یہہ مکاشفہ صحیح اور دانیال
کی کتاب صحیح اور مسلم ہے اور اس مکاشفہ میں یہ بات مندرج ہے۔

تَبَّ بَيْنِي أُنْكِهَ وَهُمَا كُرْزُفَرُ كِي تَوَكِّيَا دِكْتَا هُونِ كَهْ مَذِي كَسْ آگَسْ اِيَا مَنِيْطَا كَاهِرَا
ہے۔ جسکے دو سنگ تھے اور وہ دو سنگ اونچے تھے اور ایک دوسرے بڑا تھا
پھر دانیال کو جبرائیل نے اُس مکاشفہ اور خواب کی تعبیر بتائی کہ مینڈا جسے
تو نے دیکھا کہ اسکے دو سنگ میں سو وہ ماد اور فارس کی بادشاہت دانیال
(۲۰۰-۲۰۸) قرآن نے اسی بادشاہ کا تذکرہ کیا۔ اور نہایت راست اور صاف فرمایا جو
اس میں کوئی دو راز قیاس بات مندرج نہیں اب میں وہ سارا قصہ نقل کرتا ہوں۔
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا۔

تفسیر دو سنگ والا وہی ماد۔ فارس کی بادشاہت جس کا ذکر دانیال باب
۴ میں ہے۔

اِنَّا مَكْنُكُلَهٗ فِي الْاَرْضِ وَالتَّيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔

الارض کا ترجمہ میںے خاص میں کیا ہے۔ جاننے والے تو اس کا ترجمہ جانتے ہیں مگر
ہم کہو لے دیتے ہیں۔ کہ الف اور لام عربی لٹریچر میں خصوصیت کے معنی ہی دیتا ہے
بلکہ عزرا بنی کی کتاب باب ۱۔ آیت ۲ سے جس کا ذکر آگے آتا ہے اور ہی قرآن کی

۱۔ ترجمہ ذوالقرنین دو سنگ والے کی بابت پوچھتے ہیں تو کہہ میں انہی اس کا قصہ نہیں سنا ہوں۔
۲۔ کہنے سے زور دیا کہ وہ خاص نہیں ہیں۔ اور یا کہنے کے کوہ طرح کا سامان اور وہ تاج ہوا ایک سامان کا۔

صداقت ظاہر ہوتی ہے +

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَرْجُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْفًا مَّاءً

تفسیر: بادشاہ جو دانیال کے خواب میں سوینگ کا منیڈا دکھائی دیا اور فارس اور وہ حکمران ہوا۔ اس کا نام خورس ہے جب وہ بلاد شام و درشالی غرب کو فتح کر چکا تو بلیک سنی یا کچر اسود کا دوسرا منیڈا اور اس کا لاد لال آگے گیا۔ اتنے بڑے سمندر کا کنارہ کیسے دیکھ کر نظر آسکتا تھا وہاں اُسے سورج سمندر میں ڈوبتا دکھائی دیا۔ قرآن یہ نہیں فرماتا کہ نے الواقع سورج کا لے پانی میں ڈوبتا تھا۔ بلکہ کہتا ہے کہ اُس نے اپنے ذوالقرنین نے سورج کو کا لے پانی میں ڈوبتا پایا۔ لفظ وجدہا تعرب پر غور کیجئے۔ جسکے معنی میں پایا اُسے اسکو کہ ڈوبتا ہے اور یہ نہیں کہا۔ وَكَانَ هُنَاكَ لَغْرِبَ الشَّمْسِ كَدُّهَا قَوْفًا سورج ڈوبتا تھا۔ یہ ایسا نظارہ ہے جسے ہر ایک بحری سفر کرنے والے کی آنکھ نے دیکھا ہے کہ صبح اور آہستہ سمندر میں سورج اسی میں سے نکلتا اور اسی میں پھر ڈوبتا دکھائی دیتا ہے اسی قدرتی منظر کو جو ذوالقرنین کے پیش نظر واقع ہوا قدرت کی صحیح نقل اپنے قرآن نے بیان کیا۔ کورس یا خورس کا تسلط پچھم زمین پر ہوا۔ اول تو دانیال باب ۴۴ میں ہے۔ ”میں نے اس منیڈے کو دیکھا کہ پچھم اتر و کن کو سیگ کرتا ہے۔“ دوم۔ تو اس پر ایران پر نظر ڈالو۔ اس واقعہ کے مفصل حالات اُس میں ملینگے +

۱۔ یہاں تک کہ جب پچھم میں پہنچا اُسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل کے خیمہ میں ڈوبتا ہے۔

فَلَمَّا يَأْذُ وَالْمُتَرَبِّينَ إِمَّا أَنْ تُعَذِّبَ وَإِمَّا أَنْ تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا.
 قَالَ أَمَّا مَنْ ظَنَّمْ فَسَوْفَ نَعَذِّبُهُ ثُمَّ يُدْعَىٰ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا مُّكْرًا
 فَاَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءُ الْحُسْنَىٰ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا
 تفسیر غرض ماورافارس کی سلطنت جب بادشاہ پر فتحیاب ہوئی تو اس کے
 بادشاہ نے حسب وحی الہی اور ابہام خداوندی وہاں برون کو سزا اور نیکیوں کو انعام
 دئے۔ اگر کسی کو یہود اور عیسائیوں سے جو قصے کے مخاطب ہیں اس کی نیکی اور
 بزرگی بلکہ لہم ہونے میں کلام ہو تو وہ عزرا کی کتاب دیکھے۔ شاہ فارس خورسین
 فرماتا ہے کہ خداوند آسمان کے خدا نے زمین کی سب ملکیتیں مجھے بخشیں اور مجھے حکم
 کیا ہے۔ عزرا باب ۱-۲ اس سے یہ ظاہر ہے کہ حسب کتب مقدسہ وہ حکم الہی کا پابند
 اور ملکوتوں کا بادشاہ تھا۔

ثُمَّ اتَّبَعَهُ سَبَّاحُ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ
 لَمْ يَجْعَلْ لَهُمْ مِنْ دُونِهَا سِتْرًا كَذَلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا
 تفسیر جب خورس بلوچستان میں پہنچا تو وہاں کے لوگ بے خانان پائے جنکی
 جہت آسمان اور ستر زمین تھا یہ لوگ جب بالکل خانہ بدوش جنگلی تھے۔

ثُمَّ اتَّبَعَهُ سَبَّاحُ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّنَدَيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا

۱۔ سنہ کہہ اسے ذوالقرنین تو دو طرح کا برتاؤ کیا سزا دے اور سزا دہ رحم کر لینے سزا کے لائقوں کو سزا اور رحم کے لائقوں کو رحم
 کرانے کہا ظالموں کو ہم سزا دیں گے اور اپنے بیکے ان کا گناہ پر سخت عذاب ہوگا۔ پرہیزگاروں کو نیکیوں کے لئے نیکیت کہے اور ہم ہی
 اس سے جن بلوک سے زمین آدین گئے۔
 ۲۔ یہ وہ سازساں کر کے روا دہ ہوا جب یورپ میں پہنچا وہاں سورج کے تھے ایسے لوگ پائے جن پر سورج کے سوا کسی
 جہت کا سایہ نہ تھا۔ ایسا ہی تھا اور ذوالقرنین کے لاکھ کر کا حال ہم کو خوب معلوم ہے۔
 ۳۔ یہ پرلمان کہا اور وہ دو خاص پہاڑوں کے درمیان پہنچا۔ اور ان پہاڑوں کے درمیان ایک ایسی قوم کو پایا جو بات
 سمجھنے میں کمزور تھی۔

لَا يَكْفُرُونَ يَفْقَهُونَ فَلَا-

تفسیر یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں درہند کے مشہور ہے اور اس کے قریب اب تک قبہ نام ایک بستی اسی کی قیاد و خوس کے نام سے قرآن کی تصدیق کے لئے موجود ہے۔

قَالَ يَا أَفْرَاسِيْنَ يَا جَوْجَ وَمَا جَوْجُ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ يَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا-

تفسیر یا جوج اور ما جوج کون ہیں؟ غور کرو! روضہ الصفا کے خاتمہ پر لکھا ہے۔ اقلیم چارم شرق سے شمال چین سے گذر کر تبت اور جبال کشمیر اور بدخشان کے شمال سے اور بلاد یا جوج اور ما جوج کے جنوب سے مغرب کو چلی جاتی ہے۔ یہ تو قلعہ چھام کا قصہ مختصر ختم ہوا۔ اب لیجئے اقلیم ششم اسکی بابت لکھا ہے۔ بلاد یا جوج و ما جوج سے یہ اقلیم ششم شمال میں ہے۔ پس برعاقب اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یا جوج اور ما جوج اقلیم خیم میں ہے۔ پس جیسے شاہنامہ میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں یعنی بخارا کی جانب یا جوج و ما جوج ممکن ہے بالکل ٹھیک ہے۔ غیاث اللغات میں جس سے مکذب نے تفصیل مذہب اسلام کے لئے کئی ورق نقل کئے ہیں۔ یہ مضمون صاف لکھا ہے۔ اور تفسیر ربیعاً و می لکھا ہے بلین آذربایکان اور آرمینہ کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تھی۔ اور تفسیر معالم میں سندی اور قتادہ سے روایت ہے کہ ترک کو ترک ہیواسطے

ہیں۔ انہوں نے عرض کیا اسے ذوالقرنین یا جوج و ما جوج ہمارے ملک میں اگر فساد کرے میں ہم تجھ کو روپیہ دیتے جو تو اٹکے اور ہمارے دریاں ایک دیوار بنیں دیئے۔

اَتُوْنِيْ ذُبْرًا لِّحَدِيْدٍ حَتّٰى اِذَا سَاوَيْتُ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ اَنْفُخْ حَتّٰى اِذَا
جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اَتُوْنِيْ اَفْرِغْ عَلَيْهِ قَطْرًا اِمَّا اسْتَطَاعُوْا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ
وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ اَنْفُخًا-

پس آخر یہ جنگ تو میں پہلی دیکھ سکیں۔ جہنم۔ فناک اور سولہ دین نامہ میں غیر
بلاد میں اہل بیت پہل گین۔ گاتھہ قوم نے ہزار ہا پرطاشیہ آباد کی۔
قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنِّيْ ۚ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ رَّبِّيْ جَعَلَهُ دَكَّا وَكَانَ
وَعْدُ رَّبِّيْ حَقًّا-

تفسیر۔ جن حملہ آوروں کے لئے وہ دیوار روک تھی۔ کچھ اور بلاد میں چلے گئے اور
بکھون میں یا ستین اور سلطنتیں قائم کر لیں۔ آخر عجیب عجیب رہتوں سے بعد
ہزار سال جبری وہ قومیں پہر اس ملک پر چڑھنے کے لئے تیار تھیں۔ متوجہ
سہو میں جبکی طرف ان کے پہلے موٹ متوجہ تھے۔ اور اس طرح کتب مقدسہ کی
سچائی ظاہر ہوئے گی۔

وَلَوْ كُنَّا اَبْغَضَهُمْ لَوْفَعَيْنَا يَمُوجَ الْبَحْرِ لَبِغَضْنَا فِي الْاَوَّلِ فَجَعَلْنَاهُمْ
بَحْرًا-

تفسیر۔ مکاشفات یوحنا کے بیسیویں باب کے ساتویں آیت سے طر ہو۔ اور جب
ہزار سال ہو چکیں گے (یہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سرور
اور شمس قمری ہینوں کا حساب ناظرین بیان سچ کر لیں) اپنے قوم سے چوئے گا۔

۱۔ کہا یہ میرے رب کا سان ہے۔ یہ جب میرے رب کا دھڑا آیا۔ اسے چور کر دے گا۔ اور یہ میرے رب کا
۲۔ ہے۔
۳۔ اور میں ان میں چڑھ جائیے گا وہ آپس میں لڑکے ہوں۔ اور نہ سنگا پیونگا جاوے گا یہ ہم ان سب کو اکٹبا کریں گے

اور لکھے گا تاکہ ان قوموں کو جو زمین کی - (وہی خاص زمین یروشلیم اور مکہ کی زمین ہے) چاروں کونوں میں ہیں - یعنی یا جرج اور ماجرج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے - ان قدیمی نوشتہ تون اور روس اور انگریز - جرمن اور فرانس کے تسلط پر جو ہزار سال انجری کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا - غور کی نگاہ سے دیکھو - اور دیکھو - اس آیت سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلا و سلاط پر رہی ہیں - اگر انگریزی تواریخ دیکھو کچھ صحت رکھتی ہے - اور اگر یہ قومیں انگریزوں سے اعلیٰ نسل میں متحد ہے جو تحقیق انتہا برج وغیرہ محققان یورپ پر تسلط ہے تو یہ بھی ماجرج میں داخل ہیں - تو ہم آریہ کی اس تیز ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کر سکتے ہیں یعنی اسے قائم نہیں کر سکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی تک قاصر ہے ۔

قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گزرے اور مکاشفات اور خفیہات نبی کی کتاب کو اور بھی بہت مانگدرا - مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عالم باخبریات و الکلیات ہے اللہ تعالیٰ ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا - اب یہ دونوں قومیں یا جرج روس اور ماجرج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آپہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ وہ دونوں آسمانیں اچھوٹیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا - ”وَقَدْ كُنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ فَمِنْهُمْ يُخَوِّفُ فَمِنْهُمْ يَخْشَوْنَ“ سے صاف قیامت کا یہ لکھن کو اپنی سچائی دکھا دے - دیکھو مکاشفات باب ۹ اور انہوں نے مقدس چھاؤنی اور عزیز شہر کو گھیر لیا - تب آسمان پر سے خدا کے پاس آگیا اور تری اور انکو کہا گئی - اور اب بڑا - اندیشہ کر لگا - اللہ تعالیٰ کیسے دہیات کی سب سے بڑی (وہی القریٰ مکہ معظمہ) پر چڑھوں گا - میں انہیں جو چین میں ہیں - اور آرام سے بیٹھوں

جو شہر مینا مین بہنیں رکھتے اور بغیر اڑنگون اور پہانگون کے۔ ہتھ مین تھکرون گا
 تاکہ تو لہوئے اور مال کو چھین لے اور تو اپنا ہاتھ ان ویرانوں پر جواب دے مین اور
 ان لوگون پر جو سادی قوموں سے فراہم ہوئے دیکھو اہل مکہ و مدینہ جنہوں نے
 مال اور مویشی حاصل کئے۔ اور جو زمین کی نات پر ہتھ مین مارے وہ پادری صا حبان
 چوکہ کہ کو زمین کی ناف کہنے سے ہتھ مین بیان ذرا انصاف کریں (پلاوسی۔ اور
 سبا۔ ذوان اور ترسیس کے سوداگر اور ان کے سارے شیر برہنچے
 کہیں گے۔ کیا تو غارت کر لئے آیا؟ حزقیل ۸۳۔ باب ۱۰۔ ۱۳۔

ہتھ چھ واقعات اسلئے لکھے مین اور یہ تذکرہ صرف اسی واسطے کیا ہے کہ الہام
 کی قدر نہ کرنے والے کچھ لوگ ان زبردست پیشین گوئیوں کی صداقت کا لحاظ کر کے
 الہامی کتابوں کی بے ادبیوں سے باز آدین اور غور کریں کہ یا جو ج کے باہمی فساد
 کا کب اور کس حالت اور کس زمانے مین ذکر کیا گیا جسکا ظہور آج آنچھ سے مشاہدہ کر
 رہے مین۔ یا جو ج اور باجو ج دونوں قوموں کی نسبت بعض مصنفوں نے یہ
 بھی لکھا ہے کہ وہ دراز گوش مین۔ اس فقرہ کے سمجھنے مین بہت لوگ نہ ج
 مقدس کتابوں کی طرز کلام سے بالکل نا آشنا مین۔ کئے غلط نتیجے نکالے مین مگر
 وہ یاد رکھیں کہ دراز گوش گد ہے کو کہتے مین اور جو آدمی علم کے مطابق عمل نہ کرے ہے
 ہی الہامی زبان مین گد ہے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دیکھو باقرآن مین آیا ہے۔
 مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الصَّالَةَ نَصْرًا لَهُمْ يَوْمَ هُمْ كَانَتْ اِلْحِجَارُ يَمْجُلُ اسْفَادًا۔

نہ ان لوگوں کی مثال جن پر توریت، انہو امی گئی یہ انہوں نے اسکو بد اٹھایا گد ہے کی مثال ہے جس پر
 کتاب مین لکھیں مین۔

اور ظاہر ہے کہ روس اور انگریز۔ جرمن اور ڈنمارک والے الہیات کے سچے علوم اور روحانی برکات سے بالکل محروم ہیں علم الہیات انکا نہایت کمزور ہے۔ اور مجھے یختہ یقین ہے کہ ہمارے علمی مذاق والے آریہ بھی اس کے ماننے سے انکار نہیں کر سکیں گے۔

تکذیب صفحہ ۲۱ میں

مکذیب صاحب ۱؎ مرزا صاحب کا قول نقل کرتے ہیں۔ ”پہلا اصول اس فرقہ آریہ کا ہے۔ پشپور

روح اور جسم کا خالق نہیں۔ بلکہ سپر سچیز پر مشور کی طرح قدیم اور تادی میں۔ اور پہلا اسکے

جواب میں فرماتے ہیں۔ آریوں کا پہلا اصول نہیں ہے بلکہ آریوں کا پہلا اصول اور یہی ہے۔“

مصدق۔ گہرائی نہیں اپنی کتاب تکذیب ہی کے صفحہ ۳۴ پر نظر فرمائی۔ ”سنائین

جتنے مذاہب ہیں عقل کو صندوق میں بند کر قفل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہیں ان

مذاہب میں فٹ نمبر دین مجھ ہی ہے۔“ غور کیجئے! تمام مذاہب پر اپنے یہ

الزام جڑ دیا ہے کہ عقل کو صندوق میں بند کر قفل لگانا انکا پہلا اصول ہے۔ اور

اس معاملہ میں محمدی مذاہب کو فٹ نمبر قرار دیا ہے حالانکہ عقل کو بند کرنا اور اس

سے کام نہ لینا کسی مذاہب کا پہلا اصول نہیں !!!۔ اسلامیوں کا پہلا اصول

اگر آپ کو معلوم نہیں تو ایک مسلمان بچہ سے پوچھ لیجئے۔ وہ ہی یہی کہیگا۔ ”آلہ ہدٰی

اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ یعنی کسی پرستش کے لائق نہیں بجز ایک معبود حق کے

عیسائیوں اور یہودیوں سے پوچھئے وہ ہی یہی کہیں گے اور اپنا پہلا اصول

یہی بتائیگی کہ خدا کو تو سارے دل ساری جان اور ساری قوت سے پارس کر۔“ یہی

شریعت کا پہلا اور بڑا حکم ہے۔ دیکھو متی ۲۲-۲۷ و لوقا ۱۰-۱۲۔ متی ۲۲-۲۷ و لوقا ۱۰-۱۲۔

سوچئے تو سہی آپ اس الزام کا کیا جواب دے سکتے ہیں جو اس کا جواب سچ کرین ہی
مرزا صاحب کی طرف سے یقین کریں۔

مرزا صاحب نے جو فرمایا انکا منشا یہ ہے کہ پھلا اصول حسیبان کو آریہ نئے لغت
ہے یہی پہلی اصل ہے جسے خود آپ نے ہی مان لیا ہے چنانچہ آپ نے عین موقع
انکار پر صفحہ ۲۲ سے ۲۶ تک ارواح کے غیر مخلوق اور مادہ عالم کی انادی اذلی ہونیکے
دلائل شروع کر دیئے۔ باری تعالیٰ کے خالق ارواح ہونے سے انکار کر گئے۔

”مکذیب صفحہ ۲۲ میں

مکذیب۔ آریہ غمڑی لوگوں کی طرح پانچ ہزار یا چھ ہزار سال سے خالق۔ رازق۔ مالک۔ رحیم
عادل اور قادر مطلق نہیں مانتے۔

مصدق۔ تمام قرآن کریم اور حدیث نبی روف الرحیم میں سے یہ بات نکال
دیجئے۔ کہاں اسلام نے کہا ہے کہ خدا پانچ چھ ہزار سال سے خالق رازق۔ مالک
رحیم۔ عادل اور قادر مطلق ہے۔ خدا کی واسطے کچھ تو خوف الہی کو دل میں جگہ دوا
عدالت الہی کا وہ بیان کرو اور صرف نیشائی اور صرف دنیوی پاسی کس کام آگئی
باری تعالیٰ عالم الغیب اور نتر یامی اور عادل ہے علیم بذات الصدور ہے۔ راستی
پر اپنے فضل سے آرام کا داتا ہے۔ مسلمان تو اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ سے خالق رازق
مالک عادل رحیم قادر یقین کرتے ہیں بلکہ ایک حجم غفیر مسلمانوں کا عینیت صفات
کا قائل ہے جسے صاف عیان ہے کہ صفات اپنے موصوف سے علیحدہ نہیں
ہو سکتیں۔ گو راقم عینیت صفات کا قائل نہیں۔ مگر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنی صفات سے کبھی خالی نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی موصوف کسی وقت اپنے لایم

صفات سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خالق رازق ہونا بھائی انسانی
پیدائش کے آپ لیتے ہیں تو بتائے مرنے کے وقت انسان کہاں ہوئے ہیں
جبکہ وہ خالق رازق ہوتا ہے۔

ہم زیادہ بحث نہیں کرتے۔ پانچ چھ ہزار برس سے کل مخلوق کی پیدائش کا زمانہ
بکہ انسانی پیدائش کا زمانہ قرآن کریم یا حدیث نبی رحیم سے نکال دیجئے پس اسی پر
فیصلہ ہے۔ تعجب ہے کہ آپ نے خود صفحہ ۲۲ میں ارقام فرمایا ہے۔ ”پہلے مسلم فریقین ہے کہ
کہ پر مشنور اور اسکی صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں ہوا سے ہر بحث کی ضرورت نہیں۔“ پہرین کہتا
ہوں۔ اگر یہ بات مسلم فریقین ہے تو آپ نے صفحہ ۲۲ میں کس بنا پر اسلام کو لازم لگایا کہ
محمدی پانچ ہزار سال اللہ تعالیٰ کو خالق رازق جانتے ہیں۔ غرض اسلام تو اللہ تعالیٰ
کی اتنی مخلوق کا قائل ہے۔ جو حد و شمار سے باہر ہے۔ دیکھو قرآن کریم میں صاف موجود
وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ إِلَّا الْهُوُ - وَلَا يَخِيطُونَ بَشِيئَةً مِنْ عِلْمِهِ

اور مسلمانوں کی مسلم الثبوت اور اعلیٰ درجہ کی کتاب صحیح بخاری میں کمال اللہ تعالیٰ
کے یہہ معنی لکھے ہیں۔

لَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا إِلَّا أَصَابَ بِإِلَهِي أَرَادَ -
منشی لیکھ رام صاحب دیانندی سا فرمایا انکے کسی معین شرماء صاحب یکسی اور ورما
صاحب نے ارواح اور مادہ عالم کے قدم اور مادہ اور ارواح کے غیر مخلوق ہونے پر
مکذیب براہین میں کمی صفحہ لکھے ہیں اور ایسی نئی (اقلیدس) ایجاد کی ہے کہ

۱۵ تیسرے رجب کے شکر کو سو سال کے کوئی نہیں جانتا اسکی قدر علم کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔
۱۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسا ہی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے ایجاد کرتا ہے وہ کام ہو ہی جاتا ہے۔ (بخاری تفسیر سورہ
جم - سجدہ -

مفقود رسالہ کی پوری تلافی کر دی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ واقعی ہندوستان علوم
قدیمہ کا مخزن ہے جس نے اقلیدس کے قبل دعوے اور دلائل کے علوم متعارفہ تعلیم
کئے ہیں اس سے پہلے تو میں نے کہا تھا کہ علوم متعارفہ وہ علوم ہوتے ہیں جو عرفاً
ماننے ہوئے اور علی العموم مسلم ہوں مگر کمز بین کے علوم متعارفہ مانند انکے اور انکو
بہت سے کاموں کے نرالے اور بس ایسا و بندہ ہی ہیں۔ کیونکہ یہ علوم متعارفہ
نہ سب کے سب عرفاً مسلم ہیں اور نہ علی العموم عقول سلیمہ کے نزدیک ممبر ہیں اور
پسند ہیں۔ بلکہ تجز و تین علوم کے اکثر خلط اور اکثر نہایت مہمل اور ضخیم ہیں
اور ہرگز معہودانہما حق کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ خاکسار نے صرف بغرض اظہار
حق انکو مع اپنی کلام کے بیان کیا ہے۔ پہلا علم جو چیز جان ہوتی ہے وہی وہان سے
برآمد ہوتی ہے۔ دوسرا علم جو چیز جان نہیں ہوتی وہ وہان سے برآمد ہی نہیں۔

مصدق میں کہتا ہوں بیان اتنا یاد رہے۔ تمام ارواح اور سارے شیا
جو ظاہری وجود میں آئیں اور آتی ہیں اور آدین گی ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم
میں موجود ہیں اور موجود رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ علیم اور خلیعیر موجود ہے اور اسکا علم
جو اسکی صفت ہے وہ بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سچے اور واقعی ست گنا
ست و ذی حقیقی علم کے مطابق اسکی کامل قدرت سے وہ اشیاء جو اعلیٰ علم میں
موجود ہیں اور موجود نہیں جب اسی تقدیم۔ تاخیر اور ترتیب کے خارجی وجود پر
موجود کہلاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے ہی۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود
ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے۔ اور جو چیز وہان موجود نہیں ہوتی وہ ہرگز
ہرگز برآمد ہی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تمام سموات اور زمین کا خالق اور نور ہے۔

وہی تمام سرشتی اور مخلوق کا پرکاشک ہے۔ عدم محض نہ کسی چیز کا خالق اور نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شے کا جزو نہ عدم محض کوئی مخلوق ہے۔ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے معدوم محض نہ تھی۔ علمی وجوہ کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے بدرجہ خارجی وجود عطا ہوتا ہے۔ جیسے بقول دیانندی پنہ کے پہلے کیونکہ اس سرشتی سے پہلے جو اس پر خاص کے بعد ہوگی وید صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود رہتے ہیں۔ پہر جب مرکب سرشتی یعنی مخلوق پیدا ہوتی ہے اور اگنی۔ وایو۔ سوہج اور انگرہ ملہمان وید (بقول تسلیم کنندگان وید) کو خدا تعالیٰ نے وجود عطا فرمایا وہ وید علم الہی کے مطابق ان چاروں رشیوں کے گیان میں ظاہر ہوئے اور انہیں کے ذریعہ آج متفقہ ان وید کے پاس موجود ہیں۔ لیکن ان ویدوں کے بارہتالے کے علم کے دور موجود ہونے نے اس علیم وخبیر ذات کو ویدوں سے بے علم نہیں کیا بلکہ قہوت ہی وید علم الہی میں ایسے ہی موجود ہیں جیسے پہلے تھے۔ اور مخلوق کے پاس ہی موجود ہیں۔ ایسا ہی یعنی ویدوں کی طرح ساری مخلوق کا حال ہے جو کبھی صرف علم میں ہیں اور کبھی علم اور خارجی وجود دونوں میں موجود ہوتی ہے۔

تیسرا اور چوتھا علم۔ جو کل میں ہوتا ہے وہ جزو میں ہوتا ہے جو کل میں نہیں وہ جزو میں ہی ناممکن ہے۔

مصدق۔ یہ دونوں علوم متعارفہ نہیں بلکہ محض خیالی اور سرسری غلط اعتقادات ہیں!۔ کیونکہ ان علوم میں یہ تفصیل نہیں کی کہ کون کل مراد ہے؟۔ یا بیض یا مرکب۔ مجرد یا غیر مجرد۔ نا تا پرکار کے تو سے رکھنے والا۔ اور انواع و اقسام تو نے کا جامع کل یا ایک توٹ کا منشا؟۔

کذب کچھ تذکرہ اور تفصیل نہیں کی۔ بلکہ دوسرے دعوے کی دلیل سے معلوم ہوا ہے کہ جزو سے ہی اسے ہر ایک جزو مراد لی ہے۔ کیونکہ وہاں کہا ہے۔ ”اگر اذواج خدا کرے تو ہر ایک وح خدا ہوتی ہے۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کذب کا خیال ہے کہ جو کل میں ہے ہر جزو میں ضرور ہوتا ہے۔ صاف غور سے کہل سکتا ہے کہ یہ قول غلط ہے کیونکہ ہم ایک ایسا کل فرض کرتے ہیں جو چار اجزاء میں تقسیم ہے اس کل میں یہ بات موجود ہے۔ کہ اسے ہم کہتے ہیں کہ ہر مرکب ہے۔ ہمیں چار قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ مگر اسکے اجزاء میں یہ بات موجود نہیں۔ اور ایسے کل اور مرکب کے اجزاء کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے اس مرکب کا ہر ایک جزو بھی چار قسم کے اجزاء سے مرکب ہے ایسا ہی بالعکس یعنی چوتھا علم آپ کے علوم متعارفہ سے ہی علی الاطلاق صحیح نہیں کہ جو کل میں نہیں جزو میں ہی نہیں۔“

ایک بڑا موٹا رس فیض کر دو کتنی تاروں سے بنا یا گیا ہو۔ اور وہ موٹا رس ایک کمزور آدمی کو دو اور اسے کہو کہ اسے ہاتھ سے کھینچ کر توڑ ڈال۔ ممکن نہیں کہ وہ کمزور اسٹیل رس کو توڑ سکے۔ اب رس کی ایک باریک تار کو جو اسکی جزو ہے الگ کر لو اور اسی کمزور کو جیسے پہلے کہا تھا کہو کہ اس تار کو توڑ ڈالے۔ تو یقیناً وہ کمزور توڑ دیگا۔ اب دیکھو وہ چیز شکست (جو کل میں نہ تھی جزو میں پائی گئی)۔ اور وہ ٹوٹنا جو کل میں ممکن نہ تھا اسی کل کی ہر ایک جزو میں موجود ہے۔ ہاں بعض صورتوں میں یہ آپکا دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے مگر چونکہ آپ نے کوئی شہید و تفصیل نہیں کی۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپکا یہ علم متعارفہ اپنے عموم اور اطلاق میں صحیح نہیں۔ اور نہ ہمیں ہن ہے۔۔۔

پانچواں علم۔ ”مقدار عین کے برابر حصے کے جاوین تو وہ آپس میں برابر ہونگے۔ چھٹا اگر کسی ناپا پیمانہ مقررہ کے کسی چیز میں کیساں تولی جاوین تو وہ سب ان میں برابر ہوں گے۔“

مصدق چہ علم میں اگر اتنا اور بڑا دیا جاوے۔ ”یا ناپے خاویں“ پھر وزن یا پیمانہ میں برابر ہو گئے۔ تو دونوں علوم صحیح ہیں۔

ساتواں علم اجتماع ضدین باطل ہے۔ یہ دعویٰ ہی علی العموم صحیح نہیں۔
 اپنے ایک جگہ لکھا ہے۔ ”اومی فخر اور آزاد ہے۔“ یعنی انسان بطور ایکے۔ ”آزاد مختار اور غیر آزاد ہے۔“ سبحان اللہ کیسا مجمع اضداد ہے چہت کے نیچے لٹکا ہوا جہاڑ چہت کے نیچے اور ہمسے وہی جہاڑ اور نیچا ہے ہم اُس جہاڑ کو اونچا اور نیچا مجمع اضداد کہہ سکتے ہیں۔
 اجتماع اضداد کے کئی شرطیں ہیں۔ یوں ان شرائط کے اجتماع ضدین باطل نہیں دیکھو علم بحث تھا
 آٹھواں علم۔ قایم کی ربانی صفات قدیم ہوتے ہیں۔“

مصدق۔ یہاں اتنا یاد رہے۔ عربی میں قدیم پرانے کو کہتے ہیں ۹۔ قرآن کریم میں خشک شاع کو قدیم کہا ہے۔

كُنَّا الْعُرْجُونَ الْقَدِيمَ۔ اور اَنَا لَفِیْ ضَلَالٍ الْقَدِيمِ۔

حذا کا نام یا صفت بہ لفظ قدیم قرآن اور حدیث میں مذکور نہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ قدیم کی ذاتی صفات اگرچہ قدیم ہوتے ہیں الا اگر وہ قدیم اپنے بعض ذاتی صفات کے نام لینے میں باختیار رہے۔ اور اپنے منشا اور ارادہ سے کام کر نیا لا ہے۔ اور کیسا اسپر جبر اور اکراہ نہیں تو ایسے قدیم سے یہ بات ممکن ہوگی کہ جب چاہے اپنے ان صفات سے کام لے۔ اور جب چاہے نہ لے۔ فرض کرو ہم گویائی کی ایک ایسی صفت کہتے ہیں جس سے ہم باختیار کام لے سکتے ہیں۔ اگر ہم قدیم ہوں تو یہ بات ممکن ہے کہ جب

۱۔ سو کبھی ہنسی کی مانند۔

۲۔ تو اسی ہنسی پرانی دلیلائی میں ہے۔

ہم چاہیں اس گویائی سے کام لیں اور جب چاہیں نہ لیں جب کہنے اس گویائی سے کام نہ لیا تو ایک وقت ہمارے اس سے کام نہ لینے سے ہماری صفت گویائی پر کوئی نقص عاید نہ ہو گا اور یہ نہ کہا جائیگا کہ یہ صفت گویائی ہی نہیں۔ اس طرح وہ مثلاً آریہ کے نزدیک خدا کا کلام ہے جو اس نے چار آدمیوں کو سرشٹی کے ابتدائیں سکھایا۔ اب بعد اس نے ان کے وہ خدا منظم وید کسی آریہ یا آریہ ورتی سے بات نہیں کرتا۔ اور نہ اب کسی گیان میں اپنا کوئی اور کلام ایسا پرکاش کرتا ہے بلکہ سوائے وید کے اُسے ہی کوئی کلام ہی نہیں کیا۔ اور نہ کسی ملک میں سوائے آریہ ورت کے اُسے کسی کو اپنے مکالمہ اور مخاطب سے سزا فرمایا۔ پس باوجود ایسی خاموشی اور ترک کلام کے آریہ کے نزدیک خدا کی صفت نظم میں کوئی نقص تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بالینکہ حسب اعتقاد آریہ اللہ تعالیٰ سوائے وید کی سنگت اور چار وید کے نہ کہی کچھ بولا۔ اور نہ کہی کچھ لولا۔ پھر ہی ہر قسم کی زبان میں کلام کرینکا سبب شکستہ مان اور قادر مطلق ہے۔ جب صرف وید والی بانی میں کلام کر سکتا ہے اور اسکی صفت کلام صفت قدرت و زبانہ آتی ہیں اسے کوئی نقص نہیں آتا بلکہ وہ ہر طرح پورے قدوس ہے اور نظم و تنگدست تو اگر انسان مخلوق اور موجود ہوا اور باری تعالیٰ کو پہنچ ہی خالق رازق کہیں تو کیا حرج ہے۔ کیا اسکا خالق رازق علیکم ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں !!! - علاوہ برین - ذاتی صفات کے دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک لوازم ذات یعنی ایسی صفات جو ذات سے کہی الگ نہیں ہوئیں۔ اور دوسری وہ صفات جو ذات میں موجود ہوتی ہیں۔ قدیم کے وہ ذاتی صفات جو قسم اول سے ہیں بے ریب قدیم ہیں۔ مگر دوسری قسم کی صفات کا قدیم ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً پندت لیکہ رام کذب کی روح حسب اعتقاد

لیکن ہم نام کے قدیم ہے۔ پر اسکی روح کو پنڈت کے جسم سے جو تعلق ہے وہ بالکل جدید ہے۔
 گو یہ تعلق اسکی روح کی ذات کو ہے اور اس وقت یہ تعلق خاص اور بالفعل اسکی
 قدیم روح کی صفت ہے۔ مگر یہ صفت قدیم نہیں بلکہ حادث اور غیر قدیم ہے۔ کیونکہ یہ
 تعلق ایک قسم کی سزا ہے اور آواگون کی بنیاد جسکو مذہب نے گنہگار صفت نمبر اکابر
 میں برائتوں پر فرمایا ہے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقینی ہے کہ مہمان پرلے کے وقت چھ صفت
 روح میں بالفعل موجود نہ تھی۔ اور نہ پہر اور پرلے کے وقت یہ صفت روح میں موجود رہیگی۔
 تو ان علم صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی۔

مصدق۔ یہ بھی اپنے عموم اور اطلاق میں درست نہیں۔ کیونکہ صفات و قسم کی
 ہوتی ہیں ایک لوازم ذات اور دوسری صفات عرضیہ قسم اول کا جدا ہونا بے شک
 محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے اور وہ صفات موصوف جدا ہو جاتی
 ہیں۔ مثلاً سفید چیز کی صفت ہے سفید ہونا جب اس سفید چیز پر سیاہی پہر دیا جاوے
 تو اس سفید چیز کو صفت سیاہ کا موصوف کہینگے حالانکہ وہ چیز صفت سفید متصف
 رہتی۔ ایک وقت وہ چیز صفت سفید سے موجود رہتی جب وہ صفت موصوف سے جدا
 ہوئی تو پہر وہ موصوف سیاہی سے متصف ہوا۔

کذب کو لازم تھا کہ تفصیل فرماتے۔ بدون تفصیل کے یہ علم غلط ہے یہ بیان
 کرنا واجب تھا کہ قسم کی صفات موصوف سے جدا نہیں ہوتی۔ اور جراثی صفات کے
 کیا معنی ہیں؟ غور کرو!۔ میں ایک مثکم بالفعل انسان ہوں اور تکم بالفعل میری
 صفت ہے جس وقت چپ ہوں گا اس وقت کوئی بھی مجھے تکم بالفعل سے موصوف
 نہ کہے گا۔ جب کلام کروں گا پہر تکم بالفعل ہو جاؤں گا۔ دیکھئے تکم بالفعل کی صفت کہی

مجھ میں موجود ہوتی ہے اور کبھی مجھ سے جدا ہوتی ہے۔ پس صفت موصوف سے جدا ہو گئی۔ اور بکذبح قاعدہ غلط ثابت ہو گیا۔ غرض یہ کہ صفت موصوف سے الگ نہیں ہوتی۔
بدون کسی تفصیل کے اپنے عموم پر صحیح نہیں ہو سکتا۔

دسوان علم۔ علم معلوم کے بغیر نہیں ہوتا۔

مصدق۔ یہ علم ہی آپ کے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے۔ الا کہ یہی اس معلوم کا جو بد صرف علم میں ہی ہوتا ہے۔ اور کبھی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود ہی لاحق ہوتا ہے۔ دیکھو وید مہان پرے کی وقت بقول تمہارے صرف علمی وجود رکھتے تھے اور صرف باری تعالیٰ کے علم میں موجود تھے۔ اور اب آیت باوجود وجود علمی کے جو علم الہی کے باعث ہے ایک اور وجود ہی رکھتے ہیں مثلاً ان آریوں کے گیانوں میں ہی ان کا وجود ہے۔ یا سریشٹی کی ابتدا میں۔ اگنی۔ وایو۔ سوچ۔ انگرہ کی گیان میں اور باری تعالیٰ کے گیان میں ہی ان کا وجود تھا۔ غرض فید دونوں جگہ موجود تھے۔ یہ نہیں کہ ابتدا باری تعالیٰ کے علم میں تھے۔ اور جب باری تعالیٰ نے ان چار ریشٹیوں کو سکھلایا اور ان کے گیان میں ویدوں کو پرکاش کیا تب خود جاہل ہو گیا اس طرح الہی معلوم جو الہی علم میں موجود تھا جب خارجی وجود سے موجود ہو گیا۔ علمی وجود سے اس کا معدوم ہو جانا ممکن نہیں ہاں خارجی وجود سے پہلے صرف وہ معلوم علمی وجود سے موجود تھا۔ پھر جب خارجی وجود عطا ہوا تو دونوں وجودوں سے موجود ہے۔

گیارہوان علم۔ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مرے گا۔ اور جو پیدا ہوا ہے وہی مرے گا۔

مصدق۔ یہ علم علوم متعارفہ میں سے دو جملوں پر منقسم ہے۔ اس علم کا دوسرا جملہ

مکذب نے یا تو کسی اپنے معمولی خیال پر لکھ دیا ہے۔ کیونکہ مکذب اور ان کے
 ساتھیوں کا خیال ہے جو پیدا ہوا وہ ضرور مر گیا۔ اور مانتے ہیں کہ ہر حادث کو فنا ضروری
 ہے۔ اگرچہ اس جملے کے الفاظ سے یہہ مضمون نہیں نکلتا۔ کیونکہ اس جملے میں ضرورت
 کا لفظ موجود نہیں۔ الا مکذب کی روش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہی جملے ہیں یا اس
 منہو فی الذہن جملے کا یہ منشا ہے کہ فنا اسے ہی ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا تو بات
 سچ ہے یعنی اگر فنا طاری ہوئی تو اسی حادث پر ہی طاری ہوگی جسکا وجود کہیں سے
 آیا اور اگر پہلے مرنے لئے ہیں کہ جو چیز پیدا ہوئی اوسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی۔ تو اول
 تو یہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہیں۔ دوم اس میں یہ جملہ غور کے قابل ہے۔ بلکہ
 اپنے عموم پر غلط ہے اس لئے کہ فنا کے معنی اگر بالکل معدوم ہو جائیکے لین تو جملہ قابل
 برمان اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور محتمل ہے کہ خالق کسی مخلوق چیز کو خارج میں
 بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اس احتمال کو روک سکتا ہے؟ پس ہر ایک جو پیدا ہوا
 وہ ضرور نہ مرا۔ مثلاً اجسام کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ وہ مرکب اور مخلوق ہیں۔ اور کہ
 کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا کلی فنا علی العموم اس طاری نہ ہوگی
 بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کر کے فنا نہ کرے حتیٰ کہ اسمیں تغیر ہی کچھ نہ پائے
 مان موت اگر ایک خاص تغیر ہے مخلوق پر آئینا لا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔
 كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

تو ممکن ہے کہ مکذب کی بات کچھ بن جاوے البتہ جنت میں پہنچ جانے والے تشریف کا تغیر
 نہ پائیں گے۔ انکا تیر ترقی کی طرف ہوگا اس واسطے باری وعدہ فرماتا ہو۔ وَلَكِنْ يَتَعَرَّضُونَ

لِلْهَلَاكِ وَالْمُوتِ لَمَّا قَضَىٰ إِلَيْهِمْ سَعَتَهُمْ فَهُمْ لَا يَسْتَنْصِفُونَ۔

کیمسٹری والوں کا یہ ہول کہ مرکب ایک حالت پر نہیں رہتا ایسے شک صحیح معلوم ہوتا ہے۔
مکذب کا دعوہ۔ (۱) پیشور قدیم ہے اور اسکی سب صفات۔ علم اور ارادہ قدیم ہے (۲)۔
 اسواسطے اگر وحین نامادی زمانہ یا دین تو خدا کی صفات زایل ہوتی ہیں۔ اسپر دلیل یہ ہے۔ (۳)
 چونکہ یہاں مسلم فریقین ہے کہ پیشور اور اسکی صفات۔ علم اور ارادہ قدیم ہیں۔ اسواسطے اسپر بحث کی
 ضرورت نہیں (۴) اور اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا۔ پیشور جو مالکیت راز قیامت اور
 عادلیت میں جہیم در کریم وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ کیا یہ صفات جدید اور حادث ہیں؟ (۵)
 کیونکہ اگر وحین قدیم نہیں تو سب صفات حادثہ لگے ہی قدیم نہیں رہیں گی۔ جو بموجب ۸-۹ و ۱۰ علوم
 متعارفہ کے ناممکن ہے۔ (۶) اسواسطے رو حین قدیم اور نامادی ہیں (۷) اور نامادی پرمان
 کی نامادی قدرت اور قبضہ میں موجود ہیں (۸) حادث نہیں اور یہی ہمارا دعوہ ہے۔
مصدق۔ جواب دینے سے پہلے اتنا کہنا بیوقوف نہ ہو گا کہ میں تہلیل کی خاطر
 مکذب کے فقر و نیز علیحدہ علیحدہ نمبر دیئے ہیں اور یہ امر ہی مد نظر رکھا ہے کہ اس کے
 قول کی بار بار نقل کرنے کی ضرورت نہ رہے مکذب کا یہ دعوہ دو جزو پر منقسم ہے۔
 دعوہ کی جزو اول کی دلیل یہ دی ہے کہ دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ جزو
 مسلم فریقین ہے اسکو بحث سے بے نیازی حاصل ہے جیسے مکذب کی دلیل کی خبر و اول
 سے جو اس کے فقرہ نمبر ۳ میں ہے ظاہر ہے پہر دلیل کی جزو دوم نمبر میں
 فرماتے ہیں۔ اگر قدیم نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا۔ مطلب یہ کہ اگر قدیم تسلیم نہ کرے
 تو حدوث مانو گے۔ مگر فیسوس البطلان حدوث صفات پر کوئی دلیل نہیں دی۔
 صرف استفہام کر کے سکوت کیا ہے جس سے آخر یہی پایا گیا کہ بطلان حدوث صفات
 باری اور ثبوت قدم صفات مسلم فریقین ہے اس پر کوئی حاجت دلیل کی نہیں مگر

میں فحش کرنا ہوں کہ ہر اس دوسرے جملے کے بڑھانے کی کیا ضرورت تھی غرض بات یہی رہی کہ پریشور اور اسکی سب صفات تسلیم فریقین قدیم میں ملز کے نزدیک دلیل کی ضرورت نہیں پھر ہنر میں فرماتے ہیں۔ اگر روچین قدیم نہیں تو سب صفات ہی قدیم نہیں کیا اچھی منطق تھی اگر اس کے ساتھ یہ ثابت ہو جاتا کہ روچین باری تعالیٰ کی صفات میں!۔ مگر افسوس کہ فریقین میں سے کوئی بھی روحوں کو تمام صفات پرستیا کا ہونا تسلیم نہیں کرتا۔ نائنم برین منطق و آفرین برین دعوے ہمہ دانی۔ اپنے ذہن سے جو فرضی تسلیم کئے ہوئے توہمات اور خیالات کے قبضہ میں آچکا ہوا ہے ایک خیالی بے بنیاد دعوے تراشا اور پھر اس پر یقینی دلائل کو مبنی کرنا! کیا خوب فلسفہ ہے! کس نے اور کس دلیل کی بنا پر اسے تسلیم کیا ہے۔ کہ اگر روچین قدیم نہیں تو سب صفات ہی قدیم نہیں۔ اور روحوں کو سب صفات الہی کون مانتا ہے؟۔ اپنے علوم متعارفہ میں تو یہ فرمایا تھا کہ قدم کے سبب اتنی صفات قدیم ہوتے ہیں۔ اور یہاں بدول امتیاز ذاتی صفات اور غیر ذاتی کے عام طور پر فرما دیا میرے علم میں تو یہ آتا ہے کہ یہاں بہت کچھ کلام آپ کے دل ہی میں رہ گیا۔ جو صفحہ قرطاس پر نہیں لکھا گیا۔ لازم یہ تھا کہ آپ جتنا تفصیل کرتے ہم ہی چپ ہتے۔ مگر باین غرض کہ بحث سے پہلو تفتیش حق مقصود ہے خود ہی تفصیل کے شغل ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان ضعف قوت بیانی کے باعث اپنا ماننے الضمیر بوجہ احوال اد نہیں کر سکتا مان روشن دماغ کے لئے ضرور اپنی کلام میں کچھ قرآن ایسے چھوڑ جاتا ہے جسے وہ اپنے ذکاوت سے موزون کر دیتا ہے میرے نزدیک آپ کے اس مجمل کلام کا مدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حین قدیم میں تو پریشور قدیم کا لفظ اور لکھنے کا ان کے حدوث سے پہلے کی طرح خالق اور انکا عالم اور انکا رازق بھی نہوگا۔

مگر جنہیں میں پوچتا ہوں۔ یہ اجسام مرکبہ مع ترکیب موجود کے قدم میں موجود تھے نہیں؟
 اور قدم اور ازل میں آپکی بھجوں جسکو آپ اسوقت بھوک رہے ہیں اور وہ بھجوں
 جو آپ بعد اس بھجوں کے بھوگینگے موجود تھیں یا نہیں؟۔ اگر موجود تھیں تو ظاہر ہے آپکی
 بھجوں اور اور بھجوں میں جو بھوگئی قدیم میں کسی عمل کی سزا یا جزا نہیں اور نہ الہی خلق میں۔
 اسی سے مسئلہ بنا سناں اور مسئلہ سزا جزا کا لکلی استیصال ہو جاتا ہے اور قدم میں اگر موجود
 نہ تھیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ان سے پہلے ان خاص بھوگیا خالق تہا تھا؟۔ اگر تھا تو
 عالم بدون معلوم اور رازق بدون موزوق اور خالق بدون مخلوق کیسے ہو گیا؟۔ اور
 اگر نہ تھا تو اب کیسے انکار رازق عالم اور خالق ہو گیا؟۔ حالانکہ بقول آپکے اوکلی سب
 صفات قدیم ہیں!۔ جنہیں اگر روح حادث مانی جاوے تو اللہ تعالیٰ کی صفات
 اور اثر اور اجزاء اور پورترتا پر کیا نقصان عاید ہوتا ہے؟۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ پرلے
 کے وقت جب ارواح آپکے خیال میں بالکل انہ میں ہوتے ہیں اور پرمانو بالکل الگ
 الگ ہوتے ہیں اسوقت باری تعالیٰ کس چیز کا خالق اور کس چیز کا رازق اور کس
 مرکب کا عالم رہتا ہے؟۔ اور کس طرح سزا یا جزا والا قرار پاتا ہے؟۔ یاد رہے صفات
 کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک لوازم ذات جو ذات سے الگ نہیں ہوتے ان کو
 صفات حقیقیہ اور ذاتی صفات ہی کہتے ہیں۔ اور دوسری صفات اضافیہ۔
 یہ صفات ہی ذات کی صفات کہلاتی ہیں مگر لحاظ کسی اور چیز کے اور تیسری صفات
 اضافیہ محضہ جنکو عقل اور اور اک ہی صرف لحاظ کر سکتا ہے۔ صفات حقیقیہ اور ذاتیہ
 تو ضرور ہے کہ ذات اگر قدیم ہے تو صفات ہی قدیم ہوں۔ اور اگر صفات قدیم
 ہیں تو ذات ہی قدیم ہو۔ مگر صفات اضافیہ اور اضافیہ محضہ میں یہ بات نہیں ہوتی۔

کیا معنی کہ صفات اضافیہ کے تغیر سے ذات میں تغیر نہیں آتا۔ مثلاً شاہدہ میں یہ کہہ لو۔
 زید عمرو کے آگے بیٹھا ہے پس زید کو تقدم اور عمرو کو تاخر کی صفت لاحق ہے۔ جب عمرو
 زید کے آگے ہو بیٹھا اور معاملہ بالعکس ہو گیا تو ظاہر ہے کہ اس تغیر۔ صفت تقدم سے جو
 تاخر کے ساتھ بدل گئی زید کی ذات میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ اور باری تعالیٰ کی
 نسبت زید کا پیدا کرنا عمرو سے پہلے اور عمرو کا پیدا کرنا زید کے پیچھے ہے۔ اگر وہ قادر مطلق
 عمرو کو پہلے زید کے پیدا کر دے۔ تو اسکی ذات میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ پس آپ کا فرہمانا
 کہ پر مشور کی سب صفات قدیم میں کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ صفات اضافیہ متبیین
 ہوتی ہیں اور متبیین متبیین کو چاہتی ہیں جب متبیین میں سے ایک حادث ہو تو بہرہ
 صفت جو اس متبیین کے باعث پیدا ہوئی ضرور حادث ہوگی۔ پس آپکا یہ فرمانا کہ پر مشور
 کی سب صفات حسب تسلیم فریقین قدیم ہیں علی العموم صحیح نہیں۔ غور کیجئے اسی موجود شئی
 کے ابتدا میں۔ جب تک گنتی سورج اور دایو وغیرہ مہاتما ملہان وید پیدا نہ ہوئے تھے
 اسوقت صفت لکھ وید ہمارا اس گنتی اور سورج اور دایو باری تعالیٰ میں بالفعل وجود
 نہ تھی۔ جب ان لوگوں نے اپنے اعمال کے نتیجے میں جنم پایا اور الہام کے قابل ہوئے
 تو انکے گمان میں ویدوں کا پرکاش کیا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے ویدوں کا ملہان
 وید کے گمان میں پرکاش کیا۔ اسوقت سے پہلے یہ صفت بالفعل وید کے
 پرکاش کر نیکی نہ تھی بعد پرلے کے بالفعل وید کی پرکاش کر نیکی صفت بالفعل
 کو لاحق ہوئی اور اسوقت کے بعد آپ لوگوں نسبت وید یا کسی اور کتاب الہام
 اور پرکاش کرنے کی طاقت اور صفت اس سرشت کیتان پر مشور میں نہیں رہی۔
 تو اب خوب سمجھ لیجئے کہ آپکا فقرہ منبر چہ اور منبر آٹھ صرف ایسے دعوے ہیں جو دلیل

نہیں کہتے اور فقرہ نمبر سات کو آپ کے دعوے یا دلیل سے تعلق نہیں ہے۔
 مکذب کا دعوے نمبر ۱۰۔ ”روحین مجرّد اور غیر مرکب جن میں ہیں۔ اس واسطے انکی پیدائش نہیں ہو سکتی۔“
 اب اس انوکھے دعوے کے ثبوت میں آپ کے عقلی دلائل ملاحظہ ہوں۔ ”نمبر ۱۰۔ پیدائش دو طرح کی
 ہوتی ہے۔ ایک اپنے آپ سے دوسرے کسی غیر سے۔“ ”نمبر ۱۰۔“ اپنے آپ سے پیدائش دو طرح ہوتی ہے۔ ایک
 یقینی۔ دوسری وہی یقینی جیسے کوئی اپنا حصہ کاٹ کر ایجاد کر کے بنائی جاوے۔ وہی جیسے
 اندھیری رات اور تنہائی میں ہو شاپریت چڑیلوں کے غلط خیال ہوتے ہیں ”نمبر ۱۰۔“ اگر بانظر
 مانا جاوے۔ کہ روحوں کو خدا نے پیدا کیا۔ تو فی الفور سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیوں؟ اور کس چیز سے؟
 اور کب؟ ”نمبر ۱۰۔“ اگر یہ جواب دیا جاوے کہ اپنے قدرت کے اظہار کی واسطے اپنے جسم سے کوئی ٹکڑا
 کاٹ کر جب چاہا بنایا یا جب سے خدا ہے تب سے بنایا ”نمبر ۱۰۔“ تو یہ اعتراض آتا ہے کہ کیا خدا
 پر اس سے پہلے اسکی قدرت پوشیدہ تھی یا ظاہر۔ صورت اول غلط۔ صورت ثانی ”فعل عبث“
 ”نمبر ۱۰۔“ اور اپنے جسم سے روحیں بنا کر بدی اور برائی کے نقشہ کی کیفیت ہو جاتی اور ہر ایک
 روح خدا شہرتی ہے۔ جو خلاف عقاید فریقین ہوئے باطل ہے۔ اور علاوہ برین اس طرف کمی آجاتی
 ہے۔ اور آمدنی کے ہونے سے خدا منقسم ہو جاتا ہے۔ ”نمبر ۱۰۔“ اور یہ کہ جب چاہا بنالیا۔ اور
 سے خدا ہے تب سے بنایا۔ دونوں شقوق باطل ہیں کیونکہ چاہا بغیر خواہش کے نہیں ہوتا۔ اور خواہش
 اپراپت کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج اور کمزور ثابت ہوتا ہے۔ جو بوجہ یہ فریقین کے
 باطل ہے۔ ”نمبر ۱۰۔“ جب سے خدا ہے تب سے بنایا اناویت کو ثابت کرتا ہے۔ مگر بانی کی تردید کیونکہ
 نقد تم تاخر مانع اور مصنوع ضروری ہے۔ اس واسطے بنا نا ثابت نہیں ہوتا بلکہ جو علم متعارفہ
 نمبر ۱۰ کیونکہ عالم و معلوم و عالم۔ لازم ملزوم میں اور جو علم متعارفہ ”نمبر ۱۰“ کے صفت موصوف
 سے جدا نہیں ہو سکتی اور نہ جو علم ”نمبر ۱۰“ کے مغلوبات کے بغیر علم ہو سکتا ہے۔ اس واسطے

ثابت نہوا کہ روحین انا دی میں اور نہ انکی پیدائش ہو سکتی ہے۔ اور یہی مطلب تھا۔
 بمصدق دلیل میں تو اپنے مشق کے طو مار لگا دئے مگر روح کے مجر و غیر مرکب و جین ہو نیکی دلیل کا
 تذکرہ تک ہی نہ کیا۔ جو آپکا اصلی دعوے تھا۔ شاید جوش میں آکر اصل مطلب کو پہل
 گئے۔ اپنے پیدائش کو دو حصوں پر حصہ کیا ہے۔ ایک اپنے آپ سے۔ دوسرے غیر سے۔ اور
 ان دونوں قسموں کے معنے ہی دلیل میں بیان فرمائے ہیں۔ مگر ہم لوگ اس حصہ کے
 قائل نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ پیدائش کی تین قسمیں ہیں ایک پیدائش خالق کی اپنے
 مخلوق اور اس مخلوق کے مادہ کو اپنی کامل شکستی (قدرت) سے۔ اور دوسری پیدائش
 اپنی غیر سے جیسی ہماری پیدائش عینا صر سے۔ اور سوم۔ پیدائش اپنے آپ سے جیسا
 تھے خود بیان کیا۔ پس پیدائش کی تین قسمیں ہوئیں۔ نہ دو جیسے تھے کہی ہیں ان
 تین قسم میں سے پہلی دو قسم کی پیدائش کا ماننا عام مسلمانوں۔ پران والوں۔
 حکماء اور فلسفیوں۔ یہودی اور عیسائی مذہب والوں کا اعتقاد ہے۔ تیسری قسم کی پیدائش
 ہی۔ ان ہی لوگوں سے بعض وحدت وجود۔ اور ویدانتیوں کا اعتقاد ہے۔ فہموس
 ان قسم میں سے آپ کسی ایک کا ہی ابطال کر سکے۔ بدست آپکی دلیل کا پہلا مغلط
 ہوا۔ کیونکہ آپ پیدائش کی کل دو قسم مانتے ہیں! حالانکہ نفس پیدائش تین طرح کی ہوتی
 ہے اور ہر پر میں اپنے بیوجہ تفصیل لکھی ہے جسکی کچھ حاجت تھی۔ پہر آپ فقرہ نمبر ۱۴
 میں لکھتے ہیں۔ ”روح کو کیوں۔ اور کس چیز سے اور کب بنایا ہے؟“ شوق اول کا جواب
 یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا۔ کہ اسکی کمال طاقت اور اعلیٰ
 درجہ کی قدرت اور اسکی صفات کا مقتضا پورا ہو۔ اور وہ شمر ثمرات ہوں۔ اور
 اسلئے ہی کہ انسان ان اشیاء سے فائدہ اٹھائے اسلئے ہی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے

مشق دوم کا جواب یہ ہے کہ جسے محض اپنی قدرت کے زور سے بدون کسی مادہ سابقہ کے پیدا کیا۔ اگر کہو یہ محال ہے۔ کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو ہم بھی بدون مادہ بنا سکتے تو یاد رہے وہ انویسیم کردہ ہماری مثل نہیں، اور کسی قدرت ہماری قدرت کی مانند نہیں جو چیز پہلے نہ ممکن معلوم دیتی ہے ضرور نہیں کہ اسے بھی ناممکن معلوم کردہ قادر مطلق اعلیٰ درجہ کی صفات سے متصف ہو۔ دلائل مثل الاسے ہے۔

مشق سوم کہ اللہ تعالیٰ نے روح کو کب پیدا کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سوال کچھ روحانی فوائد پر مشتمل نہیں۔ ہوا سے کسی الہامی کتاب میں تو اس کا جواب نہیں آیا۔ لیکن اگر ہم جواب میں یہ کہیں کہ حیوانیت اور شہیاد کے مواد بنے۔ اس وقت یا اس سے پہلے یا بعد میں روح کا بتنا ہی شروع ہوا۔ تو بتائی کہ اس جواب میں کیا اشکال ہے؟ اور اس پر کیا اعتراض ہے؟ اگر ہم جواب دوم یہ کہیں کہ باری تعالیٰ نے روح کو عنایت سے بنایا تو اس پر کیا اعتراض وارد کر سکتے ہیں؟ غایتہ مافی الباب یہ کہ عناصر حیوانیت نہیں۔ اور روح حیوانیت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انکی خاص ترکیب چھتتا کا فیض ہوتا ہے جیسے سورج۔ اگنی۔ والیو۔ اور انگرہ کے پیمانہ جمع ہونے کے بعد خدا تعالیٰ وید کو پرکاش کرتا ہے۔ اسی طرح عناصر کی خاص ترکیب چھتتا کا فیضان ہوتا ہے۔ اور یہ ہر قسم کے سوال کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ایک مادہ نے حیوانیت یا نباتیت یا دونوں قسم کی غذا کھائی ان میں سے ایک حیوانی میٹیرل بنتا ہوا۔ اور وہ اس کے جسم میں گیا۔ اور اسی قسم کے مواد سے ترکیب میں ایک حیوانی میٹیر

پیدا ہوا جب یہ میٹیر جو نہ میں پیدا ہوا تھا اس جسم والے میٹیر سے خاص حالت اور خاص وقت پر ملا۔ اسی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بن گئی۔

غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے۔ اور مختلف ارواح کی پیدائش کے واسطے
تجلیات و قات میں جنکو ہم ذرا اپنے مشاہدہ میں دیکھتے ہیں *

ہم نے اپنے نزدیک استی اور صفائی سے ان فضول سوا لوں کو روح کیوں کس خیر سے
اور کب بنی (مختصر مگر معقول جواب دے دیئے ہیں پورا اعتماد ہے کہ کجکل کا ترقی یافتہ
سائنس ہی اس میں ہمارا سوتیلہ ہے۔ اگر کوئی انصاف کی آنکھ رکھتا ہو تو خوب سمجھ لے گا۔
دلیل نمبر پیر عرض ہے۔ قادیان مطلق نے ان مقدمات اور مخلوقات کو اسلئے بنایا ہے
کہ اسکی استحکم اور سچی قدرت کے آثار ظاہر ہوں۔ اگر اسکی قدرت ہوتی اور اسکی قدرت
کے آثار نہ ہوتے تو اس قدرت کا وجود ہی کیا ہوتا؟ حسیطرح روشن چیز کو روشنی دینا ضرور
ہے۔ سیطرح قدرت کو اور کامل طاعت کو اپنے مقتضا کے مطابق آثار کا ظاہر کرنا ضرور
ہے۔ ماننا فرق ہے کہ بعضے اشیاء اپنے خواص کے ظہار میں مختار ہوتے ہیں اور بعضے
غیر مختار اور مضطر۔ باری تعالیٰ کو اپنی صفات کی تاثیرات کے اظہار میں اختیار
اور اضطرار نہیں جب چاہے اسے کام لے اللہ تعالیٰ دنیا سے ورا اور اس سے
بائیں ہے۔ دنیا مکمل موجودات کے مخلوق اور وہ دنیا کا خالق ہے اور اعتقاد لہم نیل
خالق اور رازقا۔ چنانچہ کلاماً سچ ہے جو بھلاہم صرف اہل اسلام کو حاصل ہے *

دلیل نمبر پین گزاریش ہے۔ قادیان مطلق پر اپنی قدرت ہمیشہ ظاہر ہے کبھی شہ
نہیں مگر اپنے جو کہا کہ اگر ظاہر ہی تو فضل عبت کریم فقرہ ہی عبت ہے۔ اور لاریب فعل
عبث ہو کچھ معنی نہیں رکھتا۔

دلیل نمبر کی نسبت عرض ہے۔ باری تعالیٰ کو کسی الہامی کتاب میں جسم نہیں کہا گیا۔
پس ایک سا تار و پود ہی ادھر بٹ گیا۔

ولیل نمبر ۷۔ مین مکذب نے دو شقیں بیان کی ہیں۔ اول۔ ”جُب جانا بنا لیا“ دوم۔ ”جُب سے
 بارئِ تعالیٰ ہے تیسے بنا لیا“ پہلی شق پر پہلے عرض کیا ہے کہ خواہش پر اپنا پت یعنی غیر میسر کی ہوتی ہے
 یہاں عرض صحیح نہیں۔ ارادہ اور خواہش کبھی پر اپنا پت ہوتی ہے اور کبھی پر اپنا پت ہونیوالی
 یعنی ایسی خیر پر ہوتی ہے جو میسر ہو سکے بارہمی تعالیٰ کی سب خواہشیں چونکہ پر اپنا پت اور
 میسر ہو سکتی ہیں۔ اسلئے ایسی خواہش کا ہونا اس میں نقص نہیں بلکہ کمال ہے۔ دوسری شق
 کا بیان فقرہ نمبر مین کیا ہے۔ ”ہر کا جواب ہم دمان دیتے ہیں۔ فقرہ نمبر مین کہا ہے جیسے
 خدا ہے تب سو بنا یا نادیت کو ثابت کرتا ہے“ یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کا بنا لیا
 ماننا دنیا کی نادیت کو طائل کرتا ہے۔ ہرگز ثابت نہیں کرتا۔ جب سمجھو دنیا کا خالق بارئِ تعالیٰ کو
 اعتقاد کیا اور یقین سے کہا کہ وہ تمام دنیا کا آدمی مول ہے تو یہ پہلے ہی دنیا شریٰ کی
 رچی ہوئی مانی گئی۔ نہ نادادی۔ سوچو تو پھر بنانے کی تردید مین اپنے لکھا ہے ”صلوات اور
 مین تقدّم اور تاخر ضروری ہے“ اس واسطے بنا نا ثابت نہیں۔ یہ نہایت درجہ کا قیاسی فقرہ
 ہے۔ اسلئے کہ تقدّم اور تاخر کے بہتے قسم ہوتے ہیں ایک تقدّم علت تامہ کا اپنے معلول
 پر اس تقدّم سے اللہ تعالیٰ کا اس دنیا کو بنا نا اور اسکی علت ہونا اور خالقیت ثابت ہو
 اور یہ تقدّم صفت کو خوف سے علیحدہ کر نیکا باعث نہیں۔ اور نہ اس تقدّم سے علم کا بغیر
 معلوم کے ہونا لازم ہے۔ سوچو تقدّم کبھی بالرتبہ ہوتا ہے اور کبھی تقدّم طبعی اور کبھی بآزما
 آپس کس تقدّم کو سمجھ کر چلا رہے ہیں! اور انشاء اللہ ہم اپنے اس خط مین جو اس کتاب کے
 اخیر مین ہو کا تقدّم کی تفصیل کرینگے۔

مکذب۔ ”یہی سے یہی نہیں ہو سکتی“ اور ”یہی سے یہی ہو سکتی ہے“ اس واسطے
 روحین نادادی ”مین“ یہی کے معنے یہ ہیں جو کچھ نہیں اور یہی کے معنے جو کچھ ہو۔ نمبر ۱۸

روحین نہ تہیں تو کہیں ہی نہ ہو گی۔ اور بموجب علوم متعارفہ نمبر ۱ کے وہ اس عدم خاند سے
برآمد ہی نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ بموجب علوم متعارفہ نمبر ۱ جو چیز جہاں ہوتی ہے وہی وہاں سے اب
ہوتی ہے۔ نمبر ۲۔ چونکہ روحین اب موجود ہیں اس واسطے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ پہلی ہی
کہیں تہیں ورنہ اب بھی نہ ہوتیں ۱۔ نمبر ۳۔ اور عدم انہی کی طرح جائزہ نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ
روحین انادی نیستی سے ہستی ہیں نہیں آئیں۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مقصود تھا۔

مصدق۔ مکتبہ دلیل کے فقرہ اول میں نیستی کے معنوں میں یہ کہا ہے کہ
جو کچھ نہیں۔ اور نمبر ۱ میں اپنے فرمایا کہ اگر روحین نہ تہیں تو کہیں ہی نہ ہو گی۔ ان دونوں میں
میں غور کر نیسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہ منشا ہے کہ اگر روحین کسی قسم کا وجود
نہیں کہتی تہیں تو وہ موجود نہیں ہو سکتیں۔ مگر مکتبہ صاحب یاد رکھیں کہ اہل اسلام
کے نزدیک روحین قبل از وجود و وجود خارجی۔ باری تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں
اور علمی وجود سے موجود ہیں ارواح کا خارجی وجود باری تعالیٰ کی کامل قدرت کا
نتیجہ اور اس کا اثر ہے۔ بطور آپکے ہی ہم کہتے ہیں ارواح محض نیستی سے بہت میں
نہیں آئے۔ بلکہ علمی وجود سے انکو خارجی وجود بھی عطا ہوا۔ گویا ہستی سے ہستی
ہوئی نہ نیستی سے ہستی۔ ولینہ الحمد یہ دعویٰ کہ نسیجی ہستی نہیں ہو سکتی۔ یہ محیل فقرہ جو اس کے
دو معنی ہو سکتے ہیں اول نیستی کسی ہستی کا مادہ نہیں ہوتی دوم نیستی ہستی کی علت فاعلی
اور خالق نہیں ہو سکتی۔ اب ان دونوں معنوں میں سے کوئی سے معنی لو۔ کوئی بھی ارواح
کی انادی اور اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہونے پر چسپان نہیں اول معنی کہ
ہستی کسی ہستی کا مادہ نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں سچ ہے۔ مگر جب ارواح موجود ہیں۔ تو
انکے موجود ہونے کی تو یہی صفتیں ہیں کہ انکا مادہ موجود ہو گیا یا موجود ہے اور ارواح

مخلوق ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ارواح کا مادہ یا وہ مخلوق ہوئی۔ کوئی۔ معذوم
 شے ہرگز موجود ارواح کا مادہ نہیں۔ اور کوئی ایسی چیز نہیں کہ اُسکے اجزا اور مادہ موجود
 اور وہ چیز نیسی یعنی کچھ ہی ہو۔ اور دوسرے معنی پر کہ نیسی جو کچھ ہی نہیں ارواح کی علت
 نہیں اور نہ ممکن ہے کہ عدم محض ہمارا یا ہمارے ارواح کا خالق ہو۔ بلکہ ہمارا خالق اور
 موجود۔ اور سب سے موجود ہے۔ اُسی موجود حقیقی اور سب کی طاقت اور قدرت سے ہر
 وجود حرکت ہوا۔ پس اگر آپ کے دعوے کے یہی معنی ہیں تو آپ کو اس بے فائدہ دلیل
 کی کوئی ضرورت نہ تھی اور پھر آپ کا دعوے اور دلیل ایک ہے! تعجب ہے؟ آپ کو دلیل
 میں لکھا ہے۔ عدم ان پر کسی طرح طاری نہیں۔ اور دلیل کا یہ خروار یہ دعوے بلا دلیل
 چھوڑ دیا۔ اور جو آپ نے ثابت کیا اور وہی آپ کا مقصود تھا۔ وہ جینہ آپ کا دعوے نہ تھا۔
 کیونکہ آپ کے دعوے میں روح کا ذکر بھی نہیں مقصود میں ثابت کیسے کیا۔

دعا غور کیجئے آپ کی دلیل کا ایک اور نتیجہ آپ کو سناؤں۔ مان غور کیجئے۔ خود بدولت

منشی لیکچرہ ام شیاری ساتھ اس ترکیب موجودہ اور نہایت صلاہت کے جو ابہادوں

سمت ۲۷ میں انکو حاصل ہے۔ اور اب موجود ہیں۔ اس ترکیب اور اس نہایت کے ساتھ ہم

میں آئیے پہلے کہیں موجود ہے یا نہ ہے۔ اگر نہ ہے تو ضرور کہیں ہی ہونگے۔ اور

موجب علوم نمبر ۲۰ وہ عدم خانہ سے برآمد نہیں ہو سکتے کیونکہ بموجب علوم متعارف نمبر ۱

جو چیز جہاں ہوتی ہے وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ اب وہ بائیں شکل موجود

ہیں اس واسطے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی بائیں شکل کہیں تھے۔ اور یہی

شکل کے ساتھ تھے۔ ورنہ اب بھی اس شکل کے ساتھ نہ ہوتے۔ اور اس صورت عدم

بھی ان پر کسی طرح جائز نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ منشی صاحب رحم میں آئیے پہلے کہیں

ہئیت موجودہ تھے۔ نیستی سے ہستی میں نہیں آئے۔ مگر اب تعجب یہ ہے کہ وہاں
 بہین ہئیت تنابر جسم لیکر کیسے داخل ہوئے۔ ۱۔ اور جب بت آئی جہنم بدلا۔ تو اگر
 جینوٹی کا جسم انکو مرحمت ہوا تو اسکے رحم میں بہین ہئیت جو قدیم ثابت ہوئی
 کیسے داخل ہوئے کیونکہ موجودہ ہئیت کی نیستی بقول آپ کے ممکن نہیں۔ اگر جاسا
 نکذیب میں سے کسی صاحب کو خیال ہو کہ منشی صاحب لمحاظ اپنے ہر دو اجزا کے جو
 مادہ اور روح میں پہلے موجود تھے۔ یا جن جسم اور ہئیت کذا ائمہ تو انہیں یا درجہ
 اہل اسلام کے نزدیک بھی روح لمحاظ علم الہی پہلے موجود تھی معدوم محض نہ تھی۔
 نکذیب۔ روضین ابدی ہیں۔ اس واسطے ازلی یا انا وہی بھی ہیں، دلیل یہ ہے نمبر ۱
 ابدی ہوا مسلم فریقین ہے۔ اس واسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں نمبر ۲۔ ابد کے معنی وہ زمانہ
 جسکی انتہا نہ ہو۔ اور ازلی کے معنی وہ زمانہ جسکی ابتدا نہ ہو۔ نمبر ۳۔ ان مقام غور ہے کہ ابدی
 روحیں کیوں ای ہیں وجوہ ظاہر ہیں۔ نمبر ۴۔ اول وہ مرکب ہیں کہ ترکیب پذیر ہوں
 دوم وہ چپٹن اور لطیف جو ہر میں۔ اس واسطے وہ مروجہ ہیں ہو سکتیں۔ علیٰ ہذا نمبر ۵۔
 اب اگر انہیں وجوہات کو منقلب کریں تو ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابتدا ماننا صرف پیدائش کی
 غرض سے ہے۔ ورنہ جسکی پیدائش نہیں اسکی ابتدا نہیں۔ نمبر ۶۔ تو روحین کیسے پیر
 اور نہ منقسم ہو نیوالی چیز ہے۔ پیرانکی پیدائش کس طرح ہوئی نمبر ۷۔ کیونکہ ہر ایک چیز
 ترکیب پیر کا انحلال لازمی ہے۔ اور وجوہ بعد العدم کا نام حادث ہے۔ نمبر ۸۔ مگر
 جب روح پیر عدم نہیں حدوث بھی لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ حکم علوم متعارفہ نمبر ۹ کے
 ناممکن اور استنبہ ہے۔ جس طرح ایک کنارہ کا دریا۔ ناممکن ہے جس طرح آفتاب میں پیر
 ناممکن ہے نمبر ۹۔ ویسوی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ حکم نمبر ۱۰ علوم متعارفہ

کے یہ اجتماع صدیق باطل ہے، لکن ثابت ہوا کہ روحین انادسی میں اور یہی مطلوب ہے۔
مصدق۔ کذب صاحب غور کریں فقرہ نمبر ۵ میں اپنے کہا ہے۔ اگر انہیں جو بات
 کو منقلب کریں؟۔ لاکھ جومات کو منقلب کر کے نہیں دیکھا یا کہ یہ وہ جوہ کس طرح
 منقلب ہوتی ہیں اور کس طرح اس انقلاب کا نتیجہ وہ نکلا جو آپ نے نکالا!۔ جو دعویٰ
 فقرہ نمبر ۵ میں کیا ہے۔ اسکی دلیل سے خاموشی کیوں کی۔ پھر فقرہ نمبر ۶ جو دلیل
 میں ہے۔ وہ بالکل بدلیل ہے۔ اور فقرہ نمبر ۷ میں جو دعویٰ ہے اول تو وہ
 ہی بے دلیل ہے۔ دوم۔ اس نمبر ۸ میں جو آپ نے لکھا ہے۔ حدوث ہی لازم نہیں
 اسکے معنی یہ معلوم دیتے ہیں کہ حدوث لازم و ضروری نہیں۔ مگر اس سے یہ نتیجہ
 نکلتا ہے کہ اگر حدوث ہو تو حرج ہی نہیں۔ مگر حکم علوم متعارفہ نمبر ۱۱۔ اس حدوث
 کو ناممکن کہہ دیا ہے جس علم متعارفہ کی غلطی کو میں آگے ہی لکھ چکا ہوں۔ لطیفہ
 کذب صاحب!۔ اپنی دلیل کو منقلب صورت میں ہی سن لیں۔ مثلاً آپ بحالت جو
 جو آپ پر آج بہادری کے ایضاً میں طاری ہے۔ مرکب میں یا غیر مرکب اگر مرکب
 میں تب ظاہر ہے کہ آپ چند مادی پرمانو اور روح سے ترکیب یافتہ ہیں۔ اور یہ ترکیب
 آپ کے اس کل میں پائی جاتی ہے جسکو یکہدام صنف تکذیب براہین یا کذب براہین
 کہا جاتا ہے۔ اب آپ کو آپ ہی کے تین چار علوم متعارفہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں آپ کا
 علوم متعارفہ نمبر ۱۲۔ جو کل میں ہوتا ہے وہی اسکی جزو میں ہوتا ہے۔ اور نمبر ۱۳ جو کل میں نہیں
 اسکی جزو میں ہی ناممکن ہے۔

کذب صاحب۔ آپ تو مرکب ہیں اور آپ کا کل روح اور پرمانو سے مرکب ہے۔ اسلئے
 حکم آپ کے علوم متعارفہ نمبر ۱۱ آپ کی روح اور آپ کے پرمانو (جو آپ کی جزو ہیں) مرکب ہو گئے

اور چونکہ آپکے کل مین بساطت نہیں اس واسطے آپکی اس جزو میں جسے آپ روح کہتے ہیں اور آپکے پرمانو مین حکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۴ بساطت ہوگی۔ بلکہ ترکیب ہوگی اور بساطت کا ہونا ناممکن ہے۔ اور چونکہ آپکو (جو مرکب اور کل مین) موت اور فوت اور فنا اینوالی ہے۔ اسلئے حکم آپکے علوم متعارفہ نمبر ۴۔ آپکی روح پر ہی فنا اینوالی ہوگی۔ کیونکہ آپنے مانا ہے جو کل مین ہوتا ہے وہ اسکی جزو مین ہی ہوتا ہے۔ اسواسطے ثابت ہوا روحین اذلی اور نادوی نہیں۔ ارواح کو اذلی اور نادوی کہنا سچ نہیں اور نہ وہ سچ ہے جو آپنے اپنی دلیل کے فقرہ نمبر ۴ مین لکھا ہے کہ روحین مرکب نہیں بلکہ روحین مرکب اور حادث ہیں اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور مرکب اشیاء کا نتیجہ ہوتا ہے اسلئے ثابت ہوا کہ ارواح یا وجود حدوث کے مرکب ہیں۔ ارواح کی حالت کا متغیر ہونا۔ انکے مرکب ہونیکلی بڑی بہاری دلیل ہے اور انسانی ارواح کے تغیر و انکار کرنا بداہت کا انکار ہے۔

مکذّب کا دعوے نمبر ۵۔ ”روح نہیں فنا یا موت نہیں اسواسطے روحین خدا کو قبضہ قدرت پر ہمیشہ ہیں اور ہمیشہ رہینگے۔“ دلیل یہ ہے نمبر ۱۔ کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے اور نہ موت اور کوئی چیز نہیں نمبر ۲۔ اور روحوں کے واسطے بالذات موت نہیں نمبر ۳۔ کیونکہ وہ باقی ہیں اور نہ روحوں مین کوئی ایسا مادہ ہے جو کہی شامل ہوا ہو یا کہی اسے اخراج پذیر ہو نمبر ۴۔ اسواسطے کہ مادہ جاہل نہیں حکم (علوم متعارفہ نمبر ۲) اس سے روایت بھی برآء نہیں ہو سکتی نمبر ۵ علاوہ برین جڑ و چین کی ایک تائید یعنی وحدت الوجودی ناممکن ہے۔ اور یہم موجب حکم نمبر ۴ علوم متعارفہ کے باطل ہے نمبر ۶۔ لہذا روح کی بالذات حقانیت اور گہ ہے۔ اور فنا سے آزاد ہونیکے سبب اسکے ابتداء نہیں اسی واسطے ہمہ جود ثابت ہے

کہ ریح انادی ہے۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔

مصدق جواب نمبر ۱۔ کذب نے موت کی تعریف ہی عجیب و غریب کی ہے جو نہ بان سے ثابت اور نہ انکے مخالفین کو مسلم!۔ کیونکہ کذب کے مخالف کل اہل اسلام شہداء کو اُحیاء اور زندہ کہتے ہیں اور اہل سلام کی پاک کتاب قرآن کریم میں حکم ہے۔
 وَلَا تَقْتُلُوا الْمَنْ يَمُنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ آمَوَاتًا۔ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔

اور نمبر ۲ میں پھر وہی دعوے کی پہلی ٹانگ ہے۔ اور نمبر ۳ وہی دعوے کا فقرہ نمبر ۲ کا اعادہ ہے۔ گوالفاظ اور ہیں اور آپکا یہہ فرمانا کہ روحوں میں نہ کوئی مادہ شامل ہوا۔ اور نہ اخراج پذیر ہوا۔ یا کل دعوے بے دلیل ہے اسکو کون مانتا ہے ہم تو دیکھتے ہیں کہ ارواح میں ہمیشہ ایسا ہی تغیر ہوتا ہے جیسا اور مرکبات میں ہوتا ہے۔ اگر ارواح مرکب ہوتے تو ان میں مرکبات کا سا تغیر کیوں آتا اور کہاں سے آتا؟ یہ تغیر اور ارواح کی ترکیب کی راہ بتاتا ہے۔ بلکہ یہاں تک تغیر ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنا پہلا جسم کچھ ہی لاؤ نہیں۔ پہلا بدوون ترکیب کے یہہ فاحش تغیر ممکن ہے؟۔ آج کل سائنس کا دورہ ہے ایکسٹون سے لچھے لیجئے۔ یا ڈاکٹرون سے دریافت کیجئے۔ غور فرمائے۔ جن مقامات میں روشنی زیادہ پڑتی ہے۔ کہربائی حصہ بدن پر زیادہ اثر کرتا ہے۔ تازہ ہوا لینے کا لوگوں کو اچھا موقعہ ملتا ہے۔ بعض سے حفاظت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کے واسطے گرمی اور سردی اور بہار اور برسات کے لباس خوراک مکان

۱۔ اور انکو اللہ کے رستے میں مقتول ہوتے ہیں مردے مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تم نہیں سمجھتے۔

اور پائیکا انتظام اچھا موجود ہوتا ہے۔ اور جنکے لئے ہر طرح پر حفظ صحت کے سامان
 مہیا کئے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ متعدیہ امراض اور وبائی آفات سے بچنے کی
 عمدہ تدابیر کام میں لاتے ہیں۔ ان کے اصول ہمیشہ سبھی سمجھدار اور اچھوتین
 وغیرہ وغیرہ صفات کے متصف پائے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ اندھیرے اور
 برسر مقامات میں سکونت کرتے۔ کہر باہی حصہ کم لیتے ہیں تازہ ہوا کا سامان
 انکو کم میسر ہے۔ عفونت میں سانس لیتے ہیں۔ حفظان صحت کے قواعد انہیں بالکل
 راجح نہیں۔ اور انکی صفات پہلوں کی صفات سے بالکل علیحدہ ہوتی ہیں۔ بلکہ
 برین اور دماغ کی نخ اور حرام مغز اور اعصاب کی مختلف بناوٹ سے روح کے
 مختلف تقاضے نظر آتے ہیں وہ عروسی مادہ جس سے غالب بیڈیون کا بناؤ ہوتا ہے
 اور وہ لینفاوی مادہ جس سے گوشت وغیرہ بنا ہے۔ اور وہ زلالی حصہ جس سے عصاب
 کی بناوٹ ہوتی ہے۔ اسکو اختلاف سے مختلف صفات کے لوگ نظر آتے ہیں۔
 بغض اغذیہ اور ادویہ ایسے ہیں جنکے انتقال سے صفات و حانیہ میں تغیر اور تبدل
 آجاتا ہے۔ پس کیا یقین نہیں ہو سکتا کہ روح کی ترکیب میں ان چیزوں کا دخل
 ہے۔ بے شک ہے۔ سب سے سبب روح میں کہی کوئی مادہ شامل ہو جاتا ہے اور
 کہی وہ مادہ اخراج پذیر ہوتا ہے۔ موت ایک خاص تغیر کا نام ہے۔ فنا ہی اسی تغیر کا
 عنوان ہے۔ اور روح کی ابدیت کیا ہے؟ وہی انکا لانتہا تغیر گرید رہے کہ عمدہ
 حالت کا نام حیات ہے۔ اور اچھا پہرہ عورت کے لئے جائز نہیں اسے روحانیت ہی برآمد
 نہیں ہو سکتی۔ بلکہ علوم متعارفہ نمبر ۲۔ آپکے مفید طلب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پہرہ عورت کے دلیل
 ہے۔ اور آپکے علوم متعارفہ نمبر ۳ پر جو کلام ہے وہ سابق عرض کر چکا ہوں صبا میں جبرہ

پیار تہہ سے جرہ کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب پر چشتا
 کا فیضان ہو جاتا ہے جیسے پہلے آدمیوں سے خاص آدمیوں - اگنی - دایو - سورج اور
 انگرہ کی خاص حالتوں کے باعث - انہر بطور آپکے وید کا اہام ہوا - ایسے ہی تئسار کے
 خاص حصہ پر چشتا کا فیضان ہوتا ہے - اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح
 ہے - آپکا علی العموم یہ فرمانا کہ جرہ سے چیتن پر تہہ نہیں بن سکتا دعویٰ بلکہ دلیل
 ہے ہرگز صحیح و مسلم نہیں - اور آپکے نزدیک عدم امکان سے کسی شے کے یہ لازم
 نہیں آتا کہ باری تعالیٰ کے نزدیک ہی وہ محال ہو - صدمن وہ ہمدان لطیف
 و خیر تمام مخلوق پر محیط ہے اس کے یہ قدرت کے نزدیک جو ممکنات ہیں وہ سب کی
 سب آپکو قاصر و محدود طاقت کے نزدیک محال ہیں - علیٰ ہذا تمہارے محال
 سے محال اس کے نزدیک ممکن ہیں - آپ بنائے جمادات اور حیوانات پر پتھر بیکر لین
 نمبر ۵ - فی فلسفی ہی داد کے قابل ہے - ہم جرہ او چیتن کو وحدت الوجودی کب مانتے
 ہیں ؟ - اور کب اسکے قابل ہیں ؟ - غور کرو گلاب کی شاخ پہوٹی - اسے پتے نکالو
 پتوں کا ٹوٹن گلاب کی شاخ اور چھوٹا گلاب پھول پیدا ہوا - اس سے عطر نکلا - کیا عطر
 گلاب کی جھاڑی سے وحدت الوجودی کہتا ہے ؟ - ہرگز نہیں دونوں کا وجود جدا
 جدا ہے - پس خلاصہ مطلب یہ ہوا - کہ ایک معنی کے لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح
 ایک ایسی چیز ہے جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا ثمرہ ہے یا بطور اور عناصر کے یہ
 عنصر ہی مخلوق ہے - اگر عناصر کا ثمرہ ہے تو ہی ان سے متحد الوجود نہیں اور اگر الگ
 عنصر ہے تو ہی متحد الوجود نہیں - اور فقرہ نمبر ۶ - اگر تسلیم کیا جائے تو اس سوال ہے کہ ذاتی صفات
 بقول آپ کو لازم نہ آتی ہیں - اور بموجب آپکے علوم متعارفہ نمبر ۸ - قدیم کے سب ذاتی

صفات قدیم ہوتی ہیں۔ اور علوم متعارفہ نمبر ۹ سے ثابت ہے۔ کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی یہ چیتنا جو روح کی صفت ہے آپکے نزدیک جیسا آپ کے کلام سے ظاہر ہے روح کی ذاتی صفت ہے۔ آپکی روح کو اسوقت جب آپ رحم میں تھے یا رحم سے نکلنے کے بعد دو مہینے میں کس قدر علم حاصل تھا؟ اور وہ علم کا مقدار اب بھی دور آپ میں موجود ہے یا تغیر پا کر اور کا اور ہی ہو گیا؟ اب اگر ذرا ہی انصاف سے گام لیا جائے تو یہ بات صفا معلوم دیتی ہے کہ علوم اور روح کی وہ صفات کچھ مدت کے بعد بالکل دور ہو جاتی ہیں اور روح جدید صفات سے متصف ہو جاتی ہے۔ اس واسطے ثابت ہوا کہ روح بالذات چیتنا اور ترکیب سے سبب نہیں اسلئے بطور آپکے ہی اسکی ابتدا۔ اور اسکا حدوث ضروری ہے۔

مکذب۔ میٹرکے انادی ہونے پر دلائل نمبر ۱۔ چونکہ خدا غیر مادی ہے۔ اس واسطے مادی دنیا کا اس سے نکلنا نہیں ہو سکتا۔ نمبر ۲۔ کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکلتی ہے جو پہلے اسکے اندر موجود ہو۔ نمبر ۳۔ اور جو موجود ہو کسی طرح نہیں نکل سکتی بحکم متعارفہ نمبر ۲۔ اس واسطے مادہ انادی ہے۔

مصدق جہاں تک اس فلسفہ اور لاجب کو دیکھتا ہے۔ یقین کرتا ہے کہ دلیل کا بہت بڑا حصہ مکذب مدتل کے دل ہی دل میں ہو گیا۔ اور لکھنے میں نہیں آسکا ناظرین غور کریں اول تو تینوں فقرے دلیل کے صرف دعوے ہی دعوے میں دو مہینے مانا کہ خدا غیر مادی ہے اور اسکے اندر سے مادی دنیا نہیں نکلی مگر یہ نتیجہ کیسے مرتب ہوا کہ مادہ انادی ہے! اس دلیل سے جو اپنے لکھی اگر خواہ مخواہ ان میں تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ مادی دنیا خدا کے اندر سے نہیں نکلی۔ یہ دنیا کچھ اور چیز ہے۔ اور باقی کچھ اور چیز ہے اور اس دنیا اور

بارتھائے میں طرف اور نظروف کا تعلق نہیں۔ کیا معنی یہ بات صحیح نہیں کہ باریک
 طرف ہو اور دنیا اسکی نظروف جیسے پانی کیواسطے گہرا۔ غرض دنیا ایک اور چیز ہے۔
 اور ہی وسنہ ہے۔ جب اور ہی چیز شہری تو اب ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور اس دنیا پر
 نظردوڑاتے ہیں تو اس میں کچھ حصہ ایسا پاتے ہیں جسکو جادات کہتے ہیں۔ پہاڑ۔ پتھر۔
 سٹی وغیرہ اور کچھ حصہ نباتات کا نظر آتا ہے۔ بڑھپیل۔ پلاس وغیرہ وغیرہ اور کچھ حصہ حیوانات کا
 دکھائی دیتا ہے۔ آدمی شیر مایتی وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام شیا کو ہم مرکب پاتے ہیں اور انکے
 ہر فرد پر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ مرکب ہیں۔ اور یہ خدا کے بنائے ہوئے۔ اور سیکرچے ہوئے ہیں
 آریہ کو ہمارے اس عوے سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہی مانتے ہیں کہ جڑ پڑ
 خود بخود ترکیب پائیگی نہ تھی۔ جب ہر ایک مرکب مثلاً لیکہ یا ہم مرکب اور مخلوق ہیں اور تو
 حسب الحکم لیکہ یا مادی علوم متعارفہ نمبر نمبر جو کل میں ہوتا ہے وہی خبر دین ہی ہوتا ہے
 ان مخلوقات و مرکبات کے اجزاء ہی مرکب اور مخلوق ہونگے اور ہر اجزاء کے اجزاء ہی
 مرکب اور مخلوق ہونگے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ مخلوقات اور مرکبات کے اجزاء ہی مخلوق
 اور مرکب ہونگے اور چونکہ وہی اجزاء ان کل شیا کا مادہ ہیں اسواسطے ثابت ہوا
 کہ مادہ ہی آدمی اور مخلوق ہے۔ انادی اور غیر مخلوق نہیں اور اگر آپکی تکذیب کے
 صفحہ ۲۶ کی اخیر سطر صحیح ہے کہ جو چیز خبر دین ہے وہی کل میں ہوگی۔ تو
 یوں کہا جاتا ہے۔ کہ اگر ان مرکبات کے اجزاء غیر مخلوق اور انادی ہوتے اور
 ان اجزاء میں یہ بات پائی جاتی تو کل انکے حصے یہ مرکبات ہم تم وغیرہ سب انادی
 اور غیر مخلوق ہوتے۔ آپ ہی تو یہی مانتے ہیں کہ ہم تم اور کل مرکبات انادی
 اور غیر مخلوق نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مادی دنیا کا مادہ اور اسکے اجزاء ہی انادی

نہین +

مکذب۔ دوسری دلیل مادہ کے قدم پر نمبر ۱۔ دنیا نہ صرف ذرات سے بن سکتی ہے
اور نہ حکم سے۔ نمبر ۲۔ کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے
موصوف سے علیحدہ نہیں ہو سکتی (بحکم علوم متعارفہ نمبر ۳۔ حکم بغیر محکوم کے عمل پذیر
ہونا دھوکہ بازی ہے۔ نمبر ۴۔ اور حکم صرف شے ہے اور حلیت کا شے بنانا ممکن ہے بلکہ
مادہ سے پس مادہ انا دی ہے۔

مصدق۔ جہاں تک اس دلیل پر گہری نگاہ کرتا ہے۔ اُسے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ
اگر مکذب کی دلیل کو تسلیم کیا جاوے تو اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قدرت
اور اسکا حکم اور اسکا شبد۔ مادی دنیا کا جزو یا مادہ نہیں ہو سکتا اور اسکا نتیجہ یہ نکلا
کہ صفات باری تعالیٰ اور چیز ہے۔ اور مادی دنیا کا مادہ اور چیز ہے۔ کوئی صفت
یا اسکا حکم یا اسکا شبد یا اسکی قدرت (مادہ عالم کا عین نہیں اور نہ مادہ عالم سے اسکی حودۃ
الوجودی ہے۔ نہ اسکا جزو اور نہ صفات باری کو مادہ عالم سے ذاتی اتحاد ہے یا یون
کہنے کے اچکا یہ آری درتی دیدانت مت صحیح نہیں دلیل کے صرف ہتھ حصے سٹنہ کی
انادیت اور مادے کا غیر مخلوق ہونا کچھ نہیں نکلتا۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے وجود کا
مادہ یا ہمارا مادہ ہمارے اجزا اور اعضا ہیں۔ شیر جیتا۔ گھوڑے۔ ماتی کی کا وجود یا انکا
مادہ انکے اعضا ہیں۔ صفات باری تعالیٰ۔ یا اسکا حکم یا اسکی قدرت یا اسکا شبد ہمارا
یا ہمارے اعضا کا جزو یا عین نہیں۔ اور یہ ہی ظاہر ہے کہ حکم کا بدون محکوم عمل پذیر ہونا
دھوکہ بازی ہے۔ اگر حکم کامل اور سٹ نہ ہو۔ مگر اتنے قصے سے مادہ کا آدمی یا انادی نہ
معلوم نہیں ہونا اگر اس مقدار کو اور بڑا نا اور دلیل کو لو پا کرنا مقصود ہو تو یون ہو سکتا ہو

کہ ہم دنیا کی مادی اشیا کو تقسیم اور تفریق قبول کرتے ہوئے دیکھتے ہیں جس قدر اجزا
 ہیں انکی علیحدگی ممکن یا محسوس ہے۔ ہمارے آریہ بھائی ہی قائل ہیں کہ ان کبات
 کے اجزا مہان پرلی میں چین چین ہیں اور جدا جدا۔ اور منقسم ہونگے۔ اور کذب کے
 علوم متعارفہ نمبر ۳ میں یہ امر مسلم ہو چکا ہے۔ جو کل میں ہوتا ہے وہ اسکے اجزا میں بھی
 ہوتا ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی دیکھو کذب
 صفحہ ۳۲ علوم متعارفہ نمبر ۹۔ تمام کتب اشیا منقسم اور متفرق اور مخلوق ہونیکے ساتھ
 متصف ہیں اسواسطے حکم کذب کے علوم متعارفہ نمبر ۳ کے ان کتب اشیا کے اجزا بھی منقسم اور متفرق
 اور مخلوق ہونیکے ساتھ متصف ہونگے۔ اور چونکہ صفت موصوف سے حکم اسی دلیل کے جسکو کذب
 صاحب نے بیان کیا اگاہ نہیں۔ اسلئے ثابت ہوا کہ کبات کے تمام اجزا ہمیشہ منقسم اور متفرق اور مخلوق
 ہی رہینگے۔ جب مخلوق ہونا ثابت ہوا۔ تو یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ نادسی نہیں بلکہ آدنی
 مخلوق ہیں۔ نہ نادسی اور غیر مخلوق۔ پس ہمارا مطلب بھی یہی تھا کہ کذب کی دلیل پر ایک نظر
 آریہ بھائی کی ارواح اس جنم سے پہلے کسی علم کی صفت کیسی معرفت کے ساتھ موصوف تھے یا نہیں؟
 اگر نہ تھے تو ارواح کی حیثیتا باطل۔ اور اگر تھے تو وہ صفات آپلے ارواح سنواراں
 ہو گئیں یا نہیں اگر زائل ہو گئیں تو ثابت ہو گیا کہ صفت کیا صفات بھی موصوف
 سے الگ ہو گئیں۔ اس صورت میں آپکی دلیل کا ایک حصہ باطل ہو گیا۔ اور اگر زائل
 نہیں تو بتائے آپ کہ کن علوم کے عالم تھے اور کس کس نے مین وہ صفات
 آپکو لاحق ہوئیں۔ دلیل کا فقرہ نمبر ۳۔ حکم کا بغیر محکوم کے عمل پذیر ہونا دیکھو بازی
 ہے نہ عجب دیکھو کہا بازی ہے۔ حکم حاکم کے بغیر البتہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہاں تو
 جب حکم ہوا۔ محکوم ہو ہی گیا۔ شاید قرآنی کلمہ کن نظر نہیں پڑا۔

مکذّب۔ نیز کے انا دی ہوئی تیری دلیل۔ پھر تیرے علم سائنس کا اصول۔
 سر پہ عربی دانی کا نتیجہ ہے، جو کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی میں نہیں آئی۔ مگر ہستی سے۔
 جو نہیں اسکا کی طرح بہاؤ لینے پر کاش نہیں ہوتا۔ اور جو ہو اسکا بہاؤ اور پرکاش ہوتا ہے
 ہستی سے ہستی ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کہی نہیں ہو سکتی
 اس واسطے ادا انا دی ہے۔

مصدقہ برائین۔ علم اور سائنس کا پہلا اصول باہین معنی کہ نیستی ہستی کا مادہ اور
 اصل نہیں اور ہستی نیستی کا مادہ اور اصل نہیں ہوتی۔ صحیح ہے اور بھی یہی سچ ہے کہ بہاؤ
 اور پرکاش اسکا ہوتا ہے یا ہوگا جو ہے یا ہوگا اگر اس قصے کو مادہ کے انا دی یا آدی
 ہو نیسے کا تعلق ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ موجودات اور مخلوقات خداوندی کا مادہ
 اور مخلوق نہیں جس حالت میں موجودات اور انا دی دینا موجود ہے۔ تو ضرور اس
 موجودات کا مادہ بھی موجود ہے۔ کسی چیز کا موجود ہونا تو یہی معنی رکھتا ہے کہ اس
 جزو کا مادہ موجود ہو۔ اور سائنس کا فقرہ باہین معنی ہی صحیح ہے کہ نیستی ہستی کی
 علت یا نیستی ہستی کی خالق نہیں ہوتی۔ اور بالعکس الّا ہم کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ جو
 ہمارا خالق ہے وہ بالکل ہستی ہے اور موجود ہے ہرگز ہرگز نیستی نہیں۔ وہ ہستی جو
 اور یہ کہ سچی ہستی کسی طرح نیست نہیں اس واسطے اسکا پرکاش ہے ہم سائنس کا پہلا
 اصل تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نیستی ہستی کا مادہ یا ہستی کا خالق نہیں ہوتی۔ اور
 نیست مادہ یا نیست خالق کا پرکاش یا ظہور نہیں ہوتا آدیہ کے دلیل نے صرف یہاں تک
 دلیل کو بیان کر کے دلیل کے پورا کر نیسے سکوت کیا ہے۔ چونکہ دلیل کی اتنی قدر
 ہے کہ کوئی نتیجہ یا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اس واسطے خاکسار دلیل کو پورا کرتا ہے۔

مادی دنیا کا وجود اور اس کا مخلوق ہم دیکھتے ہیں اس کو ثابت کیا کہ اس کا مادہ اور اس کی علت ضرور موجود ہے۔ اور پتہ چلے گا کہ اس کا مادہ یا اس کے سبب سے یہ بھی ثابت ہے کہ مرکبات ایک حال پر نہیں رہتے مرکبات میں ہمیشہ تبدل و تغیر ہوتا رہتا ہے۔ کبھی دو چیزیں باہم ایسے طور پر ملتی ہیں کہ انکی اپنی پہلی خاصیت جو علیحدہ علیحدہ رہنے کی صورت میں تھی باطل ہو جاتی ہے۔ اور نئی صفات کی تیسری چیز اُسے پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم صاف دیکھتے ہیں کہ کوئلہ شورہ۔ اور گندہک کی خاص ترکیب سے بازو دنگیا۔ جب اُسے آگ لگائی تو بعد اسکے یکا یک نیا جسم نرالی خاصیت کا پیدا ہو گیا۔ کسیجن اور ہڈی جن کے خاص میل سے پانی بن گیا۔ کبھی کسیجن اور نامٹروجن سے ہوا پیدا ہو گئی۔ نہاتی اغذیہ سے حیوانی اجزاء بنے اور نہاتی یا حیوانی یا دونوں قسم کے اجزاء کے ملنے سے انسانی اجزاء بن گئے۔ انسان مرد کے جسم میں خاص حالت میں انہیں اغذیہ بنا کر یا حیوانیہ سے ایک اور قسم کے جانور پیدا ہو چکے حیوانات منی کہتے ہیں (بلکہ اگر خَلْقُ الْاِنْسَانِ مِنْ عَلَقٍ سے وہی حالت سمجھی جاوے تو نہایت قریب ہے) یا اور انسان پیدا ہو گیا۔ اور چونکہ ان اشیاء و مرکبہ کو خاص قسم کی بئیت اور خاص قسم کی شکل عارض ہے۔ اور یہ ترکیب باہمی بند میں خالق کے سوا ممکن نہیں (یہاں پر خالق کا ہونا آریہ کو مسلم ہے اور اس وقت ہمارا خطاب دہریہ نہیں)۔ اس واسطے معلوم ہوا کہ مادی دنیا جس سے ہوئی وہ ہستی ہے اور موجود ہے اور وہ ہستی اسکی خالق ہے اور مادی دنیا اس ہستی کی مخلوق ہے۔ مثلاً مین مخلوق ہوں۔ جس مادہ سے یہ دنیا یا مین مخلوق ہوا وہ بھی ایک مجموعہ اور مرکب ہے چند اشیاء کا جو اسکا مادہ ہیں اور بعینہ ہمارے جیسی حالت احتیاج الی الخالق اور مخلوق ہوئی اسکو بھی لاش ہے

جیسے ہکویا جیسے ہم سے آئندہ انیوالی ہستی کو جو ہمارے اعمال و افعال یا تغیرات کا نتیجہ ہوگی۔ پس جب ہم اور ہمارے موجودہ دنیا مخلوق ہوئی۔ اور ہم سے آئندہ انیوالی دنیا یا آخرت موجود یا مخلوق ہوگی ایسے ہی ہم سے پہلی دنیا جس کا نتیجہ ہمیں وہ مخلوق اور خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے کی بھی اسی طرح مخلوق ہے علیٰ ہذا القیاس ازل کی طرف ہی سلسلہ چلا جاتا ہے۔ اور باری تعالیٰ ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے تکلم ہے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ اسکا کیا ثبوت ہے کہ کسی وقت یہ مرکبات بالکل علیحدہ علیحدہ تھے اور انکا باہم میل جول نہ تھا۔ جیسا کہ آریہ صاحبان کا اعتقاد ہے؟۔ چونکہ پہلی اشیاء ترکیب میں کبھی محض باطل اور منفقہ و موجداتی میں اسواسطے یقین ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اشیاء اسطرح معدوم اور ہزاروں ہزار نئی۔ جو پہلے موجود تھیں پیدا ہوئیں۔ اسی طرح ہزاروں ہزار آئندہ منفقہ و مہوگی۔ اور ہزاروں ہزار نئی پیدا ہوں گی۔ کبھی باری تعالیٰ کی ذات پاک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری نہوگی۔ اور نہ ہوئی۔ جس دلیل سے یہ دنیا مخلوق ہے۔ اسی دلیل سے جس چیز کا یہ دنیا نتیجہ ہے۔ وہ بھی مخلوق ہے۔ کبھی انحلال تام اور کئی تفریق ان اجزاء کے لایتنجیزی کی ہوئی ہے نہوگی۔ اس دلیل سے جو سائنس کی گواہی اور ہمارے مشاہدے سے ثابت ہے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مادہ انادسی نہیں۔ بلکہ مخلوق ہے اور اس کا آدمی مول انیشتر ہے۔ طرہ یہ ہے کہ نگذریکے صفحہ ۲۰ سطر ۳ میں یہ بات مکتذ صاحب خود مان چکے ہیں اور وہ مان مادہ کو خدا کا بنایا ہوا کہا ہے۔ جہاں کہا ہے۔ اور مادہ خدا کے قبضہ قدرت میں انادسی زمانے سے موجود ہے۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے ہے اور

موجب قاعدہ قدیم خدا اسکا بنانے والا ہے۔ *

مثیر یا مادہ عالم کے قدیم یا غیر مخلوق ہونے کی چوتھی دلیل بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں کیا تو اسلئے کہ کذب نے آدم کے قصے میں قرآن کریم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ قرآن تکرار کر کے پسے کو پیتا ہے۔ اور خود کذب نے روح کے قدم کی دلیل کو بیان کر چھپانا ہے۔ اور کیا اسلئے کہ اس دلیل کا نتیجہ بطور سابقہ دلائل کے بیان کیا۔ اور کیا اس باعث سے کہ اس دلیل کے اخیر میں باری تعالیٰ کو مادہ کا بنانے والا مانا ہے جیسے مذکور ہوا۔ اور کیا اسلئے کہ اسکے آخر پر روح کو چیتن اور زندہ کہہ کر چڑھ دیا ہے جسکو مثیر کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اسکی بحث اس سے پہلے گذر چکی۔ اس چوتھی دلیل میں پہلے تو یہہ کہا ہے۔

(تہرہم) حیثیت بیان کیا جاتا ہے۔ دنیا کا پیدا کر نیوالا خدا ہے تو فی الغور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہاں سے اور کس چیز سے۔ محمدی جواب دیتے ہیں عدم میں بذریعہ قدرت خود کے بنایا۔ انتہا۔

مصدق۔ ناظرین غور کریں کہ محمدیوں نے کہاں یہہ جواب دیا ہے کیا انکے پاک قرآن میں ایسی بات ہے۔ کیا انکی حدیثوں میں یہہ روایت ہوا ہے۔ کیا انکو ائمہ کا قول ہے۔ کیا انکے سلف یا صحابہ اور تابعین نے ایسا کہا ہے۔ ہمارے اسلئے کچھ تو جواب دیں۔ ثانی محمدیوں کے قول کے یہہ معنی ہیں اگر انہوں نے کہا کہ یہہ مادہ موجودہ زمانہ سے پہلے ایسا نہ تھا جیسا اب ہے۔ بلکہ یہہ مادہ معدوم تھا موجود ہی نہ تھا۔ علاوہ برہین مادہ کو معدوم محض بلحاظ وجود خارجی کے کہا ہے۔ والا سلام کا بچہ بچہ اور محمدیوں کا مجلسی ہی جانتا ہے کہ موجودہ دنیا اور آئندہ انیوالی اور

گذرئی ہوئی دنیا تمام اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود تھی۔ عدم محض کے تو یہ معنی
 ہیں کہ کسی طرح کہیں بھی اسکا وجود نہ ہو۔ حالانکہ دنیا کا علمی وجود تھا۔ اور یہی
 پس کذب براہین کا یہ کہنا کہ محمدی جواب دیتے ہیں۔ کہ دنیا عدم محض سے وجود میں
 آئی۔ علی العموم صحیح ہوا بلکہ انتہا میں ہے۔ جو محمدیوں پر لگایا گیا۔ جبکہ عدم مادہ کے یہ معنی
 ہوئے جو نہیں بیان کئے۔ تو آپ کا سوال ہی اٹھ گیا اور محمدیوں کا یہ کہنا۔ اپنے
 سے بنایا۔ اُسکے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری پیدائش کا باعث اور
 ہمارا خالق ہے محمدیوں کے ہر کلام کے یہ معنی نہیں کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا ٹکڑہ ہو
 یا اللہ تعالیٰ ہمارا جزو بدن ہے۔ یہ آپکا خیال اور غلط گمان ہے۔ اسلامی گروہ
 اس سے بالکل پاک ہے۔ اور آپکا فرمانہ۔ مادہ خدا کے قبضہ قدرت میں نادی زمانہ سے موجود
 ہے۔ بے ریب تمام دنیا اور اسکا وہ نزل سے ابد تک یعنی ہمیشہ سے ہمیشہ اسکے
 اور قدرت میں ہے۔ اور رہیگا۔ مگر اس سے انادیت نہیں نکلتی بلکہ ہم کہتے ہیں جس
 ہمیشہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم اور قدرت میں ہے اور رہیگا۔ ایسا ہی
 اسکی صفت خلق تحت بھی ہے اور رہیگا۔ اسلامی گروہ مہدی آریوں کی طرح
 نہیں کہتا کہ مادہ عالم اور احوال خدا تعالیٰ کی صفت خلق سے باہر ہیں۔ اور چونکہ کوئی
 جڑہ خود بخود نہ بن سکتی ہے اور نہ بنا سکتی ہے۔ جیسے اپنی اپنی آخری دلیل میں کہا۔
 اسواسطے ثابت ہوا کہ مادہ ہی خود نہ بن سکا اور نہ مرکبات کو بنا سکا واللہ اعلم

الحمد للہ

صفحہ ۲ سے پہر کذب صاحب نے روح کی بحث شروع کی ہے۔ مجھے اس
 قصہ سے اب سروکار نہیں رہا۔ کیونکہ یہ بحث کہ روح مفرد ہے یا مرکب بقدر ضرورت

گذر چکی ہے۔ اور کذب نے اپنی بجز ایک فسکرت شکوک کے نقل کر دینے کے اس پر کوئی حکیمانہ بحث نہیں کی۔ اور وید کا کلام جسے کذب نے لکھا ہے۔ گڑبگڑ کو ششکراٹ نہیں کہتے۔ آگ جلا نہیں سکتی۔ پانی بہو نہیں سکتا ہے۔ ہوا خشک نہیں کر سکتی۔ وہ مہر و لطیف زندہ ہے۔ بالکل ایک دعوے سے جو بے دلیل ہے۔ کیا ثبوت اس امر کا کہ روح ایسی چیز ہے جیسے وید نے بیان کیا ہے۔

کذب۔ آیت شریف یَسْتَأْذِنُكَ عَنِ الرُّوحِ پر حنفیہ کلام کیا ہے اب اسے لیتا ہوں ناظرین ذرا غور سے دیکھیں۔

کذب۔ اب ناظرین پر یہ امر سوید کرتا ہوں کہ قرآن نے روح کی بابت کونسی نئی تعلیم فرمائی ہے۔ سورہ بنی اسرائیل یَسْتَأْذِنُكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّیْ اے محمد اگر تجھ سے روح کی بابت سوال کریں۔ کہو بھل جواب کہ خدا کا حکم یا حکمت اس سے ہی ثابت ہے کہ روح انا دی ہے۔ مگر سمجھنا آسان نہیں تھا۔ اس واسطے خلقت کو حیرانی میں ڈالا۔ صریحاً ثابت ہے۔ کہ جیسے حاکم ہے تب سے حکم ہے۔ کیونکہ خدا نے قدیم کا حکم و علم وارادہ قدیم ہے۔ اور جب سے حکم ہے تب سے حکمت ہے۔ بلکہ باہمی لازم و ملزوم ہیں۔

پھر کذب نے بطور عادت قدیمہ کے کہا ہے۔ ”جبکہ خود قرآن ہی اس معاملہ میں کم زبان ہے وَمَا أَوْتِیْتُ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا“ یعنی نہیں علم دیا تم کو مگر تھوڑا۔ زیادہ اعتراض مت کرو۔ اور مت پوچھو۔

پھر ایک جگہ کہا ہے۔ ”قرآن قاصر البیان ہے۔“ پھر مرزا آصاحب کو خطاب کر کے کیا ہے۔ ”تم حقیقت روح بیان کرو۔“ اگر بدتر تو اندیسہ تمام کند۔“ پھر کہا۔ ”تو اس آیت اور وہی روایت کی اپنے سارے قرآن سے اچھ۔“ غرض اس قسم کی بدتہذیبی سے کا لیا کہ تمام عبارت کا نقل کرنا

بھی مجھے اسلئے پسند نہیں کہ کہیں نقل کفر کفر باشد۔ کا تصدیق ہو جاؤں۔

مکذب صاحب! آپ کو عربی دانی کا بڑا دعویٰ اور قرآن کے سمجھنے کا بڑا ادعا کیا اسی مایہ پر افتخار تھا، کیا وید مقدس کو بھی اسطرح سمجھا، اگر اچھے نہیں آتا تھا تو اس آیت شریفہ کا ماقبل اور مابعد ہی دیکھ لیا ہوتا!۔ آریہ صاحبان سنو! حیات دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جسمانی اور دنیوی۔ اور دوسری روحانی اور اخروی۔ پہلی قسم کی حیات حاصل کرنے کے سامان اگرچہ پدارتھ مین اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں تو دوسرے قسم کے حیوۃ کے سبب بھی چیتن و ستو مین ضرور رکھے ہیں۔ قرآن مین دونوں محاوروں کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے سنو۔ اول جسمانی حیات اور جسمانی زندگی کی نسبت فرمایا ہے

وَمَا آتَاكُمُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَبْتٍ وَجَبَّ الْخُضَيْدُ
وَالنَّجْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ
رِزْقًا لِلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ

اور روحانی زندگی۔ دہرم اوکت حیاتی۔ ایمانی حیات اور دہرم جیون کے مین بارے مین فرمایا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

۱۔ اوتارا اور رنے بادلوں سے پانی اور زندہ کیا اسکے ساتھ زمین کو اسکے رنے کے بیج۔
۲۔ اوتارا اچھے بادلوں سے پانی برکت والا پھر لگائے اپنے اسکے ساتھ مرغ اور اناج کاٹنے کے سکے۔ اور کھجوریں بلند چلنے خوشے تیرتے ہیں۔
۳۔ رزق ہے قدون کے سکے اور زندہ کیا سکے ساتھ روہ شہر کو سطح نکلتا ہے (یعنی زمین پر نکلتا ہے)
۴۔ ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول کی بات منو جب وہ تمہیں اس امر کی طرف بلاتا ہے جو تمہیں زندگی بخشنے

مَنْ عَمِلَ مِثْلَ مَا مَرَدَّ كَرِيًّا أُنْشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلْيُخْبِرْ بِهِ جَنَّاتِ طَيْبَةٍ
فَلْيُخْبِرْ بِهِمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

جس جہاں فی زندگی کیو واسطے جہاں فی روح کی ضرورت ہے۔ ویسے ہی ایمانی زندگی
کے واسطے کسی ایمان سکھلائیوا لی بلکہ ایمان دینے والی روح کی ضرورت ہے۔ اسی
ایمان دینے والی روح کا تذکرہ اس آیت شریف میں ہے جس پر کذب نے محض
نا سمجھتے سے اعتراض کیا ہے اصل یہ ہے کہ اس آیت کے حقیقی معنی سمجھنے میں
اکثر لوگوں نے ٹوک کر کھائی ہے۔ میں اقبل اور ابعد کی آیات ہی نقل کرتا ہوں۔
اور کلام الہی کی واقعی تفسیر خود کلام الہی کی رہنمائی سے کرتا ہوں امید ہے کہ راستی سے
ہو کے اور پیار سے خطروانی اٹھائیں گے۔

وَقُلْ جَاءَ النُّجَىٰ وَذَهَبَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوًّا

وَسُئِلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِقَاقٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَذُكُّ الظَّالِمِينَ
إِلَّا جِسَارًا

وَإِذْ أَمْسَسُ الشَّمْسُ مَا تَابَتْ
قُلْ كُلُّ يَعْمَلْ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ قَدْ بُعِثَ إِلَيْكُمْ رَسُولٌ مِّنْهُم مَّا هُوَ هَادِي سَبِيلًا

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

۱۔ جو شخص ایک عمل کرے کہ وہ عورت اور وہ جس میں وہم انلو یا کیزہ زندگی بخشیں گے اور ہم انکو ہر دین کے
انجیے اچھے کاموں کے عوض میں۔

۲۔ اور کہہ کر کھائیوا لی اور کابل اور کابل یقیناً باطل دور ہوئیوا لاسی تو تھا +

۳۔ اور تم قرآن سمجھو جس کے لئے شفا اور رحمت آئے ہیں اور ظالموں کو اس سے کہا اٹھو جانا۔ +

۴۔ اور جب ہم انسان کو پھیل کرتے ہیں تو پہلے لٹا ہے اور اسی لٹال کی طرف ہوجاتا ہے تو جب اسکو دکھائی دیتا ہے تو اس پر ہوجاتا ہے
۵۔ کہہ کر کہ ایک اپنی طرف پر عمل کرتا ہے تمہارا رعب خوب جانتا ہے اسکو جو سید ہی راہ پر ہے +

۶۔ اور تجھے اس روح (قرآن) کی بات پوچھتے ہیں کہہ کر کہ وہ روح میرے رب کا امر ہے۔ اور تم اسے مخالفو کہتے ہو
۷۔ چہ نہیں +

وَلَكِنْ شِئْنَا لَكَ ذَهَبًا يَا ذِي الْأَرْحَامِ إِنَّ فَضْلَكَ كَانَ عَلَيْكَ كَثِيرًا -

قُلْ لَنْ أَجْتَمِعَ لِلنَّاسِ وَالْجِبْرِ عَلَيَّ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا -

وَلَقَدْ صَبَّرْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مِثْلِ فَأَبَى الْكَافِرُ النَّاسُ إِلَّا كُفُورًا -

اب اس امر کے اثبات کے لئے کہ روح سے مراد وہی کلام الہی ہے جس سے ایمان نہ لوگ حیات ابدی پاتے ہیں۔ اور جو ہم نے مراد و معنی لئے ہیں وہی حق اور نشانے فرقان مجید کے مطابق ہے خود قرآن کریم سے مؤید آیات نقل کرتے اور اس محاورے کو واضح کرتے ہیں۔ سنو۔

وَلَكِنْ لَكَ أَتَيْنَا لَكَ دُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ بَلَاءُ الْإِيمَانِ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا تَهْتَدِي بِهِ مِنْ بَيْنِ الْأَشْيَاءِ فَتَنَّاكَ لَهَذَا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ أَفَى أَمْرٍ اللَّهُ فَلَا تَسْتَعْجِلْهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْزِلُ لَهُ أَتَاءً إِلَّا إِلَهُ الْإِنْسَانِ فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَوَسَّلَ بِهِ إِلَى اللَّهِ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخَالِقِينَ

۱۔ اور اگر ہم جانتے ہیں کہ جو تجھ پر وحی کیا ہے اسے تجھ پر تجھے ہم سے لینے کے لئے کوئی کوئی نہ ملتا سوا پرہیزگار کی رحمت کے یقیناً اور اس کا فضل تجھ پر بڑا ہے۔
۲۔ کہہ دو اگر زمین و آسمان اس پر شفق ہو جاویں کہ اس قرآن کی مانند ملاویں تو ہرگز نہ لاسکیں گے گو وہ ایک دوسرے کے مددگار ہو جاویں۔

۳۔ ہنسنے اس قرآن میں ہر مثال مختلف طرزوں میں بیان کی ہے۔ بہر اکثر لوگوں نے کافر نعمتی سے انکار کیا۔
۴۔ اور ایسا ہی ہنسنے تری طرف اپنے امر سے روح بھی ہے۔ تو نہ تو کتاب ہی سمجھتا تھا۔ اور نہ ایمان پر پہنچے ہے نور خدا ہے اس سے جسکو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے ہدایت دیتے ہیں۔ اور یقیناً توبہ سیدھی راہ کو طرف ہدایت کرتا ہے۔ ۵۔ اللہ کا امر آگیا اب اعلیٰ تو نہ کرو وہ بلند و برتر اس سے ہے کہ نہ کہہ کرے ہیں۔ فرشتوں کو روح دیکر اپنے حکم سے جن بندوں پر چاہے اُتارے کہ دُرسنا تو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پر عجب ہی سے دُروہ ۶۔ بند و عباد اللہ جسکے لئے ہے اس سے جس پر چاہتا ہے روح ڈالتا ہے تو کہ وہ ملاقات و قیامت کے دن کے لئے تیار ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ
فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ روح کلام الہی ہی کا نام ہے جس پر عمل کرنے سے موتے
اور مردہ بنے ایمان زندہ ہوتے ہیں۔ بلکہ قرآن نے۔ انبیاء اور ملائکہ کو بھی روح فرمایا
کیونکہ وہ بھی اسی زندگی کے باعث ہیں جسے ایمان کہتے ہیں۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَةُ الْفَهْمِ إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ
فَاصْبِرُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ-

وَأَنبِئْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَشِيرَ وَإِذْ نَاثُ بِرُوحِ الْقُدُسِ-

ان آیات سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ روح کی حقیقت کو قرآن نے کیسے بیان کیا
ہے۔ یہ محاورہ روح کی نسبت اگرچہ میں نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے آؤ آیت
کے سامنے کسی ستارہ کی حاجت نہیں۔ مگر مزید تذکرہ کیوں اسلئے کتب سابقہ ہی بیان
کرنا ہوں۔ پھر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا لینے
روح حق جو باپ سے نکلے آوے تو وہ میرے گواہی دے گا۔ یوحنا ۱۶ باب ۱۳۔ مگر جب
وہ لینے روح حق آوی تو وہ تمہیں سچائی کی راہ بتا دیگی۔ یوحنا ۱۶ باب ۱۳۔ اُس لئے

۱۵۔ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تو انہیں نہ دیکھیں گا کہ وہ ایسے لوگوں کو دوست رکھتے ہوں جنگ
کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول سے خواہ وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا قبیلہ ہی کیوں ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں
جس کے دونوں میں لکھ دیا ہے اور انہیں اپنی روح سے قوت دی ہے اور انہیں عقبتوں میں داخل کر دیا۔
۱۶۔ اسکے ساتھ ہیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کا بھیجا ہوا اور اُس کا مخلوق جو مریم کی طرف ڈالا گیا اور اس کی روح ہے پس
ایمان لاؤ اللہ میرا اور اسکے رسولوں پر۔ سورۃ النساء۔ سید پارہ ۴۔ رکوع ۳
۱۷۔ اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی دلیلین دین اور روح پاک سے اُس کو قوت دی۔ سورہ بقرہ۔ سید پارہ ۱۔
رکوع ۱۱۔

تم سے کہتا ہوں لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جاوے گا مگر وہ کفر جو روح کے تحت میں ہو لوگوں کو معاف نہ ہو گا۔ سستی ۱۲ بات ۳۱۔

اور نیکی کو زندگی اور بدکاری کو موت کہنے کا محاورہ تو اس قدر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عند الشرع یہی حقیقی معنی ہیں۔ مگر میں اب اس قصہ میں زیادہ طوالت سے لاجل غایت ہوں۔

یہ بلونک عن الروح۔ میں اگر یہ پوچھا جاوے کہ یہ سوال عیسائیوں اور یہودیوں نے کیوں کیا؟۔ تو وجہ ظاہر ہے۔ یوحنا کی انجیل میں جیسے سابق گزر چکا اس روح کی آمد کی خبر تھی اور بہت لوگوں کا خیال تھا پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سوال کیا گیا کہ قرآن کریم جسے تو نے بار بار روح کہا ہے کس کی تصنیف ہے تو خود قرآن کریم نے اسکا یون جواب دیا کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا امر اور اسکا حکم اور اسکا کلام ہے اور جو کہا وَمَا أَوْثَقْتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا فَلَيْدًا اس کے مخاطب ہی سائیل میں جبکہ بہت اور سے ثابت کر دیا گیا تھا کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔

روح کی نسبت یہود کا سوال ہے یا عیسائیوں یا دونوں کا یا مان لیتے ہیں کسے ایسے دیاندیوں کے بہ خیال کا سوال ہے جو انسانی روح کے غیر مخلوق۔ قدیم انادی ہونیکا معتقد تھا کسی سوال کو سید طرح کا سوال ہو ایسا وسیع جواب قرآن کریم نے دیا ہے۔ کہ سب حاوی ہے۔ اور جواب منہ کی بے علمی۔ یا قلت علم کا بیان ذکر نہیں۔ بلکہ مخاطبین کی بے علمی کا ذکر ہے جو باوجود دلائل واضح اور حجت ہائے قاطعہ کے تسلیم چہرہ کا ناپسند نہ کرتے تھے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے دشمن اور عدو مبین شیطان لعین کا

قصہ اور اس قصہ پر آریہ بلکہ دیانندی پنہتہ کے اعتراضات
مکذّب براہین نے آدم کے قصہ کو کچھ قرآن سے اور کچھ کہیں اندر من مراد آبادی
کی تصانیف سے نقل کر کے اسلام پر اعتراضات ذیل بیان کئے ہیں۔ دیکھو مکذّب صفحہ نمبر ۳۲

دیکھو مکذّب صفحہ نمبر ۳۲

پہلا اعتراض محمد یونیر خدا سے محمدیان معلّم اور مہم اور مکار اور دہوکہ بانزاد فریبی بلکہ جلیہ پرہیز
کیونکہ

اول۔ فرشتوں سے آدم کے پیدا کرنے میں مشورہ لینا صلاح پوچھنا۔ ضرور بطلی ثابت
ہے اور جو اپنی عقل نہیں رکھتا اور لوگوں کی صلاح برتنا ہے وہ کسی طرح خدائی کے لائین
دوہم۔ فرشتوں نے معقول اور فاضلانہ جواب دیا۔ آدم کی چال چلن اور برائیوں سے
فرشتوں نے خدا کو آگاہ کیا۔ مگر اُس نے سہٹ کی۔ اس واسطے نام ہے۔ کیونکہ وہی ظہور پذیر ہوا
جو فرشتوں نے کہا تھا۔

سوم۔ فرشتوں سے مکر کیا۔ جب فرشتوں نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا ہم تیری حمد اور
تقدیس کرتے ہیں۔ کیا خون اور فساد کرنے والے آدم کو تو باستشنا سے ہمارے اپنا نائب
کر لگا۔ تب خدا نے پوشیدہ آدم کو مخلوقات کے نام سکھلائے اور پیرا پلیمنٹ یعنی فرشتوں کو
کہا۔ اگر تم بزرگ ہو اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کے نام بتلاؤ۔ اس سوال کا
جواب فرشتوں سے زمین آیا تب خدا نے اپنے پالتو طوطے کو کہا کہ اسے آدم بتادے ان کو
نام آئے۔ تب آدم نے بتادے۔ خدا نے صریحاً و توضیحاً مکر کیا فریب کیا دہوکا دیا۔
دو کو کہیلا۔ پس خدا انہیں صفات سے موصوف ہے۔

فوسر۔ اعتراف۔ شیطان کی پیدائش خدا کے ارادہ سے نہیں ہوئی بلکہ اس کے احاطہ اقتدار سے باہر ہے یا اس کی مرضی کے برخلاف اگر ارادہ اور قدرت سے باہر نہ ہوتے تو شیطان کو اپنے مقرر بین لایکب کا معلم نہ بناتا اور جب عمدہ شیطانیّت کی تسلیم دیکھتا تو اس وقت کہ نہ کرن کی نیند سے خدای محمدیان بیدار ہوئے۔

تیسر۔ اعتراف۔ قرآنی خدا عالم الغیب ہی نہیں۔ اگر عقل رکھتا اور حور و غلمان کی محبت سے آزاد ہوتا تو پریا وقت سے آگے سوچتا۔ مگر وہ تو محمد شاہ رگیلے یا داغی شاہ کی طرح زائچہ جل میں بیٹھا ہوا تھا۔ والا شیطان سے سجدہ کرنے کی بابت پوچھ کر نہ منہ نہوتا۔ چودانی و پرسی سوال خط است۔

چوتھا۔ اعتراف۔ خدا کے محمدیان علم باطن سے نادان تھے اور ساتھ ہی زود رنج ہے اور تصدق اللہ جہا سے معقول جواب دے۔ ہر لون طعن کرتا ہے۔ فرشتے کاٹ کے تیلے غیر اللہ کو سجدہ کر کے ہے فرمویں اور شیطان نے سمجھا محذوق کو سجدہ کفر ہے۔ سست کھڑا رہا۔ جب خدا نے وجہ پوچھے تو عمدہ جواب بیان کی۔ خدا نے کھا آدم کو مخلوق کے نام نے نسبت رنگی ہے۔ شیطان نے کہا مجھے تیری عشق سے خدا نے کھا آدم خاکی ہے اور خاک پاک شیطان نے کہا وہ عرض کثیف ہے۔ میں جو ہر لطیف ہوں خدا نے کہا اسکو میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے شیطان نے کہا مجھے تو نے قدرت سے۔ بناوٹ ہی قدرتی عمدہ ہے۔ خدا نے کہا کہ تو عزت والا ہے یا شکبر شیطان نے کہا بسبب علم و حکمت کے والا ہوں خدا نے کھا جا چلا جا۔ یہاں سرکشی مت کر

پانچواں اعتراف۔ شیطان خدا سے زور آور ہی ہے کیونکہ خدا شیطان کو گایان دیتا ہے اور لعنتیں کرتا اور شیطان کا بال بیک نہیں ہوتا۔

• شیطان کا قہر ہے۔ اسی خدا تو سباحت میں مذکور ہوا گیا جو اب سے دردمند ہوا۔ اب رونا اور گالیاں دیتا ہے اپنی حرمت کھوتا ہے۔ چونکہ یہ تیرا مکان ہے اسلئے جب دفعہ ۴۴۴ تعزیرات منہ در اعلت بجا نہیں کرتا۔

پھر کذب نے شیطان کے مقدمہ کا قطعی فیصلہ دیا ہے اور اس میں اخیر و بکار پل لکھی ہے۔

بقول محمدیان شیطان شیطان نے خدا کا دیدار بھی دیکھا خدا سے باتیں بھی کرتا رہا۔ فرشتوں کا معلم اول بھی تھا باوجود اینہم سوا سے خدا کے اور کسی کو نہیں مانتا تھا گو یا جوتہا موصوفی مذہب عالم اجل ہونا اسکا محتاج بیان نہیں۔ فضیلت میں اس کے ہم ہلہ کوئی ملائک یا انسان نہیں۔ پھر محیب الدعوات (ایوب کی کتاب) اور برافندہ حاجات۔ سپران دم کو اسکا مردہ ہونا چاہئے کیونکہ وہی باعث ایجا د اولاد آدم ہوا۔ اگر وہ آدم کو دانہ گندم نہ کھلاتا۔ انگو اس عالم میں کون لاتا۔ جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکا یا تو پیر شیطان کو کس نے بہکا یا اور خدا مقابلہ کر لیا۔

پھر کذب نے کہا ہے کہ قابل غور دو امر ہیں۔

اول۔ پریشور و امانا دئی کل ہے یا نہیں۔ دوم۔ کہ مخلوق کو سجدہ کرنا کفر ہے یا نہیں اسے نمونہ۔ سخت خیرت کا مقام اور قابل الزام کلام ہے کہ خداوند پاک کفر کا حکم دے اور جو اسکے کفر کا حکم نہ مانے اسے مطعون ٹھہراوے۔

مکذب نے پھر کہا ہے۔

عام محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا سے خیر اور شیطان شر آفریدہ ہے۔ نیسے خیر کا

خالق رحمن اور شرک خالق شیطان ہے۔ ثبوت۔

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِيكُمْ
وَالْمَيْسِرَ وَيُصِدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْهَكُونَ
أَلَمْ نَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ
عَدُوٌّ مُبِينٌ - وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا
تَعْقِلُونَ

کیا ممکن ہے۔ نادان بے وقوف کے پو بارہ اور دانا حق پرست پشیمانی
اٹھاوے قرآن میں خدائی محمدیان شیطان سے مقابلہ کرنے میں ترسان ہے
یہ اس کلام کا اختصار ہے جسکو کذب براہین نے صفحہ ۳۲ سے ۷۴ تک
کہا ہے۔

مصدق۔ سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ
چونکہ کذب میں آدم کے قصہ پر کذب براہین نے خاص قسم کی تہذیب کو دکھایا ہے۔
اسو اسطے میری راستی پسند طبعیت کا منشاء ہے کہ اس قصہ کو جہاں تک قرآن کریم
اور احادیث صحیحہ اور تاسیخ معتبرہ سے پتہ لگ سکتا ہے۔ بیان کروں اور دکھائوں
کہ یہ قوم جو اپنے تئیں آریہ کہتی ہے کس قدر راستی کی حامی ہے۔ مین پہلے
بیان کر چکا ہوں کہ بہلون اور برون کا ہمیشہ متقابلہ ہوتا رہا اور انجام کار کامیابی
اور فحشندی کا تاج رہتا برون کے سر پر رکھا گیا۔

سعیدون کے ایک مورث اعلیٰ سعید کا قصہ قرآن کریم نے مکرر عبرت کے
لئے بیان کر کے مشاہدہ کرایا ہے کہ ہمیشہ برون پر حملہ آور ہوتے رہے۔ مگر

مگر انجام کار پہلوں ہی کی فحشیا بنی ہوتی رہی اور شقیہا ہمیشہ شقاوت کا نتیجہ پاتے رہے
 اس سعید کا نام آدم علیہ السلام تھا۔ اس کا مورث اعلیٰ ہونا یہود کو توریت سے
 اور عیسائیوں کو نیشنلسٹ سے ظاہر ہے۔ عرب کے لوگوں کو اپنی قومی اولیٰ
 روایت اور یہود اور عیسائیوں کے قریب یہ قصہ معلوم تھا اور غالب عمرات کے لوگ
 آدم علیہ السلام کے اس دشمن کی بدحالت سے واقف تھے اور ظاہر ہے کہ تمثیل
 سے بہتر اور نتائج کے دکھانے سے زیادہ کوئی عمدہ ذریعہ روحانی اور اخلاقی
 تعلیم کے لئے نہیں ہو سکتا۔ باری تعالیٰ نے ایک خاص ملک اور ایک خاص زمین
 میں آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا چاہا اور قبل اسکے کہ اللہ تعالیٰ آدم کو خلیفہ اور امام
 اور پستی نبوی بادشاہ بناوے اس ملک کے دیوتا اور سرواں ملائکہ کو الہا مانا آگاہ فرمایا کہ میں اس زمین
 میں ایک خلیفہ بنایا ہوں۔ غور کرو اس سے پہلی ایہ زمین جو معرض نے آدم کے قصہ میں لکھی ہے۔
 اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْ الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

پہلے نبیؑ۔ تاریخ میں بتاتی ہے کہ جب شرار کی فتنہ پر د از حرکات حدس و گمان۔ اور اخبار کو اس کی جگہ ملنی ان کے
 ہاتھوں میں نہ آئی۔ باری تعالیٰ کی ظاہر تقدیر ان اخبار میں سے جو انتظام ملک فی اور سیاست مدن میں افغان و انشال کی تعمیر
 امتیاز رکھتا تھا اسے سخن لیا۔ اس لئے اپنی تدریس کی خوبی سے انہی مائیکو کارون کو مجموعی اور قومی ہیئت میں لاکر مصلحتان
 حق کا ہتھیار کیا۔ بنی اسرائیل کی برگزیدہ مگر اس وقت تک نہ حال جماعت کو جو بھلاک و دشمنوں کے نرے میں گھرے ہوئے
 تھے حضرت یسین بنی بشارت دیتے ہیں کہ بیت جلد ایک جوان عورت ایک چھ جینے والی ہے جو در مادرہ قوم کا سخاوت
 دینے والا ہوگا۔ اسی طرح ان کے لئے ارض شام کے صلیبا اور عارفین کو کہ عجب اختلاف السنہ انہیں اس سرکہ۔ دیوتا
 کہو۔ ملائکہ سے تعبیر کرو الہا ہا خوشخبری دی کہ میں ان کا ایسا آدمی مبعوث کیا چاہتا ہوں جو ملاوہ صلاح و تقویٰ کی صفت
 کے اور دینی کی باگ ہاتھ میں لینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ زہ سادہ اور پاک لوگ جو جفا کار شرار کے دست برداری
 سے تنہا تھے جوئے تھے اپنے پہلے تجربہ کی بنا پر جو دھالموں کی نسبت کر چکے تھے ہلے وہ بھی کر ہی ایسا ہی بن کر
 بے رحم ہوگا۔ جیسے علی ہونے آئے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چھبیا سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے اس شخص کی نشان
 انہیں دیا۔ ان ملائکہ کو اسکی صفات و حالات کی تحقیقات کے بعد روپی تیلی ہو گئی اور اسکے محاسن کو دیکھ کر وہ دنگ
 ہو گئے۔ معجزہ
 ۱۔ جب کہا تیرے رینگے ملائکہ کو کہ میں اس سرزمین میں ایک خلیفہ بنا چاہتا ہوں۔

الارض کا الف اور لام اگرچہ مجموع اور متغراق کے معنے ہی دیتا ہے۔ مگر خصوصیت کے معنے ہی دیتا ہے۔ ہر دو معنے اپنے اپنے موقع پر لئے جاتے ہیں۔ یہاں آدم علیہ السلام کی ایک جگہ سے نکالے جانے اور دوسری جگہ چلا جانے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جہاں آدم علیہ السلام خلیفہ بناے گئے تھے۔ وہ ایک خاص ملک تھا اور جہاں آدم پیچھے روانہ کئے گئے وہ اور ملک تھا اسلئے یہاں الف لام تخصیص کے معنے رکھتا ہے۔ اور لفظ خلیفہ اور الارض کے معنے معلوم کرنے کے واسطو آیت ذیل کو پڑھنا چاہئے۔

يَاٰدُوْدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِيْ الْاَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِاَمْرِ

اس آیت میں لفظ خلیفہ اور لفظ الارض سے اچھی طرح واضح ہو سکتا ہے کہ الف و لام خصوصیت کے معنے دیتا ہے اور آگے چل کر لفظ جنت کی تحقیق میں ہم اور زیادہ تفصیل کرینگے تفاسیر میں لکھا ہے۔

فَهَمَّا مِنْ اَنْحِلَافٍ اِنَّا الَّذِيْ يَفْصِلُ بَيْنَ النَّاسِ - مَا يَفْعَلُ بَيْنَهُمْ مِنَ الْمَظَالِمِ وَ

عزالمجاہد والمآثر - قرطبی - ابن کثیر

وَالصَّيْحَمِ اِنَّمَا اُسْمِيْ خَلِيْفَةً لَا اَنْدُ خَلِيْفَةً اَللّٰهُ فِيْ اَرْضٍ لَا قَامَتْ حُدُودُهَا وَتَنْقَبِذُ

تَضَايَا هُ فَضَحَ الْبَيَانُ

۱۔ اے داؤد ہم نے تجھ کو اس زمین میں خلیفہ بنا یا سو تو لوگوں میں حق حق فیصلہ دیکھو۔
 ۲۔ اے خلیفہ سے یہ سہا ہے کہ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے تنازعات یا سہی کو فیصلہ کرے۔ اڈا کر دلی امور سے انہیں باز رکھے۔ قرطبی ابن کثیر
 ۳۔ اور اصل یہ ہے کہ اسے خلیفہ اسلئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ بن کر اس کی زمین میں حدود کو قائم کرے اور ان ملکات کو جاری کرتا ہے۔ فتح البیان

الْخَلِيفَةُ هُوَ مِنْ مَخْلُوفٍ غَيْرِهِ وَالْمَعْنَى خَلِيفَةُ سِنِّكُمْ لَا تَهْمُكُمْ كَمَا تَهْمُ سَكَانَ الْأَرْضِ
 اَوْ خَلِيفَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ وَكَذَلِكَ كُلُّ نَبِيٍّ - بخود یا داؤد وانا جعلناك خلیفۃ
 فی الارض - تفسیر مدارک غرض اس میں کہ تمام مقدس فرشتوں کی مقدس
 گروہ نے آدم علیہ السلام سے پہلی قوموں کی بدولت اسی اور کافروں - و شیطان و شیطان
 - شیطانوں اور آسمانوں کے بری کام اور بد چلنی دیکھی ہوئی تھی عالم الغیب تو
 بجز ذات پاک باری تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں الا من شاء اللہ نہ انبیاء نہ اولیاء
 وہ ملائکہ ہی ایسے ہی محمد و آلہ وسلم - محمد و آلہ تجربہ مخلوق تھے - اپنی کم علمی اور غیب نہ جاننے
 کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جسکے معنی نائب اور قائم مقام کے ہیں غلطی
 سے سمجھ بیٹھے کہ یہ آدم ہی آدم سے پہلی قوموں کی طرح مشاؤ - قتل - اور سرفک و نا
 نہ کرے - اس آدم کی واقعی نیکی اور نیک چلنی کا انکو علم نہ تھا - اسلئے باری تعالیٰ
 کی مجلس بارگاہ میں عرض کیا -

أَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
 وَنُقَدِّسُ لَكَ -

بزرگوں - دیوتاؤں کا کام تو یہی تسبیحات اور تحمید الہی اور باری تعالیٰ کی
 عبادت ہوتی ہے - اور بس - وہ بیچارے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت اور اس کے
 کاموں کے اسرار سے کیا واقف کہ فقط ساقی تحمید و تقدیس سے دنیوی انتظام اور

۱۔ خلیفہ اسے بہترین جو کسی کا قائم مقام ہو - آیت کے معنی یہ ہیں کہ وہ تم میں کا خلیفہ ہے - کیونکہ وہ لوگ نہ میرے باشندے
 تھے - اور یہ جتنے بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے اس کی زمین پر اور اسی طرح ہر نبی اس کا خلیفہ ہے
 - مثلاً اسے داؤد دیکھئے - سچے اس زمین میں خلیفہ بنایا - تفسیر مدارک -
 ۲۔ یہی ہے قند و فساد کی روین اور شر کے طوفان تہوڑے چل رہے ہیں - یہ بھی تو کوئی انبیا قبل ہی
 ہو گا - تیرا حلال ظاہر کرنے کو ہم بھی آخر میں ہی -

ورؤس الجبال واقاموا مکاتھم۔ فتح البیان

اسکن الجن فی الارض فمکنوا فیہا دھراً طویلاً ثم ظہر فیہم الجسد والبغ
فامسدوا فیہا فبعث اللہ نعل علیہم جنذاً من الملائکۃ یقال لہ الجن وھم
بخزان الجنان اشتق لھم اسم من الجنۃ رأسھم ابلیس وکان رئیسھم
تفسیر سراج المنیر خطیب شریفی۔

وعن جابر بن عبد اللہ عن عمر بن الخطاب عن ابن مسعود عن
آدم بالقیسۃ فافسدوا فی الارض ینسفکوا الماء فبعث اللہ جنذاً من
الملائکۃ فصر یوھم حتی الحقوا بخائوا البحر۔ ابن کثیر۔

ان عبارات سے صاف واضح ہوتا ہے جیسے ہمیشہ فاتح لوگ قلب ملک پر قابض
ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی ملائکہ اور وہ دیوتا جنکے سامنے یاخیر آدم علیہ السلام خلیفہ
بنائے گئے شیاطین پر فاتح تھے۔ اور شیاطین دلیل اور خوار ہو کر دور دور بلاد
میں ہباگ گئے۔ اور امام الامۃ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت سے
جیسے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ اس آدم علیہ السلام سے پہلے ہزار در ہزار آدم گندہ
ہیں۔ حضرت شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ فتوحات مکیہ کے باب حدود و تالیف
میں فرماتے ہیں۔ میں ایک دفعہ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ مجھے کچھ لوگ طواف کرتے ملے۔ انکی
حالت سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کونسی روحانی گروہ ہے۔ "قلت لواحد منھم من انتم فقال

نحن من اجدادک الاول فقلت کم لکم من الزمان والمدة فقال بضع اربعون
الف سنة فقلت لیس لادم قریب من تلك السنین

فقال غریب آدم تقول عن هذا الاقرب الیک او غیرہ ففکرت منذ کنت حیا

مَنْ سَوَّلَ اللَّهُ صِلَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ قَبْلَ آدَمَ الْمَعْلُومَ عِنْدَنَا مِائَةَ

الف آدم۔

شیخ صاحب کہتے ہیں۔ میں عالم کشف میں حضرت ادریس بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام
ملا۔ اور اس کشف کی صحت پر سوال کیا۔

فَقَالَ ادریس صدق الخبر صدق شهودك ومكان شفتك

جب ملائکہ۔ دیوتا نے اپنے اس غلط قیاس کے باعث وہ عرض کی جس کا ذکر آیت

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَثْوًى لِّقَوْمٍ يَكْفُرُونَ گزرا تب بار تیرے لئے ملائکہ کو فرمایا

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اللہ تعالیٰ علیم وخبیر کی غیب دانی پر غور کرو کیسی غیب دانی ہے۔ اور وہ پاک

ذات اپنے علم کے ساتھ کیسا محیط الكل ہے۔ کسی تاریخ سے قرآن کی کسی آیت سے

معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی قسم کا فساد فی الارض یا سفک

دما ہوا ہو۔ ملائکہ کا اعتراض حضرت آدم پر تھا۔ اور اعتراض بھی یہ کہ فساد الارض

اور سفک دما اُس سے سرزد ہوگا۔ مگر حضرت آدم ان جیوے پاک اور برہی نکلے۔ اگر

حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص انکی طرز پر نہ چلا تو اُسکے جرم سے حضرت

قصو وار نہیں ہو سکتے اولاد کے گناہ سے باپ کو بدنام کرنا اور بیٹے کے قصور پر

باپ کو ملامت کے قابل بنانا بے اضافی ہے۔ باپ کی کر توت سے بیٹا بدنام تو ہو

لے حیوان میں کے ایک سے کہا آپ کون لوگ ہیں اُسے کہا ہم ترے پہلے باپ دادا ہیں میں نے کہا تمہیں کتنا عرصہ ہوا۔

کہا قریب چار سال کے۔ میں نے کہا اس ہمارے آدم کو تو اتنے برس نہیں ہوئے اُس نے کہا تو کس آدم کی بابت کہتا ہے

اسل اپنے قریبی آدم کی بابت یا کسی اور کی بابت میں سوچ میں پڑ گیا اتنے میں عجیبے ایک حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے

ہمارے اس معلوم آدم سے پہلے لاکھ آدم پیدا کئے۔

مگر بالعکس بالکل غلط ہے۔ مان حضرت آدم۔ شیطان کی ناراستی اور قسم دہن کا کہا جاتے تو ممکن تھا۔ کیونکہ نیکوں کے نیک گمان ہوتے ہیں۔ نیک آدمی فریبین کی باتوں پر اپنے نیک گمان کے سبب غلطی کہا سکتے ہیں۔ شیطان نے تو حضرت آدم سے قسم کہا ہی تھی۔ جیسے آیت ذیل سے ظاہر ہے۔

فَقَاتِلْهُمْ اِنَّ لَكُمْ اَمِّنًا مِّنَ النَّاصِحِينَ۔ فَذَلِيلُهُمَا نَجْوٰر۔

مگر حضرت آدم نے شیطان کے کہنے پر عمل نہیں کیا اور نہ شیطان کے دہوکے میں آئے مان جب آدم درخت ممنوع کی ممانعت بھول گئے۔ جیسے عنقریب آتا ہے اور اس درخت کو استعمال کر چکے تو اس نسیان اور عدم حزم اور عدم احتیاط کے باعث اس ملک کے قیام سے روکے گئے جہاں بقیم ہے۔

اَهْبِطُوا مِنْهَا کَیْمٰیْعًا۔

یہ حکم اللہ تعالیٰ کے فضل کا نشان تھا حضرت آدم غالباً پشید بلکہ سرزندہ من چلے آئے جیسے جابر۔ ابن عمر سیدنا علی اور جماعت صحابہ اور تابعین اور من بعدہم سے مروی ہے۔ کیونکہ جس مکان پر کسی سے غلطی ہوتی ہے وہ منحوس جگہ اس قابل نہیں ہوتی کہ محتاط لوگ وہاں رہیں۔ علاوہ برین ایسے مکان سے ہجرت کرنا آئندہ کے واسطے ہشیار اور خبردار بنا دیتا ہے مان جب پشید مانے بیدار لگے یعنی دیوتا ملزم ہو سکتے ہیں کیونکہ سر (یعنی فرشتے) باؤسر کہ شیطاں پیراے جنگ کردن بہادر جمع می شوند (اپنشد چہ اندوک۔ او یہاں سے اول

۱۔ ان سے قسم کہا کہ اگر میں تمہارا خیر خواہ ہوں پیرا نہیں دہوکے کی راہ دکھائی۔
۲۔ یہاں سے کبھی کبھار نکل جاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ دیوتا اور سروں کو آدم کے خلیفہ بنانے پر جب یہ فرمایا۔

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

اس دعویٰ کی نہایت لطیف دلیل تباہی دعویٰ تو یہ فرمایا کہ بے ریب میں وہ
باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اس دعویٰ کا ثبوت یوں دیا۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔

آدم کو چیزوں کے نام سکھائے اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو دی تھی
تو ثابت ہوا کہ جو چیز آپ کو سکھائی گئی۔ وہ فرشتے نہیں جانتے تھے۔ اگر وہ جانتے
تو اس چیز کے بنانے سے عاجز اگر یہ نہ کہتے۔

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

آدم کو ایسی بات تعلیم کر دینی جس کا علم فرشتوں کو نہ ہو۔ ضرور اس امر کا ثبوت ہے کہ
اللہ تعالیٰ دیکھ جانتا ہے جسے فرشتے نہیں جانتے۔ اگر فرشتے جانتے تھے
تو اللہ تعالیٰ نے اگر آدم کو پڑھا دیا تھا گو کہ مانا کہ علیحدہ پڑھا دیا تھا۔ تو واجب تھا
کہ فرشتے بدون اس کے کہ عدا سے پڑھتے بتلا دیتے۔ اور اگر نہ بتلا سکے تو معلوم ہوا
کہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ۔

وَأَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

بالکل سچ تھا۔ جب وہ ایسا علیم تھا کہ فرشتے اس کے علوم سے بے خبر میں تو اس کو

لے میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔
نہ۔ تو یہ کہ ہے میں کوئی علم نہیں مگر جتنا تو نے میں سکھایا۔

کسی فعل پر کسی کو خواہ ملائکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں۔
 چونکہ حضرت آدم کی خلافت انکی کمال علمی کے باعث ثابت ہو گئی اور علمی کمال
 بطریق اولیٰ تسبیح اور تحمید کا باعث ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم نے کہا۔
 اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔
 تو حضرت آدم ملائکہ سے بڑھ گئے اور انیر فضیلت پا گئے۔ جن باتوں پر خلافت کا
 مدار ہے اس بات میں بیان ہوئی ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ يَخْتَرُ لَكُمْ طُلُوتَ مَلِكًا۔ قَالُوا لَا نَیْکُونُ کَ الْمُلُکِ عَلَیْنَا وَنَحْنُ
 اَحَقُّ بِالْمُلُکِ مِنْهُ وَکَمْ یُؤْتِ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ۔ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَیْکُمْ
 وَرَادَا کَ بَسْطَ فِی الْعِلْمِ وَالْجَسَدِ

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ اس خلیفہ اور حاکم کی اطاعت کرو۔

الہی خلفاء کی تابعداری اور فرمانبرداری انسانی ضرورت۔ تمدن اور سیاست کا لایچی
 مسئلہ ہے۔ اس واسطے جامع العلوم کتاب قرآن کریم اس بارے میں حکم دیتی ہے۔

اَطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولٰٓئِکَ اٰخِرُ مِنْکُمْ
 تمام مذاہب میں یہ امر مسلم ہے کہ عبادت نام ہے اللہ تعالیٰ کی آگے
 پالین کر نیکی شیے اسکا فرمانبردار ہونا جب بارہی تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم کو

۱۔ اللہ کے بندوں سے جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہ جاننے والے ہی ہیں۔

۲۔ جو تم میں سے ایمان لاؤ جنہیں علم دیا گیا۔ اللہ انکے درجے بلند کرے گا۔

۳۔ اللہ نے ملائکہ کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم ہر ایک کی بادشاہی کو ٹکر ہر کسی کی بلکہ ہم اس کی
 نسبت بادشاہ کی بدلتی اور ہیں۔ اُنکے پاس ال کی طرف سے کوئی کوحت نہیں۔ اُنکی کیا اہمیت اسے تم پر چن لیا اور اسے علم و جسم و اونان
 میں کشتیش دی ہے۔ ۴۔ اللہ اور رسول کی اور حاکمون کی اپنے اطاعت کرو۔

سجدہ کرو تو آدم کو سجدہ کرنا اور اسکی آگیا کا پالن کرنا وحقیقت باری تعالیٰ کے جناب کو سجدہ تھا۔ نہ آدم کو سجدہ ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسکے خلق واد کی فرمانبرداری بھی خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔ اور حکام وقت کے پہلے حکم اور اچھے ارشاد واد کی اطاعت حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ہی اطاعت ہوا کرتی ہے۔

سجدہ کا لفظ اسلامی شرع میں ایک صحیح لفظ ہوسکے معنی سمجھنے کے لئے ان آیات مجاہدہ پر غور کرو۔

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

سجدہ کا لفظ عرب کی لغت میں انقیاد اور فرمانبرداری کے معنی دیتا ہے زید الخیل عرب کا ایک مشہور شاعر ایک قوم کی بہادری کا تذکرہ کرتا ہے اور کہتا ہے اس بہادر قوم کے سامنے ٹیلے اور بھار سب سجدہ کرتے ہیں یعنی فرمانبردار ہیں۔ انہیں کوئی چیز بھی اس قوم کو روک نہیں سکتی۔

بجمع تفضل البلق فی حجراتہ *

تربی الاکم فیہا سجداً للحق افر *

۱۔ جس نے اس ل کی اطاعت کی اُسے اللہ کی اطاعت کی۔

۲۔ آسمانوں اور زمین کی آیت اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

۳۔ آسمانوں اور زمین کے ہر وجود اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

وَالسَّجُّودَ التَّذَالِ قَالَ لَا تَقِيْدُ بِالسَّعْيِ فِي تَحْصِيْلِ مَا يَنْوِيْطُ بِهِ مَعَاشَهُمْ - فَتَحْ

تفسیر مدارک میں ہے

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا

ای اخضعوا لہ واقربوا بالفضل لہ

عرض آدم علیہ السلام تاج اور ہر طرح اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں زندگی بسر کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے کہا یا تمہارا کہ انکسور یا الشجر - اور انجیر کے پاس بھی جانا وَفَلَنَّا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ۔

سعید بن جبیر - سدی - شعبی - جعدہ بن بیرو - محمد بن قیس - عبد اللہ بن عباس - مرہ ابن سعد - اور کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی قول ہے کہ وہ انکسور کا درخت تھا۔ مدارک میں لکھا ہے کہ یہی درخت تمام فنون کی جڑ ہے۔ اور منہ بن سعید

نے اپنی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جیسے امام ابن قیم نے حادی الارواح میں بیان کیا۔ اور وہ درخت جہنم آدم علیہ السلام رہے وہ زمین پر تھا۔ غور کرو لائل ذیل یہ وَالْقَوْلُ بِأَنَّهَا جَنَّةٌ فِي الْأَرْضِ لَيْسَتْ بِجَنَّةِ الْخُلْدِ۔ قول ابی حنیفہ صحابہ رضی اللہ عنہ

وهذا ابن عیینہ یقول فی قوله عرش و جبل وان لك ان لا تجتمع فیها ولا تعری

قال یعنی فی الارض۔ وابن عیینہ امامم وابن نافع امامم وهم رای المنکرون

لا یا اتقنا مصلحہما۔

۱۰۔ اور پہنے کپڑے آدم تو اوتیری لی لی اس جنت میں ہوا درجہ ان چاہوں اس میں سے کہا وہ اس درخت کو نزدیک نہ جائیو کہ گناہگار ہو جاؤ گے۔

جہان رہے وہاں سے سلامت نہ نکلے۔ وہ جگہ انکے لئے دارالسلام نہ ہوئی۔

(۴) جنت النخل کا نام دارالقرار ہے اور جہان آدم علیہ السلام قامت پذیر ہے وہ مقام انکے واسطے دارالزوال ہو گیا۔

(۵) جنت النخل کی تعریف میں آیا ہے وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِينَ اور جہان آدم علیہ السلام کہے گئے۔ وہاں سے نکلے یا نکالے گئے۔

(۶) جنت النخل کی نسبت آیا ہے۔ وَلَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ اور جہان آدم علیہ السلام کہے گئے یا مقیم ہوئے وہاں انکو تکلیف پہنچی۔

(۷) جنت النخل کی نسبت جسکو بہشت کہتے ہیں۔ وارو ہے۔ لَا تَعْوِيْهَا وَلَا تَأْتِيْهَا۔ اور جہان آدم علیہ السلام بتے تھے وہاں شیطان نے لغواؤ گناہ کیا۔

(۸) جنت النخل کی نسبت آیا ہے۔ لَا يَتَمَعُونَ فِيهَا الْعَوَاقِلُ اور جہان آدم علیہ السلام ہے وہاں جھوٹ سنا۔

(۹) جنت النخل آسمان میں ہے۔ اور جس جنت میں آدم ہے وہ زمین میں ہے جیسے کہا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور نہیں فرمایا۔ فِی السَّمَاءِ

اَوْجَعَةُ الْمَاوِیْ

(۱۰) جنت النخل میں شیاطین کو دخل نہیں اور ان کی غنیمت باتیں وہاں نہیں پہنچ سکتیں بَلْ اِلَیْهِ تَصْعَدُ الْكَلِمَ الطَّیِّبُ

لہ۔ اُس میں انکو کوئی کوفت نہ ہوگی۔

یہ۔ جنت میں نہ لگتا اور نہ کہنا نہیں۔

یہ۔ اس میں لغواؤ اور جھوٹ نہ پہنچ سکتے۔

یہ۔ اسکی طرف پاک باتیں صعود کرتی ہیں۔

غرض آدم علیہ السلام ملک میں رہے۔ اور شیطان اُن سے عداوت کرتا رہا۔ انکو
یلاس سخت کے کہانیکے بہانے بتاتا رہا جسکی ممانعت تھی جیسے آیات ذیل میں ظاہر ہے
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُفِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوَاءٍ ۖ هُمَا - وَقَالَ
مَا هَٰؤُلَاءِ بَشَرًا ۚ هَٰؤُلَاءِ شَجَرَةٌ ۖ اِلَّا اَن تَكُونَا مَلَٰئِكَةً اَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
وَقَاَسَمَهُ اِنِّي لَكُمَا مِنَ النَّاصِحِينَ

وَقَالَ يَا اٰدَمُ هَلْ اَوَدَّكَ عَلَيْهِمْ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكًا لَّا يَمُوتُ
مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اس بے ایمان کچ قول
پر کبھی نہ چلے اور شیطان کا ان پر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق
شر تھا نہ اس کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر تھا۔ دیکھو

وَإِذْ اَقْرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۚ إِنَّهُ لَكُمُ سُلْطٰنٌ
عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلَىٰ رِجْسِهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَكَّلُوْنَ
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُوْنَ -

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَ كُمْ وَعَدَ الْحَقَّ وَوَعَدْتُكُمْ
فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيْ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَن دَعَوْتُكُمْ
فَاَسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلْمُزُوْنِيْ وَلَوْلَمْ اَلْفَسَكُمُ

لہ پر شیطان اُن میں بہ خیاں ڈالنے شروع کئے اسلئے کہ اُن کی پوشیدگی کو ظاہر کر دے اور کہا کہ تمہارے خداوند
نے تمہیں اس درخت سے ہوا سے روکا ہے کہ اُس کے استعمال سے (شریے) باسدا زندہ رہتے ہو اسلئے نہ خاں
اور اُن سے قسم کہانی کہ میں تمہارا خواہ ہوں۔
کہ اور کہا اے آدم میں تمہیں ہمیشگی کا درخت اور غیر فانی بادشاہی دکھاؤں۔
تک جب تو قرآن پر پڑھ کر شیطان سے اسکی ہمارہ مانگ۔ یاد رکھو اسکو یوں سنو اور اپنے رب پر توکل کرنے والوں کو کبھی قدرت نہیں
اسکا رب ان پر جانتا ہے اسے دوست کرتا اور اس کے ساتھ ہی رہتا ہے۔
تک جب فتوے لگ چکا شیطان بلا لیتا تم سے بچا دے۔ وعدہ تو میں ہی کیا خلاف کیا اور ان پر کوئی تصرف نہ تھا ان باتوں
ہے کہ کہنے لایا تم نے ان لیا سوا بے نیکیاں کروا دے آپ کو کر دے

قَالَ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا كُنَّا كَمَا
عَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِلَّا فِتْنَةً لَكَ يَعْبُدُون[۞]
ہاں ایک جگہ شیطان نے کہا ہے۔

جمعین

مگر شیطان کی تابعداری وہی گمراہی اور اسکے قول کو وہی حجت پکڑیں جو اُسے انبیاءِ طیارین کے کلمات کی نسبت قرآن کریم کا فتوے یہم ہے۔

وَمَا يَعْزُدُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا عُرْدًا

بلکہ شیطان نے خود ہی اپنے تئیں بجاوت کا ملزم ٹھہرایا جیسے گذرا بلکہ ہر بد کا اپنی
بجاوت اور سرکشی اور نافرمانی اور غوغائے میں ہرگز ہرگز باری تعالیٰ کی قدوس ذات
پر ظلم اور جبر کا الزام نہ لگا دے گا۔ اور جب پوری رستی سے اظہار دیے گا تو
یہی کہیگا۔ اَعُوْذُ بِہُمْ مِّنْكَ اَعُوْذُ بِہُمْ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بجز کسی سے شر اور بائی
نہیں کرانا۔

اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے۔ مگر مدت کے بعد وہ درخت کے

۱۔ اُن لوگوں نے جن پر سزاوار ہوئی کہ آپ ہمارے رب ہی لوگ ہیں جنہیں ہم نے بہکا یا۔ ہم ہی سبکے انہیں ہی بہکا یا تیری دو مائی ہے۔ یہ انہیں نہیں پوچھتے تھے۔
 ۲۔ تو نے مجھے بہکا یا تو ہی اب میں اُن کے لئے تیری سید ہی راہ کو گڑھ کر دوں گا۔
 ۳۔ اب جو تو نے مجھے رازد با میں زمین میں مگر ہی راہوں کو اُن پر سجاؤں گا۔ اور اُن سب کو بہکاؤں گا۔ اُن تیرے مخلص بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔
 ۴۔ شیطان کے وعدے اُن سے تیری دہوکا باندھی ہے۔
 ۵۔ ہم تو ڈرتے تھے کہ انہیں ہی کے ڈوبے۔

پاس جانے کی ابھی ممانعت کو پہول گئے ایسے پہولوں سے بچنے کے واسطے باری تعالیٰ نے ہمارے مادی اور سر دار عالم رحمت عالمیان کو قرآن کریم کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا قصہ فرمایا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ بِالْقُرْآنِ مِزْنَ لَّكَ وَحْيِكَ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا
وَلَقَدْ عَلَّمْنَا آدَمَ كُلَّ شَيْءٍ وَلَمْ يَجِدْ لَهُ عِزًّا

اور اسی بیان پر آدم علیہ السلام کو

عَصَى آدَمُ كُرْسِيَّ فَعَوَّى

فرمایا۔ اور چونکہ اصل مبداء اور اس بیان کا باعث وہی مکالمہ شیطان تھا

اور اسی گفتگو کا رنگ تھا آدم علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا۔

فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ

کتاب خازن کی تفسیر میں لکھا ہے۔

ازل۔ امی اتزل آدم وحواء عا ہما الی الزلۃ وہی الخطیۃ۔ کتاب التاویل تفسیر خازن

عرض آدم علیہ السلام اس ناک سے چلے گئے اور کسی اوڑھن میں جا کر آیا ہوئے۔

توریت شریف میں لکھا ہے۔ خداوند خدا نے آدم علیہ السلام کو ایک باغ عدن میں رکھا۔ کہ اسکی

یاغیا بنی اور گہیا بنی کرے۔ (سیدائش ۲۔ باب ۱۸) اور پیدائش ۲۔ باب ۲۔ آیت پن ہے اسنے

آدم کو نکال دیا اور باغ عدن کے پورے کی طرف کرومیون کو جو چکنی تلوار کے ساتھ چاروں طرف پہرہ تھے

لے اور جلدی صحت کر تو ان سے قبل اسکے کو اسکی وحی پھر پوری ہو اور کہو اسے رب مجھے علم زیادہ دے۔ او کہنے

آدم سے عہد کیا وہ پہول گیا اور اس میں اسکا کوئی قصہ نہ تھا۔

لے۔ آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا۔

لے۔ ان کو شیطان نے پہلا ٹھکانا دیا۔ اور پہرہ ان کو حیاں وہ تھے وہاں سے نکال دیا۔

الْأَضْلَکَ رَبُّ الْهَکَّ أَضْلَکَ کَثِیرًا مِّنَ الثَّلَکِ

اَضْلَکَ کا لفظ قابل غور ہے اسلئے کہ اَضْلَال اور گمراہ کرنے کی نسبت بتوں اور پتھروں کو دی گئی جن میں گمراہی کے خلق کرنے کا ارادہ یا مادہ بالکل نہیں بلکہ محض بیجاں بے ضرر چیزیں ہیں۔

مکذیفہ ۴۹ مجنوں سب میں تیرا ترک تیرا شکار کفر کا نشان ہے اُس میں بالبحرہ ایمان بالملک کا خود اسکی زبان سے ہو یہ یہی البطلان۔

مصدق۔ یاد رہے۔ جبر اور اختیار یہ دونوں ناقص اور مکمل الفاظ ہیں۔ جبر یہ ہے کہ کسی کا دل نہ چاہے۔ اور زور کے ساتھ اُس سے کام لیا جاوے باری تعالیٰ اس طرح کسی شخص سے بے سبب اعمال صالح یا برے کام نہیں کرتا۔ کیونکہ جابر نظام ہوتا ہے اور باری تعالیٰ کی ذات پاک اس لازم سے ہر کسی ہے قرآن نے اسی واسطے یہ دونوں لفظ چھوڑ دیئے ہیں اور تقدیر پر اعتراض کرنے والوں کو خوب جواب دیا ہے جیسے فرمایا ہے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِن شَيْءٍ
كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا نَارًا سَنَّا۔ قُلْ هَلْ عِندَکُمْ مِّنْ عِلْمٍ
فَتُخْرِجُوهُ لَنَا لَئِن تَسْتَعْجِلُوْنَا لَا الظَّنَّ وَاِنَّ أَنفُسُنَا لَآتَخُنَّ ضُوءَ قُلْ فَلِلَّهِ
الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاکُمْ أَجْمَعِیْنَ

اے مشرک بول اُٹھیں گے اگر اللہ چاہتا ہے اور ہمارے باپ دادا سے نہ تو مشرک کرتے اور نہ کسی شے کو حرام کرتے ان سے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا یہاں تک کہ ہماری سزا ملا چکیا۔ اسی ہی ان سے کہہ رہا ہے کہ اس کوئی اس بارہ میں علم ہے تو لاؤ ہمیں نکال کر دکھاؤ۔ تم تو ظن کے پیچھے لگے ہو اور انکلیں لگا رہے ہو انہی کہہ رہے ہیں اس سے اچھوٹے کہ اسکی مرضی سے شکر کیا ہوتا ہے کوئی دلیل نہیں اور تم ہوسٹے لگے تو یوما فلہ الذکوہ حال ہے اگر اسکی مشیت ہوتی تو نہیں ہر ایت دیتا دیکھو کہ مشرک کو دانا حبیباً مہربان مانا ہے۔

خلاصہ مطلب۔ اگر ذات باریکات باری تعالیٰ کا ارادہ ہو کہ خواہ مخواہ انسان کو ایک طرف
 کھینچے تو ایسی مقدس بات سے بعید ہے کہ انسان کو گمراہی و شرک کی طرف لے جا دے
 پہر کیوں نہ سب کو ہدایت پر لا کر فرشتے ہی بنا ڈالے۔ مگر جب اُس نے انسان کو عقل
 العیون و ہدایت پر مجبور نہیں فرمایا۔ اسی سے یہ بھی قیاس کر لینا چاہئے کہ اُس نے انسان
 کو گمراہی پر بطریق اولیٰ مجبور نہیں کیا یا مجبور نہیں فرمایا۔ اس طریق کا نام شرک
 بالاولیٰ ہے۔ اور یہی استدلال قرآن کریم کا خاص طرز ہے۔ مان اللہ تعالیٰ
 نے انسان کو ایک تطاعت بخشی ہے اور ایک قدرت عنایت فرمائی ہے۔
 اسی قوت پر انسان کو مکلف بنایا ہے۔ اور سپر چیز اور ستر کو مرتب کیا ہے۔
 حضرت مخلد و مکرم جناب مرزا صاحب نے براہین میں لکھا ہے۔ فرقان مجید
 ہر ایک مہول اعتقاد کو جو بدارتجات ہے۔ محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے۔ (۱) جیسے جو دھان عالم کا
 ثبوت (۲) توحید کا ثبوت (۳) ضرورت الہام احقاق حق اور ابطال باطل۔ یہ امور فرقان کے
 من جانب اللہ ہونے پر پوری دلیل ہیں۔ اسکے جواب میں مکذب صاحب آریہ کے چوتھے نیم کو یاد
 دلاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ ”سچ کے اختیار کرنے اور چھوٹے کے چھوڑنے میں سر دھتا ادا
 رہنا چاہئے“ یہ کہہ کر اور داد خوش فہمی دی ہے اور کہا ہے۔ ”جس مذہب میں شک کرنا کفر اور
 ایسا ایمان یا بچہ ایمان یا لیکر کا خود اسکی زبان سے ہی بدیہی بطلان ہے“ یہ قرآن کریم پر حملہ
 کرنے کی وجہ میں کہا ہے۔ ”جب تک سچائی کے مقابلہ چھوٹے کو لا کر کامل شکست نہ دیا جاتا تب تک ایسی
 کے جو ہر انگشاف نہیں پاتے۔ اور تسلی کامل پہنچاتے ہیں۔“
 پہر مکذب نے دیانند کی تعریف اور ان کے چمنستان کی خوبی بیان کر کے امور قورہ
 بالا میں موازہ قرآن و وید پر قلم اٹھایا ہے۔

پہر مکذیب نے وجود صلاح پر سات دلائل لکھے ہیں۔ جنکو میں ایک ایک کر کے بیان کرتا ہوں۔ پہلے۔

(۱) سخاوت یا کمائی کے واسطے اصل مقصود یا پرمت کرست یا سب کے جاننے یوگ سرب بیا پاک پر تہا ہے۔ سب کو پوری پرمت سے اسکے حصول یا پراپتی کے لئے کوشش اور متین کرنا چاہئے۔ اُسکے گیان سے پرمت اند میں رہ سکتے ہیں۔ بست و دیا ہی سے اسکا گیا ہوتا ہے اور گیان ہی سے پرمت کا جاننا ہے جس طرح اکاش میں مینر اور سورج کی بیا پتی اور پرکاش آس من تات بیا پت ہے۔ ایسہ ہی پریم سب جگہ پر پتی پورن ایکس بیا پاک ہے اسکی پراپتی سے جو سب دکھوں سے چھوٹتا ہے اور کسی طرح نہیں ۱۱

پہر مکذیب نے اس بڑی دلیل کی اور بھی زیادہ تفصیل کی ہے۔
(۱) ایشوری کے گیان سے کمائی اور اسے اعلیٰ سو کہہ حقیقی اند یا زیادہ مارج تتی انسان کے واسطے کوئی نہیں ہے۔

(۲) جانی سو کہہ اور شہوی یا اگیانی لڈانیکا اسمین نام و نشان ہی غارو ہے۔

(۳) ایشہ محسوس نہیں اور نہ محدود ہے۔ اسکا کوئی خاص مکان یا تخت نہیں اور نہ اسکی حاضری کیواسطے کسی عرض ہگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ وہ سب بیا پاک ہے۔

(۴) ویا گیان کا ذریعہ اور گیان کمائی کا۔ پس کمائی کا نتیجہ پراپت کی پراپتی ہے اس سو کہہ بات کے جاننے کے واسطے ایک ایسی ہی سو کہہ دلیل کی ضرورت تھی جو ایشوری طرف سے ہڈا تادی گئی۔ پر مینر اگیان دپتا ہے کہ جس طرح سے اکاش میں

نیر کی بیابانی ہے اور محسوس نہیں ہوتی۔ بصارت اپنا کام چلا رہی ہے اور گہائی
 نہیں دیتی جس طرح سوریکہ کا پرکاش اکاس میں آسمن تات بیابان ہے اور زیادہ
 سوکھم ہونے سے اکاس آہستہ پڑھتا ہو سکی مابیت کو نہیں جانتے ویسی ہی ایک
 جہان شکستی مان پر مانتا انتظام عالم کا کر رہا ہے۔ مگر سورج کی طرح جڑہ نہیں اڑا لیا
 ویشی ہے چونکہ فانی نہیں اس واسطے محسوس ہی نہیں مگر سرب بیاپک جیتن او
 سرب شکیمان ہے لگاتار ہے +

ناظرین غور فرمائیں۔ مان خوب غور فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اسکی
 پاک کلام کی بے ادبی اور اسکے مقابلہ میں مہٹ اور ضد کا کیا پھر آئی نتیجہ ہوتا ہے۔
 اور کس طرح راستہ بازی کا دشمن اندکاری میں تباہ ہوتا ہے۔ سوچو تو یہ کیا
 دلیل ثبوت ہستی صانع عالم کی ہے ؟

اس منتر سے سب ترجمہ یا تفسیر یا بیان مکتب براہین کے طرف اتنا معلوم ہوتا
 ہے۔ کہ نجات کے واسطے سرب بیاپک اور جاننے یوگ پڑتا ہے۔ اسکے
 گمان سے اند ہوتا ہے۔ جیسے سورج سب جگہم ایسے ہی برہم سب جگہم ہے +
 کوئی بتا دے کہ آسمان ثبوت صانع کی کون سی دلیل ہے یہ تو ایک نصیحت ہے۔ جو خدا
 کے ماننے والوں کے واسطے اسکی محبت بڑھانے میں مفید ہو سکتی ہے۔ اس
 بیان کو ثبوت صانع میں کوئی دخل نہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب مکدسے
 شیطان کے حق میں اخوت و دوستی کے حقوق قدیم کی رعایت سے یہ موافق
 فیصلہ دیا۔ باغی اور دشمن حق کی اس طرفداری کے عوض میں عادل اور نصف
 خدائے حق نہیں اور حق نیوشی سے مکتب کے دیدہ و گوشت کو رد کر کے نصیحت

سقتضای ہی یہی ہے کہ جس نعمت کی انسان قدر نہ کرے وہ اس سے ضرور چھین لیا جائے۔

شیطان کا غلط خیال اور اسکی واہمی دلیل باری تعالیٰ کے صریح حکم اور عقل کے مخالف ہے۔ کیونکہ اسے باری تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جو اس ملک کے خلیفہ تھے سجدہ یا اگیا پالن اور فرمانبرداری کرنے کا حکم دیا۔ اس عہد حکم کی جو تمدن کا ایک بڑا بہاری مسئلہ ہے۔ شیطان نے مخالفت کی اور یہی وہ عذر تراشا۔

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نَارٍ وَخَلَقْنٰهُ مِنْ طِينٍ

حالانکہ حاکم کا حکم ماننا۔ اصل محکومیت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری اسی میں تھی کہ آدم کی اگیا کا پالن کیا جاتا۔ مگر ابلیس باغی نے عبادت کی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجبور کر کے فرمانبردار نہ بنایا اگر ایسا کرتا تو جابرطالم نہ بناتا۔ اور آریکا وکیل یا اسکا کوئی ہم خیال شیطان کا حامی کہتا کہ شیطان پر جبر ہوا۔ اور شیطان کا خدا کا دیدار کرنا جو آپ نے تکذیب کے صفحہ نمبر ۳۴ میں ذکر کیا ہے۔

آتا ہے کہ آپ کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ حاکم کا دیدار فرمانبرداروں کو ہی راحت بخشتا ہے نہ کہ نافرمانوں کو۔ اگر اثبات وجود صانع میں یہ طریق اور ثبوت کافی تھا جو آپ نے یا آپ کے وید نے دیا۔ تو کیا آپ کو قرآن کریم میں اس قسم کا ثبوت نہ مل سکا؟

(۱) نجات کی یہ سطور اصل مقصود | اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَفْتَوْا مَا نَسْتَعِیْزُ بِہٖ

میں کیا ایک بات ہے کہ | اَلَا اِنَّکُمْ اَنْتُمْ تَخَافُوْنَ وَلَا تَخْشَوْنَ وَاَعْبُدُوْا اللّٰہَ

۱۔ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ مستقیم ہو گئے انہر فرشتے اترے ہیں کہ خوف و غم نہ کہاؤ۔ اور اللہ کی عبادت کرو خدا سے کرتے ہوئے ان کے لئے توحید کرو۔ اور ان کی آخری پکار یہ ہو گی کہ اللہ رب العالمین کی ستمائش ہے۔

| | |
|---|---|
| <p>مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ فَاِذَا دُعُوهُمْ اِلَى الْحَمْدِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مِنْ اَمْرِ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ عَلٰى صَالِحَاتِهِمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ + وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ -</p> | <p>جانتے ہو گے ہیں۔ (۲) ان کے گناہوں پر غور نہ کریں۔ (۳) اصل مقصود</p> |
| <p>اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ عَلٰمُ اٰیٰتِكُمْ كُنْتُمْ وَالَّذِينَ جَاهِلُوْا فَاِذَا هُم بِاٰیٰتِنَا لَمَّحَتْ اَبْصَارُهُمْ سَبَلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ +</p> | <p>(۴) وہ سب سے بڑا ہے۔ (۵) کسی بھی چیز پر تین سو گنا حصہ لے کر خوش کرنا چاہئے</p> |
| <p>هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوْسُ السَّلَامُ +</p> | <p>(۶) فانی ہو کر ہوا ہو گیا لذائذ سے پاک ہے۔</p> |
| <p>لَا تَدْرِيْكَ لَا اَبْصَارٌ وَهُوَ يَدْرِيْكَ اَبْصَارٌ وَلَا يَحْصِيْنَ عِلْمًا وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ</p> | <p>(۷) ایشیاء و دہنیں۔</p> |
| <p>وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ لَا شَفْعَاءَ نَعْبُدُ اللّٰهَ قُلْ اَسْتَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ يَمَّا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ اِلَّا رِضْوَانُ نَعْمَ اَشْكُرُوْنَ</p> | <p>(۸) اس کی بارگاہ میں کسی عرض بھیگی کی</p> |
| <p>اللّٰهُ يَمَّا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ اِلَّا رِضْوَانُ نَعْمَ اَشْكُرُوْنَ</p> | <p>حاجت نہیں۔</p> |

۱۔ جو شخص ایمان لایا اور پھر اپنے دین پر اور عمل صالح کے پاس ان کا اجر ہو گا اور انہیں کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ غم کہیں گے۔
 ۲۔ اور اللہ کی ہر شے پر سمجھتا ہے۔ اور وہ جہاں ہو تمہارے ساتھ ہے۔
 ۳۔ اور جو لوگ ہم میں کوشش کرنے میں ہم ضرور انہیں اپنی راہ میں بتائیں گے۔ اور اللہ علامہ الون کے ساتھ ہے۔
 ۴۔ وہ وہ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ قدوس سلام ہے۔
 ۵۔ آپ کہیں اس کو اور ان نہیں کہیں اور وہ انہیں کو ادراک کرتا ہے۔ اور علی سے اس کا حال نہیں کر سکتے۔
 ۶۔ اور اللہ کو جو چیز کہیں کو تو جیتے ہیں جو ان کو ضرر و نفع دے نہیں سکتے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس ہے شفیق ہو گئے۔ تو کہہ کیا نام اللہ کو وہ کچھ جانتے ہو جو وہ آسمان و زمین میں نہیں جانتا وہ تمہارے شرکوں سے بلند و برتر ہے۔

ہاں کچھ اور بھی سن لیجئے۔

اول۔ سورج یا بصارت کا پرکاشن جسطرح ہوتا ہے اسکا پتہ تو کچھ سائنس سے لگ سکتا ہے۔
دوہم۔ یہ ظہور اور پرکاشن محدود ہے۔

سوم۔ کوئی اعلیٰ درجہ کا ظہور نہیں بلکہ عقل و فہم کا پرکاشن اس سے سوگہم اور لطیف ہے۔

قرآن کریم نے لا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

فرما کر اور ساتھ ہی یہ کہہ کر لیس کمثلہ شئی اپنے پیروں کو تشبیہ سے بچا لیا۔

اگر آریہ کا چوتھا اصل سچا۔ عمل کے قابل صدقون پر مشتمل ہے۔ اگر آپاستی کے

لئے پھر وقت مستعد ہیں۔ تو انصاف کیجئے۔ کیا قرآن کریم رد و انکار کے

قابل ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

اب بین اُس ویدک منتر کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کرتا ہوں جسکو کذب نے وجود بخشی

لفظ۔ قدیم سے اب تک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر۔ کسی نہ کسی پیرائے میں وجود با رہی تعالیٰ کا اقرار ضرور کیا

ہے۔ اگرچہ علوم نگاہ کی جادوئے محض ہو جو حق سبحانہ و تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازع فیہ ثابت ہوتا ہے۔ ہاں

قوموں میں اور قریباً کل قوموں میں جس میں نہ سمجھنے کے قابل ہو کر کہا جی وہ مسئلہ صفات ہے۔ اسی آئنا کہہ دیتے

ہے کہ خدا ہے کوئی فائدہ و فترت نہیں ہو سکتا۔ وہ کیسی ذات ہے اسکو سمجھنے اسکی صفات کو عالم سے مخلوقات عالم سے کیا

میں کیا تعلق واقع ہوا ہے۔ انتظام عالم جذبہ بات انزل محنت و کام سے خصوصاً مخلوق الہی کے تواسکے

تعاوض اور میلانوں کی نسبت کدائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ صرف یہ ایک راہ ہے جس پر دنیا کے کسی بھی

نے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی ذہن پر اسے اور بھی دسندہ لایا ہے۔ عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان

کیا کہ قابل نفسانی میں پورا ڈال کر دینی ہی ضعیف اور ناقص مبنی ثابت کر دیا یا۔ اور تشبیہ کی تارک کہ راہ اختیار کر کے

ساکل طریق کو حجت میں ڈال دیا۔ ہندوؤں (وہی سوتا لڈ آریہ) نے یہ غصب ڈالیا کہ ایک خیالی اور محض وہی وجود

کے ماننے پر قناعت کی اور صفات کا مدسے اس پاک ذات کو قطعاً محفل کر دیا کہ آدھ عالم اور اراج اسکی مخلوق ہی نہیں۔

اور وہ روح کے ہستی تعاضد یعنی سرمدی نجات دینے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اس عظیم الشان سرمدی (راز) کو کہو لا

ہے تو اس میں نہیں کہ بفرقان حمید کے کہو لا ہے۔ کہ وہ متعلق۔ خالق۔ مارتق۔ کہ رب۔ قادر۔ رحمن۔ رحیم۔

سمیع۔ بصیر۔ اور ان صفات میں کامل ہے۔ اور یہہ اور ان کی مانند دیگر صفات ایسی ہیں جنہیں

عالم کی ضروریات کے سہرا بنجھ کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ اس پر یہی ہر قسم کے ممکن ٹھون اور محفل

مشہدوں کے مثلاً کو فرما وایک لیس کمثلہ شئی۔ سارا قرآن کریم مسئلہ صفات کے اکل طور پر واضح کرتے

کا وہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ ان کا بھی خدا کیسا ہونا چاہیے +

(عبدالکریم رحمہ)

کی دلیل سمجھ کر وید سے تلمذ پر اپن مین درج کیا ہے۔

تندر اس ۱۱
مستورۃ عالم لوگ ۱۲
وچٹو ۱۳
دو جی ۱۴
پر م ۱۵
عمدہ ۱۶
پر م ۱۷
مقام کو ۱۸
پر م ۱۹
پر م ۲۰
پر م ۲۱
پر م ۲۲
پر م ۲۳
پر م ۲۴
پر م ۲۵
پر م ۲۶
پر م ۲۷
پر م ۲۸
پر م ۲۹
پر م ۳۰
پر م ۳۱
پر م ۳۲
پر م ۳۳
پر م ۳۴
پر م ۳۵
پر م ۳۶
پر م ۳۷
پر م ۳۸
پر م ۳۹
پر م ۴۰
پر م ۴۱
پر م ۴۲
پر م ۴۳
پر م ۴۴
پر م ۴۵
پر م ۴۶
پر م ۴۷
پر م ۴۸
پر م ۴۹
پر م ۵۰
پر م ۵۱
پر م ۵۲
پر م ۵۳
پر م ۵۴
پر م ۵۵
پر م ۵۶
پر م ۵۷
پر م ۵۸
پر م ۵۹
پر م ۶۰
پر م ۶۱
پر م ۶۲
پر م ۶۳
پر م ۶۴
پر م ۶۵
پر م ۶۶
پر م ۶۷
پر م ۶۸
پر م ۶۹
پر م ۷۰
پر م ۷۱
پر م ۷۲
پر م ۷۳
پر م ۷۴
پر م ۷۵
پر م ۷۶
پر م ۷۷
پر م ۷۸
پر م ۷۹
پر م ۸۰
پر م ۸۱
پر م ۸۲
پر م ۸۳
پر م ۸۴
پر م ۸۵
پر م ۸۶
پر م ۸۷
پر م ۸۸
پر م ۸۹
پر م ۹۰
پر م ۹۱
پر م ۹۲
پر م ۹۳
پر م ۹۴
پر م ۹۵
پر م ۹۶
پر م ۹۷
پر م ۹۸
پر م ۹۹
پر م ۱۰۰

ناظرین!۔ غور کریں اس بیک فلسفی سے دہریہ پر کیا حجت قائم ہو سکتی ہے؟
اب قرآن کے دلائل اور آیات وجود صانع عالم سنئے مگر قبل اسکے کہ اصل مقصد شروع
کیا جاوے تھوڑا بطور تمہید کے بیان کرنا خالی از فائدہ نہوگا۔

(۱)۔ اثبات صانع مین لوگوں نے کبھی امکان جہام سے استدلال کیا ہے کبھی
امکان صفات جہام سے لگے ہر حدوث جہام سے کسی وقت حدوث صفات جہام
سے۔ اور ظاہر ہے کہ ان دلائل کا مدار مسئلہ ترجیح بلا مرجح کے ابطال پر ہے۔ یادو
تسلل کے امتناع پر۔ اور یہ دونوں راہیں بڑی دور و آرزو مین بلکہ یوں کہئے کہ
ایسی مشکل مین کہ ان پر چلنے سے عامہ خلوت کا منزل مقصود پر پہنچ جانا وید کے سمجھنے
کی طرح مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

(۲)۔ علاوہ برین اثبات مطالب مین منطقی اور فلسفی مزاج لوگ قیاس تمثیلی
سے دلیل پکڑتے مین یا قیاس شمولی سے حالانکہ ان قیاسات کا مدار تھائل جہام
پر ہے یا ایسے چند امور شتر کہ کے ماننے پر جنکو کلیات خمسہ کہتے مین اور تھائل جہام و
کلیات خمسہ کا مسئلہ ایسا بودا اور غلط ہے جس پر ہمیشہ سلف نے انکار فرمایا اور سچے
طبعیات نے اسے غلط ثابت کیا۔

قرآن کریم ہمیشہ استدلال بالاولیٰ سے کام لیتا ہے جو بالکل یقینی اور قطعی
 کے مناسب ہے۔ استدلال بالاولیٰ کی مثال لَا تَقُلْ لَهُمَا أُفَّ ہے۔ اس کلمہ
 الہیہ میں حکم ہے مان باپ کو اُف نہ کرو۔ جس سے ثابت ہوا۔ والدین کو کسی
 قسم کی ایذا دینا بطریق اولیٰ اسلام میں جائز نہیں۔ دوسری مثال سَحَرَّ لَكُمْ
 مَاءَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَمِيعًا سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پتھر درخت۔ جانور
 سورج وغیرہ تمہارے خادم ہیں۔ یہ تو تمہارے مساوی ہی نہیں۔ پس ان کو
 سعبہ دینا اور آپ ان کا خادم بننا بطریق اولیٰ باطل ہوگا! کیونکہ شرک
 میں معاملہ بالعکس ہے!۔

(۳) یہ بھی یاد رہے۔ قرآن کریم دلائل کے بیان میں الغلات اور حسانتا
 حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کا تذکرہ بھی برابر کرتا رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس
 قسم کے تذکار سے ایمان اور اللہ تعالیٰ کی محبت دونوں میں ترقی ہوتی
 رہتی ہے۔

(۴) ہر ایک انسان اپنی فطرت اور جبلت پر مکلف ہے پس فطری دلائل
 ہی اصلی اور صحیح دلائل ہوں گے۔

(۵) آیات اور علامات کسی چیز کے وہ ہوتے ہیں جنکے وجود سے اس چیز کے
 وجود کا یقینی پتہ لگتا ہے۔ جنکے واسطے یہ آیات اور علامات لیل میں نشان
 اور علامت کسی چیز کے اپنے مد کول کے اثبات میں کسی وجہ کلیہ قضیہ کی محتاج
 نہیں ہوتی۔ اس واسطے قرآن مجید جن دلائل کو بیان کرتا ہے ان کا نام آیات
 رکھتا ہے۔ یعنی دلائل نبوت میں باریا بیان کیلئے کہ قرآن کریم نے اثبات نبوت

میں یہی سچائے لفظ معجزہ اور خرق عادت کے آیات ہی کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔
 انسان جہان تک بنظر تحقیق تجرہ کرتا جاوے اور اپنی گرد و پیش کی اشیاء کو اپنے
 کام میں لانے کی کوشش کرے۔ اُسے یقین ہو تا جائے گا کہ سچ لکھے گئے ہیں
 السموات صافی الارض جمیعاً منہ جس کتاب میں لکھا ہے وہ پاک کتاب
 علاوہ برین کہ ہر تمام علوم مفیدہ اور فنون رحمت بخش کے سکھانے کی راہ دکھاتی
 ہے یہ بھی واضح طور پر ثابت کرتی ہے کہ یہ ریب اس کتاب کا بنانے والا تمام قدرتیں
 اور ان کے شج کا پہلے سے پورا عالم اور کامل خبیر تھا۔ روضہ تجرہ کو اپنی ہی
 میں۔ انسان کے ارد گرد کی تمام چیزیں اُس کے ماتحت اور اسکی حدام ہیں۔ اس
 عجوبہ قدرت کی سائنس کے واسطے تمام ہم تن بہ مزد حاضر ہیں۔
 انسان کیا بلحاظ اس روز افزون ترقی کے جو اسے حاصل ہو سکتی ہے اور کیا
 باہن خیال کہ وہ اپنے جدیدہ علوم و فنون انبائے جنس کو سکھا سکتا ہے۔ کیا عیث
 اس سطوت اور تسلط کے جو اسے مخلوق پر محض فضل اہل سے حاصل ہے۔
 اگر اپنی پیدائش۔ اپنی ابتدائی حالت پر غور کرے تو اسے صاف عیان
 ہو جائے گا کہ وہ کیسا ضعیف۔ بے بس۔ ناتوان اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے
 سے عاجز تھا۔ پھر کیا عالم۔ قاضی شجاع۔ نہ بردست ہو گیا۔ سمندر کے کنارے
 بیٹھ کر سمندر کی تہ کی حالت دریافت کرتا ہے اور سمندر کی اشیاء پر حاکمانہ تصرف
 جمانا چاہتا ہے۔ یہ خاک کی تپلا اپنی چار دیواریں میں بیٹھا ہوا سورج۔ چاند اور آسمانی
 بروج کے قطر و محیط ناپنے کو تیار ہے۔ یہ عجوبہ قدرت اگر بدن کے ذرات کے
 غور سے دیکھے تو بشرط سلامتی فطرت ضرور گواہی دے گا کہ اپنی خلق بقا میں

مہر تن ایک زبردست حلیم و حکیم کے قبضہ قدرت پر گرفتار ہے اور اس غنی ذلت کا محتاج ہے جسکو کسی قسم کی احتیاج نہیں۔ اس شامین اسے اس آیت کی واقعی صداقت کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

بے ریب انسان اپنا خالق آپ نہیں۔ نہ اس کے مان باپ اور اس کے خویش اقارب نے جو

اسکی استعداد کے قریب ریب میں اسکو گہر کر درست کیا۔ اپنی بد صورتی کو حسن سے

بدلا نہیں سکتا۔ اپنی طول عرض پر مشتمل فائدہ دخل نہیں رکھتا۔ معلوم نہیں کتنی مدت

سے چہری لیکر اپنا پوسٹ مارٹم کر رہا ہے پر اس غریب کو اپنے بدن کے عجائبات کا

بھی آج تک پتہ نہ لگا۔ مائیکرس کوپ ایجاد کر کے کہتے ہیں پھیپھوں نے پہلوں

سے سبقت لی۔ مگر عجائبات انسانی پر اور بھی حیرانی حاصل کی افعال الاعضاء

کے محقق اور کیمیا گراں تک کتابت کے طفیل ابجد خوان ہیں۔ صوفی۔ یوگی۔

الہیات۔ اخلاق۔ طبعی والے قوے انسانیہ کا بیان کرتے کرتے تھک گئے مگر احاطہ

علم الہی سے قطعاً محروم چل دیئے اچھے فلاسفوں اور نیکو کار عقلا گہروں میں

ایسے جاہل کُندہ ناتراش پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے مہیوں کی عمر عقل کو چرخ

ویدیا۔ اور وہ بچا پرے کفن افسوس ملتے رہ گئے اور ان سے کچھ بھی نہ ہو سکا کہ اپنی

اخلاقی ارث سے انہیں تھوڑا ہی سا بہرہ مند کر جاتے۔ بڑے بڑے مدبر اپنے عہد میں

تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسبت اور عین موافق لوازم کو بتا کرتے ہیں۔ بہر

نتیج سے محروم ہو کر اپنی کم علمی پر افسوس مگر قانون قدرت کے مستحکم انتظام کو دیکھ کر

لہ۔ اے انسانوں تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی ہو گیا ہے۔

ہمہ قدرت ذات پاک کا لائبراقرار کرتے ہیں۔ سلیم الفطرۃ وانا جب تمام اپنے
ارد گرد کی مخلوق کو بے نقص کمال ترتیب۔ اعلیٰ درجہ کی عمدگی پر پاتے ہیں ضرور
بے تابی سے ایک علیم و خدیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہیں۔ فطرت کی اس برکت
دلیل کو غور کرو۔ قرآن مجید کیسے الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ۔

ان کلمات میں قرآن اُن آیات صانع عالم کی طرف توجہ دلاتا ہے جو انسان کی
ذات میں موجود ہیں۔

ان کلمات لطیبات سے پہلے اور اس دلیل سے اول اللہ تعالیٰ نے اپنی
قدوسیت ہر ایک نقص سے پاک۔ ہر ایک صفت کاملہ کے ساتھ متصف ہونے
کا اظہار اور عبادت کی تاکید کی ہے اور کہا ہے۔

فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَعِشْيَا وَحِينَ تُظْهِرُونَ۔

اس دعویٰ کا ہمارا وجود صانع پر تھا۔ اسلئے وجود صانع کی دلیل بیان فرمائی اور دلیل
ہی ایسی دی جس سے یہ مطلب بھی ثابت ہو گیا۔

بیان دلیل یہ ہے کہ آدمی کو دو باتیں حاصل ہو رہی ہیں اول شخص انسانی کا وجود اور اسکی بقا
دوم۔ بقائے نوع جو مرد و عورت کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلے انعام کی
نسبت فرمایا کہ۔ انسان اپنی اصل بناوٹ پر نظر کر کے دیکھے کہ وہ مٹی سرد اور خشک ہے

۱۔ اور اُسکے نشاۃ نون سے پہلے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا ہو تم اچانک چلنے پھرنے آدمی ہو گئے۔
۲۔ اللہ کی قدوسیت بیان کرو جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اور اُسی کے لئے حمد ہے آسمان و زمین
اور زمین میں۔ اور تیسرے پہلو اور جب تم ظہر کرتے ہو۔

اسی سرور خشک سے تیری گرم اور تر جیانی روح کو پیدا کیا۔ اور عیان ہے کہ مٹی میں تو کوئی اور اک نہیں۔ حرکت ارادہ نہیں۔ کوئی حیات نہیں رنگت میں دیکھے تو میلی گدہی وزن میں ثقیل۔ کثافت میں یکتا سُبْحَانَ اللَّهِ وَلَهُ الْحَمْدُ۔ اسی مٹی کے ذرات سے ایک درک متحرک بالارادہ۔ زندہ۔ نئی زندگی کے قابل انسان کی ایسی جسمانی روح بناو مٹی جو کہ درون سے پاک۔ ہلکا۔ پہلکا۔ اعلیٰ درجہ کا شفاف صاف شہر جو ہر جہ سے کس تختانی حالت سے کس بلند درجے پر پہنچا یا۔ پہرے پہرے وہ زبردست طاقت موجود اور بے تردد وہ قدسیت اور حمد کے لایق ہے۔ یہ اسی بید قدرت کا نقش ہے جسے اللہ پہو آہ۔ پیروان۔ اوستم کنجک کہتے ہیں بناو اعلیٰ درجہ کا اسرار آیت کو پڑھو اور مانو۔ قُسْبِيْكَ اِنَّ اللّٰهَ جِيْنٌ مُّسْوَنٌ وَحِيْنٌ تُصْبِحُوْنَ وَالْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ الْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ پھر اسی مٹی غیر درک۔ غیر متحرک سے انسان کی بقائی نوع اور اسکے آرام کے لئے اُسکے جنس کی بی بی بنائی۔ اور اپنے اس ارادہ کو جو دونوں کے باہمی تعلق کی نسبت تہا غور کرو کن پیارے پیارے الفاظ میں بیان فرمایا۔

وَمِنْ اٰیٰتِ اٰنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔
پھر انسانی صفات کی طرف انسانی فطرۃ کو توجہ دلاتا اور فرماتا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَخَلَقَ اَلْسِنَتُکُمْ وَاَلْوَاکُمْ اِنَّکُمْ اِنْ
۱۔ اور انکے نشانوں سے ہے کہ تم ہی میں سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تو کہ تم اس سے آرام کرو اور تمہارے
درمیان دوستی اور رحمت ڈال دی یقیناً اس میں سوچنے والوں کے واسطے نشانیاں ہیں۔
۲۔ لہذا اسکے نشانوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور اختلاف تمہاری بولیں اور تمہاری زبانوں کا یقیناً
اس میں عالموں کے لئے نشانیاں ہیں۔

فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ۔

مگر یاد رہے۔ انسانی صفات ایک تقسیم میں دو قسم ہو کر تھے ہیں ایک قسم انسان کے اعراض لازمہ اور دوسری قسم انسان کے اعراض مفارقة۔ انسان کے اعراض لازمہ میں۔ اسکی رنگت۔ بول چال۔ اشکال و خطوط میں ان مزاجی اثرات سے مختلف انسان اگر ایک ہی رنگت ایک ہی آواز۔ ایک ہی بول چال ایک قسم کی اشکال اور خطوط رکھتے تو کیا ہم دوست کو دشمن سے ممتاز کر لیتے۔ کیا رات میں بلکہ دن میں کچھ اپنا اور دوسرے کا تفرقہ کر سکتے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ پس جس غالب طاقت نے یہ تفرقہ کر دیا۔ وہ معدوم نہیں بلکہ وہ موجود اور اس قابل ہے کہ اسکی نسبت کہیں

مُسْجِدًا لِلّٰہِ حَیْثُ تُمْسُونَ وَحَیْثُ تُصَلُّونَ وَکَلَّمَکُمُ فِی السَّمَوَاتِ وَ

الْأَرْضِ۔

اور انسانی شخص کے اعراض مفارقة میں سونا۔ اور جاننا حرکت۔ سکون کیمانا وغیرہ وغیرہ میں جبکی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِنَا مَكْرُهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاءُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ

اپنے لائل انفسی کے بعد افاقی دلائل سنئے۔ کس ترتیب سے یہ بیان نبایا ہو

وَمِنْ آيَاتِنَا یُرِیْکُمْ الْبَرْقَ غَوْثًا وَطَمَعًا یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فِیْجِیٰی

۱۔ اور اسکے نشانوں سے ہے تمہارا رات کو سونا اور دن کو اسکے فضل کی تلاش کرنا۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں سنئے ان کے لئے +

۲۔ اور اسکے نشانوں سے ہے کہ بیم و امید کی خاطر تمہیں بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو کھانے کے پیچھے دنگ کرتا ہے یقیناً اس میں قلعہ دن کے لئے نشان ہیں۔

بِالْأَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ -
وَمِنْ آيَاتِنَا تَقْوَمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرٍ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا
أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ -

مکذب براہین نے جو دلیل ثبوت ہستی صانع پر قرآن کریم سے بنائی ہے وہ ایسی ہے
جیسے کوئی سورج کے محیط پر حرارت مرکز ارض کو دلیل ٹھہراوی۔

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى إِذْ نَاظِرًا قَالَ لِأَهْلِي مُنْكُوا إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا
لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجْدٍ عَلَى النَّارِ هُتَدَى فَلَمَّا آتَاهَا نُورًا دَلَّى
يَا مُوسَى إِنِّي أَنَا رَبُّكَ -

مکذب نے اپنی نا فہمی سے قرآنی دلیل اثبات صانع اس آیت کو کہا ہے اور اسکا ترجمہ
یہ کیا ہے۔

اُنھی تیرے پاس بات موسیٰ کی جبوقت دیکھی اُس نے آگ۔ پس کہا اپنے ساتھ والوں کو کہ پیرو
تحقیق میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ لاؤں اس آگ سے تمہارے پاس سلگا کر۔
یا پاؤں اس آگ پر کوئی تھکا رہتہ جاننے والا جب آیا اسکے پاس۔ آواز اُمی (آگ سے)
اسے ہوئی۔

آریہ کے وکیل کی رستہ بازی اور اسکا علم قابل ملاحظہ سے فوجی۔ ماضی مجہول نہ آ
مصد ر سے بنا ہے جسکے معنی ہیں۔ پکارا گیا۔ پکارنے والا کون تھا۔ مکذب نے

ملہ۔ اور اُسکے نشانوں سے ہے کہ آسمان اور زمین اسکے امر سے قائم ہیں پھر جب تم ایک ہی پکار سے
پکارے گا اچانک تم زمین سے نکل پڑو گے۔
یہ۔ کیا موسیٰ نبی بات بھی پہنچی جب اُسے آگ دیکھی پس اپنے اہل کو کہا ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے تو کہیں ان
سے انکار ہی رہے آؤں یا آگ پر کوئی راہ بتائے والا مجھے مل جاوے۔ پس جب اُسکے پاس آیا پکارا گیا۔ اسے
موسیٰ یقیناً میں تیرا رب ہوں۔

دو خطوط میں کہا ہے (آگ سے) کوئی مصنف ذرہ عربی جاننے والا کہے۔ یہ لفظ (آگ سے) قرآن کریم کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ کاذب مکذب نے صرف اعتراض کے لئے یہ لفظ جڑ دیا جو اس کے باغی اور حاسد دل کا اپنا نتیجہ قرآن مجید نے تو خود ظاہر فرمایا ہے کہ نہ اکتندہ کون تھا۔ بلکہ مکذب نے ہی تکذیب کے صفحہ ۵۲ میں لکھ دیا ہے۔
 سُورۃ نمل میں اسکا بیان عمدہ ہے جہاں صفا لکھا ہے۔ ”پس جب آیا اسکے پاس۔ پکارا گیا یہ کہ برکت دیا گیا۔ جو کچھ کہیج آگ کے ہے اور جو کوئی گرد اسکے اور پاک ہے پروردگار عالموں کا۔“
 اس آیت سے صفا واضح ہے کہ آگ خدا نہیں اور نہ آگ سے نہ آئی۔ بلکہ خدا کرنے والے نے تو یہ کہا کہ لُؤلُؤ مِنْ فِی النَّارِ وَمِنْ حَوْطَا۔ یعنی آگ میں کے او اسکے ارد گرد والے کو برکت دی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ تو جہانوں کا اور انبیا اشیا کا جن سے اسکا علم آتا ہے جنہیں آگ ہی ایک ہے ہلنے والا ہے قرآنی آیات کریمہ کے وہ نتائج جو مکذب نے فٹ نوٹ میں دیئے ہیں وہ تمام رگ وید کے مشہور اردو ترجمہ کے الفاظ ہیں قرآن کریم ان ناپاک مشرکانہ بدبودار خیالات سے پاک ہے یہ مقدس کتاب اللہ تعالیٰ کو ایسی صفات سے ایسے عیوب سے منہرہ و مہر ثابت کرتی ہے۔ آگ بیچارہ تو ایسی الہی مخلوق ہے کہ پانی سے معدوم ہو سکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفت قرآن میں ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 جناب موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے بائیں نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی آواز سنی محیط الكل اللہ تعالیٰ نے ہرگز آگ میں حلول نہیں فرمایا مکذب کا یہ کہنا۔ موسیٰ علیہ السلام آگ کو فراتے تھے اسے آگ فرعون کو جلا دے۔ دریائے نیل کو سکھا دے۔ اسے لگتی دوتا۔

میری قربانی قبول کرے۔ اگ مرنے کے بعد مجھے خراب نہ کر دے۔ یہ سب کذب کا بالکل
افسار اور قرآن کے بالکل خلاف ہے اور کذب کا کذب۔ وہ بتانے سوچتے
ذیل سے ظاہر ہے۔

وجہ اولیٰ کہ اسی جگہ پر جناب موسیٰ علیہ السلام ہی کے قصہ میں آیا ہے۔

اِذْ دَاوُدُ اَفْقَالَ يَٰۤاٰهْلَیْہِٗۤا مَکْتُوْلًا فِی النَّارِ الْعِیْلِ اَنۡ یَّکُمۡ مِنْہَا
یَقْبِیۡسَ وَاِجۡدَ عَلَی النَّارِ هُدًۢیً۔ اور اسی قصہ میں دوسری جگہ فرمایا ہے
اِنَّ السُّتۡ نَارَ الْعِیْلِ اَنۡ یَّکُمۡ مِنْہَا یَجۡزِیۡ وَجۡدًا وَّ مِزۡ النَّارِ کَعَمَلِکُمۡ
تَصۡطَلُوۡنَ۔

آیات کا منشا صاف ظاہر ہے۔ پہلے یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر جا رہے
میں ان کے وقت آگ دکھائی دی اور آگ کے دیکھنے کے بعد انکو وہ خواہش پیدا
ہوئی جو ہمیشہ سچہ دار اور عقلمند مسافروں کو پیدا ہوا کرتی ہے۔

راستہ میں آگ جلانا۔ پہاڑی ملکوں کا عام دستور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو اس سفر میں اتنا کا وقت۔ سردی کا موسم پیش آیا اس پر راستہ بھول گئے۔

دور سے آگ کو دیکھا اسے دیکھ کر ساتھ والوں کو فرمایا۔ تم لوگ ٹھہرو۔ میں

تمہارے لئے آگ ملگا لاتا ہوں تاکہ تم اسے سردی میں تاپو۔ اور وہاں

جا کر کسی سے راستہ کا پتہ ہی لوں گا۔ تب تو اس میں کیا قباحت ہوئی۔ ہ۔

وجہ ثانیہ قرآن کریم میں صاف لکھا ہے۔ اِکَّ اللہُ تَعَالٰی کی فرمانبرداری اور

اور اسکے حکم کے ماتحت ہے۔ اور یہی قرآن میں لکھا ہے کہ مخلوق کی

پہچان کر دیکھی ہے تو کہ میں تمہارے عیال کی کوئی ضرورت نہ لائے گی کی کوئی چکاڑھی لائن تو کہ تم تاپو۔

عبادت جائز نہیں۔ غور کرو۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ.

اَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُقَرُّونَ۔ اَآنْتُمْ اَنْتُمْ شَجَرَتُهَا اَمْ تَنْحُنُّ لِشُجْرَةٍ تَنْشُرُونَ
تَنْحُنُّ جَعَلْنَا هَآءِذَا نَدْعُوكَ وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ.

اور مخلوق کی نسبت حکم ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا
لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ.

وجہ ثالثہ۔ سورہ قصص کی اس آیت سے ہمیں یہ قصہ مندرج ہے صاف معلوم ہوتا
کہ یہ آواز جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا آگ سے نہیں آئی۔ بلکہ ایک درخت
کی طرف سے وہ آواز سنائی دی۔ چنانچہ اس میں فرمایا ہے۔

فَلَمَّا أَكْبَهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِطِ النَّارِ اِلَى الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ
اَنْ يَخُوفَ اِنِّي اَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

وجہ رابعہ۔ اگر ہم مان لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے
آواز سنی مگر یہ تو پہرہ ہی نہیں ہو سکتا کہ ہم کذب کی طرح کہیں آواز
دینے والی خود آگ ہی تھی!۔ کیونکہ۔ اگنی۔ وایو۔ سورج۔ انگرہ۔
لہاتان وید (حسب تسلیم آریہ) نے جب وید کی رجائیں لوگوں کو سنائیں

ہ۔ ہم نے کہا اسے آگ تو براہیم پر سجدہ اور سلامت پہنچا

تے۔ اس آگ کو جسے جلاتے ہو سمجھتے ہو کیا تم نے اسکا درخت پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔
تے۔ اور اُسکے نشاۃ الون سے سے رات۔ دن۔ سورج۔ اور چاند۔ موت۔ سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ
اللہ کو سجدہ کرو جس نے۔ انہیں پیدا کیا اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو۔ بلکہ میں جیسا کہ اس کے پاس آواز برکت
والے میدان کے کنارے مبارک میں بن درخت کی طرف سے نکلا مارا گیا کہ اسے موسیٰ یقیناً میں ہوں اللہ عالموں کا پروردگار ہے

جو کچھ لوگوں نے اپنے کانوں ان رشیوں سے سنا۔ وہ حسبِ تسلیم آریہ
کے خدا کا کلام تھا۔ نہ اس الگنی اور سورج وغیرہ کا حالانکہ الگنی اور وائیو
اور سورج کی زبان سے سنا گیا۔ انصاف کرو۔

الگنی۔ سورج۔ وائیو۔ اگر آدمی اور رشی تھے جیسے دیانندی آریہ کا عقیدہ
ہے۔ اور انکا بولا ہوا کلام الہی کلام مانا گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام کا وہ الہام
جسکی آواز انہوں نے آگ سے سنی الہی کلام کیونہیں مانا جاتا ہے۔ آگ کا
غیر مطلق غیر مستحکم جڑ ہوتا صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ کلام آگ کا نہ تھا بلکہ کسی
اور کلام تھا۔ بخلاف اسکے ملہان دید کی کلام پر ایسا یقین نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ عادی
اختلاف ان کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔

سنو!

ماہم کو جب الہی آواز کان میں پڑے گی تو ضرور ہے کہ اگر وہ ماہم موجود مخلوق کے سامنے
کہتا ہے تو اسی چیز سے یا ماہم کے قلب سے اسکو وہ آواز سنائی دیگی اس میں شبہ ہی کیا ہے
مثلاً ہر فطرت سے عیسائے پیدیکھنے والی اکہدین ہی ہوں۔ اگر ہم مان لین کر آگ سے
وہ آواز سنائی دے۔ پہر ہی وہ آواز آگ کی کیسے ہو سکتی ہے؟ مثلاً ہم دیوار یا کسی
جرثہ پدارتھ کے پاس سے بنگل میں جہان کوئی بولنے والا ہو کوئی کلام سنیں تو
کیا ہم کہہ دیں گے کہ دیوار بول رہی ہے؟ یہ یقینی امر ہے کہ جو آگ جناب موسیٰ علیہ
السلام نے دیکھی تھی محض آگ نہ تھی بلکہ عالم مثال کی ایک کیفیت تھی۔
اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے اسی نور الانوار کی زبردست
شجلی کو دیکھا۔

بلکہ بے برائین نے اثباتِ صالح کی دوسری دلیل پائی وید ہے وہ کہی ہے جس کو
خاکسار نے ممبر الف کے نیچے لکھا ہے۔ حالانکہ وہ دلیل نہیں بلکہ صرف باری تھا
کی صفات کا بیان ہے!۔ اگر صرف صفات باری کا بیان اثباتِ وجود باری میں
میں دہرہ پر حجت ہے تو قرآن مجید نے صفات باری کے بیان میں کسی قسم کی
کسی نہیں کی تھی۔ مذب نے صفات کا بیان قرآن کریم میں کیوں نہ دیکھا ہے۔ اگر
آریہ کی نظر میں نہیں آیا تو اب زیرِ مہرب ملاحظہ کریں۔ وید منتر کے الفاظ کو دو
خطوط میں لکھا گیا ہے۔ اور دو خطوط کے سوا باقی مذب کے اپنے فقرات ہیں۔

الف

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ
لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ
فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
مَنْ ذَلَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا
بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ
مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ

اَوَمَّ سَرَب جگت کرتار۔ سربھاو پار
سرب سوامی گیا ہے۔ سرب یا گیا
انتہر یا می۔ ارشتر سرب کر کہہ۔ اپنا شہی
علیم ذات احد در ۱۱ قائم ۱۲ معدن زرا ۱۳ غریبا ۱۴
(بچھو) پرانوں سے پیارا
(بجھو)۔ مکت اور سب سکھوں کو داتا۔
(سوا)۔ سب کا دھارن کر نیوالا۔
(سوترو)۔ سب ایشیج کا داتا۔
(ورنیم)۔ جو سوویکا رکنیکے لائق۔ اتنی شیش

۱۔ اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہی قیوم ہے اس کو اور کچھ نہیں کہتی آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب
اس کا ہے۔ کون اس کے پاس اس کا وزن نہیں شفع ہو سکتا ہے جائز ہے جو کچھ مانگے سامنے اور نیچے ہے۔ اور اس
کے علم سے کبھی قدر کا احاطہ ہی کر نہیں سکتے مگر فضا و زمین و ہوا ہے۔ اس کا تخت آسمان و زمین پر پھیل گیا ہے اور ان
(آسمان و زمین) کی نگہبانی ہے وہ تک نہیں جاتا اور وہ ہمہ و بزرگ ہے۔

| | |
|---|---|
| <p>(بھگوان) شدہ اور پرت کر نیوالا (دیوسید)۔ سب کے آتما نو کا پر کرنے والا (تت)۔ اس پر باتما کو۔ (دوہی ہمی)۔ ہم دھارن کریں (دیو پو کو نہ پرت پرت) جو سوتیا دیو پر مشیر ہمارے بدھ یون ست کی طرف پرین کرے۔ اور برے کاموں سے بچاؤ۔ اس منتر میں عالم کل جگدیشور نے ہقدر خدیون سے بہری ہوئی پرارتہنا ہمیں سکھلائی ہے جسکے کامل بیان کرنیکا ایک دفتر چاہئے۔ انتہے۔</p> | <p>حَفِظْهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْظُلُمَاتِ إِلَى الظُّلُمَاتِ كَفَرًا وَلِيَاءَهُمْ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ</p> |
|---|---|

واہ صاحب واہ۔ پرارتہنا تو وہا کو کہتے ہیں۔ یہ منتر جب عا کا طریقہ پتیرا تو اشبات
 صالح کی دلیل جو آپ کا یہاں اصل مدعا تھا کہ ہر گئی۔ !!!
 اس منتر کو بیان کر کے کذب نے پنج ورق میں منتر کے فضائل بیان کئے ہیں۔
 پہلی فضیلت اس منتر کی جسکو کذب نے بیان کیا ہے۔
 اس میں سرب جگت کرنا۔ سرب دار۔ سرب دومی۔ اور صامو جو ہیں جسے نہایت افسح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ

۱۔ سوسوگ دوست اللہ ہے انکو اندہیر سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور بے ایمانوں کے دوست طاغوت ہیں وہ
 انہیں نور سے نکال کر اندہیر میں لے جاتے ہیں۔
 ۲۔ حمد اللہ کے لئے جو رب العالمین ہیں جو مالک انصاف کے دن کا ہے۔ ہم پرتی ہی عبادت کرنے اور بخشی سے
 مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں صراط مستقیم کہ صراط ان کا جن پر تو نے فضل کیا نہ ان کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ کراؤ کا

جگت کا کرتار۔ اور سبکا ادوار اور سب کا مالک ایک ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اس تمام چہرے
مہان جگت کا جو بنانے والا اور بنا کر ادوار رکھنے والا و سکو عمدہ نظام میں چلانے والا اور
ہمیشہ مہان شکتی سے اہکا سوامی کہ سکا والا جو تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا سدا ہے وہی
جبانے یوگ ہے۔

سُـنُوا۔ قرآن میں۔ اللہ تعالیٰ کو خالق کل شے۔ القیوم کل لد فان تون نہیں
کہا گیا ہے۔ جسکے معنی سب جگت کرتا سیراب کر سب سوامی کے ہیں۔ اور کیا یہ تمام
صفات لفظ اللہ کے معنوں میں داخل نہیں؟
اب میں آپ کو چند ایسے لطائف سناتا ہوں۔ جسے نصف لوگ اسلام کی حقیقت کی
حقیقت اور دیانندی آریہ کا بطلان یقین کریں گے۔

لطیفہ اولے۔ اپنے لفظ اوم سے تمام جگت کا کرتا۔ اور تمام چہرے مہان جگت کا
بنانے والا اللہ تعالیٰ کو بتایا ہے۔ میں پوچھتا ہوں تمام چہرے میں۔ جیو (روح)
اور ان کے گن۔ کرم۔ سبھاو۔ پرمانو۔ اور ان کے گن۔ کرم۔ سبھاو۔ کال۔
داخل ہیں یا نہیں؟۔ اگر یہ چیزیں جگت میں داخل ہیں۔ تو دیانندی پتہ تباد سے
ان کا خالق کون ہے؟۔ اگر کہیں وہی ہے جسکو اللہ۔ اوم۔ جگدیش کہتے ہیں۔ تو
چشم ماشا۔ دل ماروشن۔ حول الاسماء حسنی پس اللہ تعالیٰ کو خالق کل شے کہنے والا
اور اسپر ایمان لانے والا مومن اور نجات کا پائے والا ہے۔ و مہا محمد۔ اگر دیانندی
لوگ کہیں۔ کہ یہ جگت میں داخل ہی نہیں اللہ تعالیٰ ان کا خالق نہیں تو بتا دیں
یہ فضائل قرآن کریم سے بڑھ کر کس امر کے مثبت ہوئے؟۔ تمہارے فضائل
دیدئے تو تمہاری تحقیق پر اللہ تعالیٰ کے قدم اور بقا اور غیر مخلوق ہونے کی

صفت میں بھی خدا کو کیٹنا نہ مانا۔ !!!

لطیفہ ثانیہ مکتب لفظ اؤم سے ثابت کیا ہے کہ باری تعالیٰ تمام برکات کا چشمہ ہے اور جمیع فیوض کا سبب۔ میں پوچھتا ہوں۔ ابدی نجات۔ ہمیشہ کی مکت۔ کوئی بابرکت اور عمدہ چیز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس رحیم۔ کریم۔ دیا کو۔ جگدیش کے گھر میں ضرور ہوگی کیونکہ وہ تمام برکات کا چشمہ اور جمیع فیوض کا سبب ہے۔ اور اگر ابدی نجات اور دائمی آرام۔ کچھ بابرکت شے نہیں۔ تو توڑے وقت کا آرام اور نجات بھی جو ابدی نجات کا جزو ہے۔ اچھا اور بابرکت نہ ہوگا!۔ کیونکہ آپ کے علوم ستعارفہ میں ہم پڑھ چکے ہیں۔ جو کل میں نہیں وہ جزو میں بھی نہیں ہو سکتا! مگر توڑے وقت کے آرام کو بابرکت نہ کہنا بالکل غلط اور بدایت کے خلاف ہے۔

اس لئے وہی کتاب سچ ہے۔ جو کہتی ہے کہ الہی انعامات اور اسکی عطایات عطا

غیر محدود ہی ہیں۔

اللہم اجعلنی خادماً لکتابک۔ وسنتہ نبیک وارضائی مرا فقہ صلوات اللہ علیہ

وسلم فی اعلیٰ علیین یا رب العالمین۔

لطیفہ ثالثہ۔ لفظ اؤم کی دوسری فضیلت میں مکتب نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم۔ طول۔ عرض۔ عمق۔ جہل۔ غفلت۔ کمزوری۔ مکان۔ اور تمام الزامات سے پاک ہوگا۔

میں پوچھتا ہوں قرآن مجید نے ہی اللہ تعالیٰ کو الملائک القدوس والست سلام

فرما کر اہل اسلام کو یقین دلایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک الزام سے پاک ہے مگر دیانندی آریہ کہتے ہیں۔ خدا ارواح کا خالق نہیں!۔ اگر رزق دیتا ہے تو یہ صرف ارواح کے اعمال کی مزدوری ہے۔!۔ اور وہ بالیکہ ارواح کا خالق

نہیں نہ مگر انکے پیچھے ایسا پڑا ہے کہ اسکی دست برد سے انہیں کبھی ادبی نجات نہوگی۔ !!!

رنگون کی بیماری اور انکی تکالیف دیکھ کر دیانندی کہتے ہیں اگر تناسخ کا ماننا غلط ہے تو معصوم سچوں پر ایسی تکالیف کیوں آتی ہیں۔ اگر تناسخ نہ مانے تو حیرم پر الزام آتا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ اگر ارواح الہی مخلوق نہیں تو ان پر ایسی حکومت اور تصرف کیوں ہوا؟ کہ وہ کبھی مطلق آزاد نہ ہوئے۔ مہان پرلے میں ہی بیچ انکرماتر کرم سے داغدار ہیں!۔ اگر حقیقت الامر کو دیکھو تو لامحالہ وہی مذہب سچا ماننا پڑے گا جو بہت بشارت دیتا ہے۔

کُتِبَ عَلَيْكُمْ عَلَىٰ نَفْسِكُمُ الْوَعْدَ ۖ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لِّمَنْ كُنْتُمْ شَيْئًا
سَمَّيْتُمُ الَّذِيْنَ اٰتَقَوْا

لطیفہ رابعہ۔ کذب لفظ اوام کی دوسری فضیلت میں کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک دلہنی یعنی عرش یا پانی پر بیٹھا ہوا نہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ خود کذب کے گندیب کے صفحہ ۴۴ میں باری تعالیٰ کی مدح میں لکھا ہے۔

وہ تینوں زمانوں کے اوپر براہِ جان ہے۔ اس قول پر وید سے استدلال کیا ہے۔ اور بڑھ کر یہ ہے کہ صفحہ نمبر ۷۷ میں ایک دینتر لکھا ہے جسکے الفاظ یہ ہیں۔ دیوتہ امرت ناں شونا س نزائیں دام مذہیر تم۔ اور ان الفاظ کے اصل معنی یہ ہیں دیوتہ لوگ۔ آجیات کا پناہ ترک کر کے دوسرے مقام میں پرکاش دالیکے۔ عبادت کرتے ہیں۔

۱۔ ہمارے رہنے اپنے اور رحمت کے لکھ لیا ہے۔ اللہ ہر شے کا خالق ہے۔ اسکی مثل کوئی شے نہیں۔ ہرچیز ڈرنے والوں کو نجات دیتے۔

سوچو۔ ایک مقام نور میں ہے اور دوسرا آسمان تیسرا کیا ہوا اسے وہی کیون نہیں تسلیم کیا جاتا ہے جب اہل اسلام عرش کہتے ہیں۔

لطیفہ خامسہ۔ کذب نے آدم کے لفظ سے یہ بھی لگا لایا ہے۔ کہ باری تعالیٰ کی جناب میں سپارش نہیں۔ رشوت جرم ہے جبرائیل۔ میکائیل کا وحی پہنچانے رزق سیانی کا محتاج بنانا جہالت ہے۔ مین کہتا ہوں باری تعالیٰ کی پاک فائز کو مسلمان بھی رشوت خوار وحی میں جبرائیل وغیرہ کا محتاج ہرگز نہیں جانتے۔ ان کلمات سے کس قوم پر پٹھنہ کی راہ نکلتی ہے؟ کیا قرآن کریم میں یہ انت شریفہ نہیں مائی؟

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْصُرُهُمْ وَيَقُولُونَ هُمُ الْكَاذِبُونَ
شَفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللَّهِ. قُلْ أَتُنَادُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ۔

وَالْفَوَاقِوَمَا لَا يَنْفَعِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةً وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ۔
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

مگر اب بھی تو فرمائیے۔ پیرا تہنا اور دعاؤں اور خاص کر مضطرون اور پاک لوگوں کی دعاؤں میں ہی کوئی اثر ہے یا نہیں؟ اور خیرات صدقات اور خوشبو والی اشیاء کا آگ میں ڈالنا کچھ مفید ہے یا نہیں؟ اگر جبرائیل کا وحی میں درسیانی ہو مایقین کن اور میکائیل کا توسط ماننا کبیرہ گناہ ہے۔ اور انہی بارگاہ میں

لے۔ اور ڈور واسن سے لکڑی جی کسی جی کے کام نہ آئے گا اور نہ اس کی سفارش منظر کی جاوے گی اور نہ اس سے کوئی رشوت لی جاوے گی اور نہ وہ مدد دے جائیگا۔

کوئی واسطہ نہیں تو کیا یہ بات مایکل غلط ہے جو دیا نندی آریہ کہتے ہیں۔ ۱۱ اگرچہ
 واپو۔ سوارج۔ انگریز کی وساطت اور درمیانی ہونے سے وید جیسا الہی کلام گوگن کو
 پہنچا اور کیا ہمارا یہ مشاہدہ غلط ہے ۱۲۔ اور سوفسطائیہ کا قول صحیح ہے۔ مشاہدہ دن کا
 اعتبار نہیں۔ ۱۳۔ جو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے کہیتوں اور یاغون کے ہر ابھرا باد گرد
 میں بعض ہوائیں اور تینہ برسائے والے باد ل اور روشنی اور اندھیرا مظاہر قدرت
 کی وساطت ہوتی ہے اور تمام حوادث و واقعات علوی و سفلی و سائرہ و اسباب
 مربوط ہیں۔ تسبیحی حقیقتاً باری تعالیٰ کی ذات پاک ان تمام علل اور درمیانی
 اشیاء سے معنی ہے اور یہی امر بالکل سلام کے مطابق ہے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَدَّاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔

اُس میں نہ تو کسی جو ایک قسم کی دعا ہے کذب نے جو یہی فضیلت یہ لکھی ہے۔ جو کہ پائیرنا
 ہے دوسرے کے دل میں اسکی محبت اتنی ہی اتور رہی ہے۔ ایشور کو براؤن سے پیارا جانا حصول قرب کا
 اول درجہ ہے۔

میں کہتا ہوں۔ قرآن کریم الہی محبت کے مسئلہ کو جس آب و تاب و عمدگی سے بیان
 کرتا ہے۔ اسے ذرہ تامل سے سینو۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَخْشَى اللَّهَ أَنْدَادَ الَّذِي يَخْشَى اللَّهُ وَالَّذِينَ
 آمَنُوا أَسْأَلُكُمْ اللَّهُ۔

بعض آدمی۔ بعض اشیاء کو مختلف اغراض کے باعث پرانوں سے پیارا سمجھتے

۱۔ بعض آدمی اللہ کو چڑ کر شریکوں کو اختیار کر لیتے ہیں ان سے اللہ کا سایہ رکھتے ہیں۔ پران یا ان کے
 سے زیادہ محبت اللہ ہی سے کرتے ہیں۔

ہیں۔ تیسے سنا ہو گا کہ ہزاروں اپنے پرانوں کو خدا کے سوا اور شہیاد کی محبت پر تیاگ دیتے ہیں۔ پس سچی تعلیم اور کامل تسلیم میں بجائے اسکے کہ باری تعالیٰ کو پرانوں سے پیارا کہا جاوے اس کو ہر ایک چیز سے زیادہ پیارا ہونیکا یقین کر لیا جاوے۔ اور یہی فائدہ ہے جو قرآن کریم کے لفظ مِنْ دُونِ اللہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہی قرآن کریم کی تکمیل ہے۔

فضیلت پنجم میں لکھا ہے۔ اُس ایک راحت اور آئندہ کو لوگ حبیبی جانتے ہیں اور یہی سب سے بڑا محروم ہوتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کیا۔ اَفْ اٰیٰتِیْنَ اَنْتَ اَللّٰهُ هُوَ؟۔ قرآن کریم میں موجود نہ تھا؟۔ یا کیا کذب اس سے بے علم ہے؟۔

فضیلت ششم۔ تمام سرشتی کے واسطے پریش سرسب ادا رہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ۔ کَمَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَٰلِ الَّذِیْ یَنْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہُمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وَلَا یَحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَـُٔوْدُہٗ حِفْظُہُمَا وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

فضیلت ہفتم و ششم پر کچھ لکھا ہے۔ وہ فضیلت ششم میں موجود ہے۔ اگر زیادہ سننے کی ضرورت ہے تو سنو۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِہٖ شَیْئًا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ۔ اللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔

۱۔ تم بہتر ہو بعض آدمی اپنی خواہش کو معبود بنا لیتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَيَكُفُّ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَذْحُومًا -

منتہر دوم کی فضیلت ہشتم میں۔ شیطان کے وجود پر۔ اور اللہ تعالیٰ کے نام
 قہار۔ جبار۔ اور اسکی صفت مکر پر بھی اعتراض کیا ہے اور مکر اسکا نام بتایا ہوا۔
 شیطان کا قصہ ہم مفصل بیان کر آئے ہیں شیطان کو گمراہ کرنے کے واسطے اللہ
 تعالیٰ نے نہیں بھیجا۔ قرآن کریم میں نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو
 گمراہ کرنے کے واسطے پیدا کیا۔ مکر کے معنی عربی میں غلبہ اور طاقت کے ہیں قہار
 کے معنی غالب اور طاقتور ہیں القہار جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اسکے معنی میں
 وہ ذات پاک جو سب پر غالب ہے القہار۔ القہار کا مبالغہ ہے قرآن کریم نے
 خود القہار کے معنی بتائے ہیں۔ جہاں فرمایا ہے۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ
 کیا قہار سے یہاں اسے سرکشیت کا تعلق سوامی نہیں کہا گیا۔ ہا۔ پس اسے القہار کا
 ہم معنی سمجھ لو۔ جبر کے معنی اصلاح کرنا۔ سنوارنا۔ استعمار کے معنی وہ بڑا کام
 کرنے والا اور سنوارنے والا۔ پس اس معنی پر اللہ تعالیٰ کا نام ہوا استعمار
 ہم ہزاروں طرح سے اپنی صحبت کا بگاڑ کرتے ہیں۔ مگر اس سے پہلے بارگاہ
 میں ہمارے اصلاح کے سامان پہلے ہی سے علیم و خیر خدا نے کر رکھے ہیں جس
 سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یقیناً ہماری کرتوتوں سے پہلے ہی واقف
 تھا۔ دیکھو عربی زبان کے الفاظ بولنے والے طبیب اس بندہ میں کو جو ٹوٹی ہوئی
 ہڈی پر ہڈی کی اصلاح کے واسطے باندھتے ہیں جب پیر کہتے ہیں۔ یہ لفظ
 اسی مادہ جبر سے نکلا ہے جس سے جبار نکلا ہے۔ اور جبر نقصان عام کو کہتے ہیں
 لوگوں میں مشہور ہے جسکے معنی نقصان کی اصلاح کے ہیں۔

کر کے معنی تدبیر۔ اور باریک ستونیز کے مین اور فریب کی سزا دیے کو بھی بی
مین مکر کہتے ہیں۔ جیسا کہ لفظ ہی عربی مین لفظ مکر کے ہم معنی ہے اور کید ہی
ہی معنی رکھتا ہے۔ اور کید کے معنی جنگ اور تدا بیر جنگ کے ہی ہیں +
دیانت نے اپنی کتاب ستیا رتھ پرکاش مین لکھا ہے کہ الفاظ کے مختلف
معانی مین سے مناسب معنی لینے چاہئے ستیا رتھ - نمبر ۲۔

آپ اگر اس دیانتی فقرہ پر ایمان رکھتے ہیں تو انصاف سے غور کریں کہ ان
الفاظ مین کیا قباحت رہی ہے۔

اس منتر کی نوین فضیلت مین کذب نے پہ بار پتھالے کے پوتڑا کا بیان
چھیڑا ہے اور مین لکھ چکا ہوں کہ قرآن کلمہ - الملک القدوس السلام - مین
باری تعالیٰ کی صفات کاملہ پوتڑا اور شدہی کا کامل بیان کر دیا ہے۔ اور
اس فضیلت مین کذب نے پھر دعا کی طرف ناظرین کو توجہ دلائی ہے اور

نوٹ - عداوت ایک تارک بخار ہے جو دل و دماغ کو کد کر کے صفات ختمہ ہی نہیں سمجھ کر دیتا ہے عیسائیوں
میں جس سے ان الفاظ کو کیا کو اعتراض کا نشانہ بنا کر کہا ہے اور قرآن کریم کی ان آیات پر حقاقت آمیز نگاہ ڈالنے
میں - کو ثورات و تجل مین ایسے ہیادرات کثرت موجود ہیں - عربی اور عبرت کے محاورات فریب تریب ہونے کی
وجہ سے لازم آتا تھا کہ وہ قرآن کریم کی معطلیات کی حدت کا اعتراف کرتے مین پس و پیش نہ کرتے کہ نہ کہنے لگتے کہ ان کی
بعیثت کو دھبہ لگ دیا - ہمارے دیانتی بھائیوں نے ہی حق پوشی مین ایسا کیا مین لوگوں کے اعتقاد کو منور ہی سمجھا ہے۔
صاف ظاہر ہے کہ ایک بولی کا لفظ جب اپنے اصل زبان سے دوسرے ملک مین دوسری زبان مین منتقل ہوتا ہے اس کا
نشا و مفہوم اصلی دوسرے ملک کے مذاق کے قالب مین ڈھل جاتا ہے۔ مکر - کید - ملٹری ٹرنس (فوجی اصطلاح مین) مین
قرآن کریم کی یہ آیت مین ان الفاظ کی پوری تشریح کرتی ہیں اذ یجسر یاد الذاکرین حکم والیشیون لقاہن
اور یقتلنہ و یجکرونہ و یمکرونہ واللہ خیر الماکیرون - جب بے ایمان تیری نسبت خفیہ تیرا پروردگار
تجھے قید کر لیں یا جلا وطن کریں یا رہی ڈالیں - اور وہ تدبیر مین کرے ہے تھے اور اس ہی (بجا کر نکالے بجا کی) تدبیر
کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر غالب ثابت ہو گئی ہے اب عرب کی ناشکر گزار قومی اس بدسلوکی اور خفیہ سازشوں کو جو انکھتا
صلح کی نسبت کرتے تھے اور ان کی اختلاف آرا کو لفظ مکر سے ظاہر کیا ہے خود محل تہائے دنیا ہے کہ اس لفظ کا معنی
کیا ہے۔ دوسری آیت جناب ابراہیمؑ کی نسبت جان نریا ہے - و اراذوا لہ کیدا فجعلناہم لا یخیرنہ - انہوں
نے اسکو طرح پریشان کیا یا پھر ہم نے انہیں کو ذلیل کیا - وجاہ ابراہیمؑ کو ان مین ڈالنے چاہتے تھے اور اس ارادہ مین باری تعالیٰ
نے انہیں کا کامیاب کر دیا اسی کو لفظ کید سے تعبیر فرمایا ہے +
عبدالکریم

اتنا نہیں بچھٹانے کا عالم کے وجود پر دلائل لانا اور گم کردہ راہ دہریہ کے آگے وجود باری کو ثابت کرنا اور بات اور دعا مانگنا اور یہہ بتانا کہ دعا کس طرح مانگی جاوے اور بات اس مقام پر صلح کی ہستی پر دلائل لانے واجب تھے نہ دعائیں سکھانا۔
اگر دعائوں کی عمدگی سے دہریہ پر حجت قائم ہو جاتی ہے تو قرآنی دعائیں لو۔ جو تمام عمدہ مطالب پر جاوے ہے اور اگر تحقیق کی نگاہ سے دیکھی جاوے تو ہر قسم کی انسانی دعائوں سے بالاتر ہے۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ -
رَبَّنَا إِنَّا أَتَيْنَاكَ حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ

اسمیں پھر لکھا ہے۔ عید کے اور بہترین تیری خوراک نہیں۔ آؤ خون کی وضو نہیں پہنچا۔ العجب!۔
ثم العجب! کیا یہ فقرہ جو آپ نے لکھا ہے کسے ویدک منتر کا ترجمہ ہے؟ کیا یہ آپکا کسی اور انسان کا ایجاد دی فقرہ ہے؟۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ یہہ تو قرآن کریم کی آیت کا ترجمہ ہے۔ اور وہ آیت یہہ ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لِحُومَهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلَا عِظَاهَا لَئِنْ تَنَالَهُ الْفَاقِقُ يُغَيِّرُ

روحانی صداقتیں تو قرآن کریم سے باہر نہیں۔ مگر ہم تعریض کر نیوالے سے یہہ پوچھتے ہیں سو مٹا کے رس سے کس دھواں کا پیٹھ موٹا اور پہلا یا جاتا ہے؟ وید کے عام لفظی ترجمہ سے پتہ دیجئے اس منتر کی دسویں فضیلت میں لکھا ہے۔ تحقیقی دعا اور شائستگی دینی کی اپنا شاک کو شک نہ رہے جو اسکے حصول کے وسائل ہیں

۱۔ اے تارے ہاں کس زندگی پر ہستی دے اور آسے والی زندگی میں ہی نیکی عادت فرما۔
۲۔ اے خدا کو دکھا کہ تیرا دل اور ہوا میں پہنچا لیکن اُسے تو مٹھاری (صفت) تقویٰ (خدا ترسی) پہنچتی ہے۔

اول انکا گمان نہایت لازمی ہے۔ اور یہ بتانا اس مذہب کے ہے جو کمالیت کا دعویٰ کرے۔

۱۔ اُپاشک کو شک نہ ہے۔ کی نسبت تو آپ نے صرف اتنا ہی کہا ہے کہ باری تعالیٰ اپاشک اور دعا کرنے والے سے قبولیت کا وعدہ کرے جیسے کذیب کے صفحہ ۴۴ سطر ۱۲ میں آپ نے لکھ دیا اور اسکے حصول کے وسائل کو صرف ترقی علم کی دعائیں منحصر کیا ہے جیسے کذیب کے صفحہ ۴۲ سے ظاہر ہے۔ مگر کیا تم لوگوں نے قرآن میں قبولیت دعا کا وعدہ۔ اور ترغیب علم کی آیات نہیں پڑھیں ہ۔ اچھا اب سن لو۔

أَحْبِبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَاكَ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِلَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ
وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔

اس منتر کی گیارہویں فضیلت میں کذب نے کہا ہے

جتنے مذہب میں عقل کو صندوق میں بند کر فقل لگانا اپنا پہلا اصول جانتے ہیں۔ اور ان مذہب میں سنیٹ نمبر دین محمدی ہے مصنف اعجاز محمدی نے صفحہ ۱۹ میں محقول فلسفہ کو منع فرمایا ہے۔

میں کہتا ہوں صاحب اعجاز محمدی نے یونانی لغو فلسفہ سے منع کیا۔ جو غف لکھا۔ ہندیوں کی کاسلیسی کا پرتیچہ ہے۔ والا قرآن سچی فلسفی کی تاکید کرتا ہے۔ اور

۱۔ میں دعا گئے واسے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے دعا اگلتا ہے تو چاہے کہ مجھ ہی سے قبولیت کی طلب کریں اور مجھ پر ایمان لاویں تو کہہ یاہ یا دین +
۲۔ اور کھائے میرے رب مجھے علم میں ترقی دے +
۳۔ اسد ایمان دالوں اور عالموں کے درجے بلند کرے گا +
۴۔ تو کہہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں +

نیچر کے نظارہ پر کبھی فرماتا ہے۔ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ اور کہتی فرماتا ہے لآٰيٰتٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کسی وقت فرماتا ہے لآٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ۔ اور کہیں فرماتا ہے اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٌ لِّاُولٰٓئِی الْغٰیٰی اُو کسو حکمہ اشارہ کرتا ہے اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولٰٓئِی الْاٰلِیَابِ ان نصوص کے بعد کوئی عقل مند منصف کہہ سکتا ہے کہ قرآن یا اسلام کا پہلا اصل یہ ہے کہ عقل سے کام نہ لایا جائے۔ یا عقل کو صندوق میں بند کر کے سپر قفل لگا دینا چاہئے۔ مولوی غلام علی صاحب مرحوم کا قصہ۔ کوئٹہ بن نون کے قصہ میں سورج کا کہنا مولانا مرحوم مفہور بیان کر رہے ہیں۔ اور اُس کو کذب براہین نے اُن کو بند کر لیا، ایک شخصی بحث ہے جو ہمیں پسند نہیں۔ اور مولوی صاحب مرحوم کا اب انتقال ہو چکا ہے۔ اَلَا ہُم اُن سے دریافت کرتے۔ کہ کذب کہاں تک استباز ہے۔ حالانکہ ہمارا طول باللیل کا طول جسکو سرمدیت لیل اور سرمدیت ہمارا کہتے ہیں۔ ایک لطیف محاورہ ہے اور کذب کے گرد کی اس تحقیق پر جسے اُس نے اگنی اور وائیو اور سورج و رشیوں کے نام رکھے۔ اس قصہ کی توجیہ کبھی ہی دقت نہیں رکھتی۔ مگر قرآن کریم میں یہ قصہ موجود نہیں ہے۔ ہمیں یا مولوی صاحب مرحوم کو اس کے بیان کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ۹۔

دوازدہم فضیلت کے بیان میں پھر تمکوایت ذیل یاد دلاتا ہوں۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور خلوص نیت اور استقامت و درستی سائل کے متعلق ان آیات پر غور کیجئے وَمَا اَمْرٌ اِلَّا یُعْبَدُ ^{استقلال} اَللّٰهُ مُخْلِصِیْنَ لِّدِیْنِ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَنْزِلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

اس نثر میں کتنی طول کلامی کرنی پڑی۔ بائیکہ ثبات صانع کے دلائل سے ہکا

بیان ہو چکیں۔ حیوانات کے ذبح پر سننے رحم ہے کہ نہیں۔
گوشت کھانے کے منکروں نے جانوروں کے ذبح کرنے میں گوشت

کھانے والوں پر جب قدر اعتراض کئے ہیں۔ اسکا مفصل جواب پرمان لائح نام
ایک بیٹ کتاب میں مولوی سید قمر علی لکھنوی نے لکھا ہے۔ ہکا خلاصہ بقدر ضرورت
یہاں گذارش ہے۔ مقررہ ضوں کے اعتراضات کا مدار ان چند وجوہ پر ہے منکرین
کی پہلی وجہ جانوروں کا ذبح کرنا۔ باری تعالیٰ کی صنعت کا ثناء ہوتا ہے۔ جواب صنعت
کا وجود صیاحکستون پیشی ہے۔ ویسے ہی ذبح کرنا ہی چونکہ ضروری امر ہے حکمتوں
سے خالی نہیں وہ بھی حکمتوں پر مبنی ہے۔

ایضاً۔ منکرین ذبح ہی نباتات اور معدنیات کی قدرتی صفت کا ابطال
کرتے ہیں۔ اگر جانوروں کا ذبح کرنا قدرتی صنعت کا تغیر ہے تو نباتات اور جمادات
کا استحصال ہی قدرتی صنعت کا تغیر ہے۔

ایضاً۔ ہمیشہ مرکبات میں تغیر ہوا کرتا ہے۔ اور کسی آن میں مرکبات موجود تغیر
سے محفوظ نہیں رہ سکیں پس تغیر ایک ملازمی ہے جو مصنوعات کو لا بد ہے
ذبح ہون یا نہ ہون پر ذبح پر انکار کیوں کیا جاتا ہے۔ ۴۔

دوسرا طعن یہ کہتے ہیں کہ ذبح کرنے میں جانور کو بقیہ حیات اور تمتع زندگی
سے محروم کیا جاتا ہے۔ مگر پہلے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ حیوانات کو اس محرومی سے
ضرور صدمہ پہنچتا ہے حیوانات کے اضطراب اور انکے عند الذبح حرکات سے اندازہ
ہنیں لگ سکتا کیونکہ کہا ثبوت ہے کہ انہیں تکلیف ہوتی ہے یا وہ تکلیف کا نتیجہ

بارٹمین نے مصروع (مرگی زدہ) کے حالات اضطرابیہ کو دیکھا۔ بعد ازاں جب اس سے دریافت کیا اُس نے اپنی تکالیف سے بے خبری بیان کی۔

علاوہ برین پیہ نقص نباتات پر بھی عاید ہوتا ہے اور اُن کے استعمال سے ان نباتات کے سلسلے کا قطع ہی جنگو ہینے استعمال کیا۔ لازم آتا ہے۔

سیوم۔ تمتع نفس وجود حیات سے حیوانات بے خبر ہیں۔

چہارم۔ تمتع مستلذات کہی اضطرابی ہوتا ہے اور کہی اختیاری اضطرابی کی مثال ہو کہ کوکھانا کھلانا۔ اور پیاسے کو پانی پلادینا۔ اور اختیاری کی مثال لذیذ میوہ جات کا استعمال کرنا۔ اضطرابی تمتع۔ اور لابیہ استلذاذ کی محرومی اور انکا دفع ہونا و طرح ہوتا ہے۔ اول۔ دفع رنج اور مصیبت طرح پر کہ رنج اور مصیبت کا ہی اتصال کیا جاوے۔ دوم۔ صورت یہ ہے کہ رنج اور مصیبت کو باقی رکھ کر رنج زدہ کو آرام سے روکا جاوے۔

اول۔ کی مثال۔ خارش والے مریض کا مرض کسی طرح دور کیا جاوے اور اگر خارش کی دوائی کہانے سے محروم کہا جاوے۔ اس طرح مرض کا دور کرنا۔ اور مریض کو دوائی سے محروم رکھنا۔ کوئی جرم نہیں اور نہ کوئی ظلم ہے بلکہ یقین پر پورے درجہ کا احسان ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خارش والے مریض کے مرض کو باقی رکھ کر خارش کی دوائی کے استعمال کرنے سے محروم رکھا جاوے یا کھیلانے سے روکا جاوے۔ یہ قسم البتہ ظلم ہے۔

اب غور کرو۔ حیوانات کے تمتعات اضطرابی ہیں۔ یا اختیاری۔ ظاہر ہے کہ حیوانات کے تمتعات کیا ہیں۔ یہی کہنا۔ پینا۔ بول و براز کرنا۔ اور نفس لینا

اور یہی اقسام ظاہر ہے کہ بالکل ضد طرار سی ہیں۔ پس حیوانات کو بند کر کے ایذا دینا ظلم ہوگا اور بے نصافی ہوگی کیونکہ جانوروں کو اس صورت میں ان کے ضروری تمتعات کہاتے پینے سے محروم رکھا جاتا ہے اسی واسطہ جوابے حتمہ اللعائیز (فداہ ابی داؤی و نفسی و مالی) نے فرمایا ہے۔

إحراة دخلت النار في فم حبيتها ولا هي اطعمتها تاكل من خشاش الارض
حیوانات کو ذبح کر دینا۔ اور انکے اوہ ضد طرار کو ہی قطع کرنا ظلم نہ ہوگا۔
یاد رہے۔ ذبح میں قلیدہ تمتعات (مثلاً جانوروں کا کودنا پہانڈنا) کا ابطال ضرور ہوتا ہے۔ مگر انسانی فوائد کے لئے اتنی قلیل نقصان کا ارتکاب منکرین ذبح ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دودھ کی خاطر جانوروں کے تھے تھے شیر خوار بچوں کو باندھ کر ایسے تمتعات سے روک دیتے ہیں۔

ذبح پر یہی ہی اعتراض کرتے ہیں کہ ذبح میں بے جرم جانور کو سخت سے سخت تکلیف پہنچائی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے۔ خدا کی کمزور گنہائیت پیاری مخلوق انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں۔ گوشت کھانے کے مسکروں کے لاک میں زراعت کے تمام کاروبار حرفت اور تجارت پر نظر کرو۔ یہاں کیا غالب عمرات کے اکثر کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں۔ اسی واسطہ باری تعالیٰ نے حیوانات کی بناوٹ اور انکے طبعی قوانین جیسی مضبوطی رکھی ہے۔ ان کے نفسانی

قوت اور ادراکی طاقتوں میں ایسا استحکام نہیں رکھا۔ حیوانی مسکن اور حیوانی لباس لہ۔ ایک عورت ایک بٹ کے بند جہم میں داخل ہوئی جسے اُسے بند کر کے کھانے پینے سے محروم کر دیا و بیچاری کو ڈاگرٹ ہی کہاتی

اور حیوانی خوراک اور حیوانی عیش و آرام پر نظر کرو۔ پہر انسانی محل۔ قصور اور اسام

اقسام کے لباسوں۔ کپڑوں۔ اور انواع اطعمہ لذیذہ اور فرحت افزا منظر دن کو دیکھو

اس قاذون قدرت کے نظارے سے صاف عیان ہے کہ ذبح کے آلام سمجھنے

میں ہی اُن کے قوے ایسے ہی کمزور اور ضعیف ہیں۔ جیسے اور ادراکی قوے

حیوانات کا ذی روح ہونا اس امر پر براہ نمائی نہیں کرتا کہ اُن کے قوے نفسانیہ

بھی قوی ہوں۔ دیکھو آدمی کا جگر اور شش باوجود ذی روح کے اعضا اور

قوی الادراک انسان کے اجزا ہونے کے بالکل بے حس ہیں اسی طرح بعض

حیوانی قوے کی حدت حیوانات کی عام ذکاوت کی متکرم نہیں۔ دیکھو اکثر

حیوانات بدون وحشت اور اضطراب کے ذبح کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ رحم

ایک قلبی حالت ہے۔ ایسے ہی قہر ہی ایک جبلی صفت ہے یہ دونوں صفتیں کبھی

نہیں ہوتیں۔ مان کہیں ہوسائٹی اور تعلیم سے انہیں کمی اور زیادتی ہوا کرتی ہے

گو وہ ان اصل اور عرض کا فرق ضرور رہتا ہے۔ مگر اس سے دونوں افراط اور فريط

کی جانبیں کسی عام حکیمانہ قانون کے باعث نہ ہوں گی۔

ظالم خلق آزار یا عقرب اور مار جو بخوار پر رحم کرنا ظلم شکار سے ہرگز کم نہیں۔

نکوئی بابدان کردن چنان است کہ بد کردن بجائے نیکمندان +

اچھے تجربہ کے ڈاکٹر کو زخموں کا چیرنا قبیح نہیں گو اس عمدہ کام کو ایک قس قلب

نہ کر سکے۔ اور ڈاکٹروں کو اپنے زعم میں قسلی قلب کہا کرے۔ مگر تعجب ہے۔

کہ ذبح کے منکر ذبح کے سوائے انواع و اقسام کے شکار اور تکالیف

جانوروں پر جائز نہ کہتے ہیں۔ حالانکہ۔

(اول)۔ صد مہ موت جو ذبح سے حاصل ہوتا ہے۔ بدون دخل انسانی ہی نہیں ہے۔ اور جن تکالیف کو منکرین ذبح جائز کہتے ہیں وہ بدون جبر انسان کے اور کسی طرح حیوانات کو لاحق ہونی ممکن نہیں۔

(دوم)۔ ان تکالیف سے جنکو منکرین جائز کہتے ہیں حیوانات کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ صرف اس میں انسانی فائدہ ہے۔ اور ذبح جائز کو تکالیف امرض اور تدریجی موت کے شدید سے نجات بخش ہے بخلاف ان تکالیف کے جنکو منکرین جائز کہتے ہیں۔ مصائب شدیدہ کے تحمل پر مہلت دینا رحم نہیں پس ذبح کرنا رحم ہے۔ کیونکہ ذبح کرنے میں جانور کو شدید مرض الموت اور دیگر شائد زمانی سے بچایا جاتا ہے۔ اور ذبح سے جانور کو وہی امر پیش آتا ہے جو اسے بدلتے ذبح ہی پیش آنے والا تھا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ حیوانات کو ذبح کرنا انسان کیونکر منع کیا جاوے۔ اس لئے کہ

(اول)۔ انسان مدنی الطبع اور بہت حقوق کا ذمہ دار ہے اور بہت معاملات کا سپردار ہے۔ مان انسان کے ناتھ سے جن حقوق کا اتلاف معاملات ذبح میں ممکن تھا مذہب حق نے اسکا السداد ضرور کیا ہے چنانچہ اسی مصلحت کی بنا پر شیردار جانور کا ذبح یلحاظ اسکے بچے کے اور ملک کے جانور کا ذبح کرنا بلحاظ اتلاف حقوق غیر کے درست اور پسندیدہ نہیں۔

(دوم)۔ انسانی بناوٹ پر نظر کرو۔ انسان کی ابتدائی پرورش کس طرح جانوروں سے زیادہ پراز تکالیف ہے۔ اسکی خوراک۔ پوشاک اسکے علوم کس وقت اور محنت سے اکو حاصل ہوتے ہیں۔ پس اس قانون الہی سے قیاس ہو سکتا ہے انسان کی

موت ہی بخلاف حیوانات انہیں جگتوں کے لحاظ سے بری بڑی وقتوں اور
مشکلات پر مبنی ہوگی۔

(سوم) - تعجب ہے کہ تمام دنیا کے جانوروں کا مرنا - تمام مدعیان الہام کے
نزدیک خدا کے رحیم کی طرف منسوب ہے۔ پھر نہایت تعجب ہے کہ ذبح کے
حکم کو کیوں یہ لوگ رحم کے خلاف یقین کرتے ہیں؟ - شکاری جانوروں کا
خالق کیا رحیم نہیں؟ - امراض شدیدہ اور معمولی موت جو تدریجی اور سخت تکلیف
کے بعد ہوتی ہے اس آبی موت ذبح سے اگر زیادہ تکلیف دہ ہے تو کیوں ایسی
پہلی قسم کی موت دینے والا خدا دیا کو - کر یا لو - نیاکاری بنا رہتا ہے؟ - اور ذبح
کے حکم دینے سے ظالم کہا گیا! - آریہ صاحبان! - وہائی ہواؤں کا بھیجنے والا
رحیم اور عادل نہیں؟ - بے شک ہے! - ضرور ہے! - اور قدرتی نظائر دیکھ لیا
انسان کی بناوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیہوشی کی پتلا حیوانات نباتات اور جانور
پر حکمران ہے۔ اسکی بناوٹ بتاتی ہے کہ اورسکا پورا حق ہے حیوانات کی سواری
اور بابررداری کا کام ہے۔ ان کے بچوں کا دودھ پئے جانوروں پر جس اور
زو کو ب کی سزا بدون جرم تھو نیز کرے جسکے باعث اگر جانوروں میں اور
اور قوی ارادہ ہوتا۔ تو ان سے خودکشی ہی ممکن ہی تو اس حکمران کے حق
میں ایسی دیر پا تکلیف کے جواز پر ذبح کی تکلیف کی جو صرف ایک دو منٹ کے
لئے ہوتی ہوگی۔ کس عقل سے مانعت کی جاتی ہے؟ - ایک اور نظارہ دیکھ لو
مثل اخس بنجا طر اشرف کل مذاہب میں معمول ہے۔ روح کی خاطر اور حفاظت
کے لئے بعض امراض میں اعضا کا کٹنا پسند ہے۔ اور زخم کے ہزاروں کپڑوں کا

مارڈانا ضرور ہے اور ان کیڑوں کا وہاں سے نکالنا اور جلا وطن کرنا لا بد ہے۔
ایک بادشاہ یاریقا مر کے بچائے کو ہزاروں جانوروں کا قتل جائز ہے۔ تو کیسا
انسانی آرام کے لئے ذبح حیوانات ممنوع ہوگا؟۔ ہرگز نہیں۔

ذبح کا حکم جانوروں پر رحم ہے۔ اول۔ اگر جانوروں کے واسطے ذبح کا حکم
نہ کیا جاتا تو بار برداری اور سواری کے کام میں سخت دکھ اٹھاتے۔ دوم
جانور پیری۔ ضعف۔ ناتوانی اور عدم خبر گیری سے تکلیف پاتے۔ سوم
تذیبی موت کے شدائد سے ہرگز محفوظ ہوتے۔ چھارم۔ ایک جگہ چارہ
نہ ملتا۔ جنگل میں کوئی ساتھ نہ جاتا پیری اور ضعف سے خود نہ جاسکتے۔ اگر
جاتے ہی تو وہاں قدرتی گوشت خوار جانوروں کی چہرے لے کر

موجود ہو جاتے پشم۔ لوگوں کے کہیت ضائع کرتے۔ تو کہیت والے آخر اسے

وہی معاملہ کرتے جو ذبح کے مجوز کرتے ہیں ششم۔ اگر بدون جواز فتوے ذبح

سب جانور خود مر جاتے تو ان کی عفونت باعث امراض ہوتی۔ یا جلانی

مالا بلاق تکلیف ہو جہ انسان پر رکھی جاتی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے جو بگوان

میں تو شکاری جانوروں اور گوشت خواروں کو پیدا فرمایا۔ اور شہروں میں

مجوزین ذبح کو۔

ہند کے اصل شہدے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہوں گے یا انہیں عفونتوں

کے سبب کمزور ہو کر ہمیشہ مغلوب ہی رہے۔

بعضے یہ اعتراض کرتے ہیں۔ گوشت اگر قدرتی طور پر انسان کے لئے مفید ہوتا۔ تو

انسان کو اس میں اتنی صنعت اور تکلیف کی حاجت نہ ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی

مرغوبت اور اسکی پسندیدہ چیزیں سب کی سب اسکے تصرف اور ترکیب سے پسندیدہ
ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ مرکب القویٰ متصرف اور جامعیت کا پتلا پہلا بدون دخل خود
کچھ پسند کرنا ہے۔ اسکی میوہ خوری مین میوون کی تراش اور تصفیہ دیکھو
اسکی غمگسار بی بی کے زیورات پر نگاہ کرو۔ اسکے جواہرات کی بناوٹ نظر
دوڑاؤ اسکے لباس کو سوچو۔ اسلئے تو اسکو مردار کا کھانا اور خون کھانا حرام
کہ اسکو اس سے بد مزگی نہ ہو۔

ایک اور قدرتی نظارہ دیکھو۔ عمدہ صفات مین شجاعت ہے اور گوشت
اسکا معین ہے۔ اسواسطے گوشت خوردن مین فحشندی محدود رہی۔ اور
جہانت نہایت درجہ کی رذالت ہے۔ اور گوشت اس کا دشمن ہے۔ اگر کالمین کو اجازت
ذبح نہوتی۔ تو شیریں خود حکام الہی اور احکام فطرت کے پابند ہوتے۔ ضرور گوشت
کہاتے اور کالمون کو ستاتے اور دنیا کو انواع اقسام کے مفسد کا سامنا کرنا پڑتا
تھائے۔ نئے کالمین کو بھی اجازت دیدی تاکہ ہتھار کا مقابلہ کر سکیں۔

گوشت خوری ایک ضروری امر ہے علم اور اسکا تجربہ ایک ایسی ضروری چیز
ہے۔ جس پر انسان کی انسانیت کا مدار ہے اور ظاہر ہے کہ علوم کی ترقی بدون
صحراوردی اور سیاحت جبل و سجاد بالکل محال ہے۔ اور یہ بھی ظاہر
ہے کہ ایسی ریاضت مین عمدہ غذا کی ضرورت ہے۔ اور علوم کے عاشق
بیچارے اکثر عاشق ہتی دست اور بے زرم ہوتے ہیں۔ بدون شکار وحشی و طیور
ان کی اوقات کیونکر بسر ہوتی۔ علوم طبقات الارض اور جغرافیہ کے عشاق
کو قطبین کا سفر اور جہازوں کی سیاحت بدون دریائی شکار کیونکر میسر آتی؟

مقیمین میں سے ہی بعض جبال اور بعض ہیا بانوں کے باشندوں اور قحطیہ بن کے رہنے والوں کو گوشت اور مچھلی کی حاجت لاپیدہ ہے۔

جہاز والوں کو بعض حالتوں میں مچھلی کا شکار کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ تیغ ناواقف نہیں۔ تلوار ہر جگہ عام طور پر میسر نہیں ہو سکتی۔ اور بالکل ظاہر ہے کہ چہری کیا تہ گردن کی طرف سے ذبح کرنا ایسا آرام دہ نہیں جیسے گلے کی طرف سے ہے۔

مکذّب۔ مکذّب منہ ۵۔ دنیا کے مسلمان جب کسی جوان کو ذبح کرتے ہیں۔ ان کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھتے بلکہ بسم اللہ اکبر کہہ کر قتل کرتے ہیں۔

مصدق۔ مسلمان نادان نہیں۔ الفاظ کے معانی سے بے خبر نہیں جب ہی

تو اپنے اس تصرف اور عظمت پر نگاہ کر کے کہ ان کو قاضی الحاجات خدا نے ان اشیا پر محض اپنے فضل سے تسلط بخشا ہے اسوقت روحانی تربیت کے خیال پر

باری تعالیٰ کی گہرائی کو یاد کرتے ہیں۔ سنو!۔ ایام حج میں جب پہاڑی

یا بلند سی پر چڑھتے ہیں۔ اسوقت ہی اللہ اکبر کہا کرتے ہیں اور جب شیب میں

اترتے ہیں اور اپنا نزول دیکھتے ہیں تو سبحان اللہ کہہ کر باری تعالیٰ کی قدوسی

نیال کرتے ہیں۔ ہر ایک عمدہ فعل ایک صفت الہیہ کا مظہر ہوا کرتا ہے۔ اس فعل

کے مناسب اللہ تعالیٰ کی صفات کو یاد کیا کرتے ہیں۔

مکذّب۔ (مَالِكٌ يَوْمَ الدِّينِ) یہ فقرہ قرآن کا حیرت افزا ہے جسے خدا کی نیت

پر عیب وارد ہو رہا ہے۔ کیا پریشمر روز انصاف نہیں کرتا۔ کیا آدم کے وقت سے

مرے ہوئے لوگ اب تک سنسن سپرد ہیں۔ مگر معلوم نہیں جنات پر یا جودیشل حوالہ

مین۔ پر یہ فقرہ سرب الحساب کے خلاف ہے۔ عدل یہ ہے کہ فوراً کاروائی شروع

ہو۔ تہذیب صفحہ ۵

مصدق۔ اپنے تہذیب کے صفحہ (۸۵) میں لکھا ہے۔ آریہ حق کے چپا نے اللہ
ڈرتے ہیں۔ مگر میں نے جہاں تک غور کیا آپ کا طریقہ یہ نہ پایا۔ سنئے صاحب!۔

یوم کا لفظ عربی زبان میں وسیع معنی رکھتا ہے منجملہ ان معنی کے یوم کی معنی وقت
ہے سنو!۔ محاورہ عرب۔ یوم ولد للک ولد یوم موعظہ۔ و یوم مات فلان

بکت علیہ الفرق المختلفة۔ حالانکہ لڑکے کا پیدا ہونا اور آدمی کا مرنا کبھی دن کو ہوتا

ہے اور کبھی رات کو۔ پس مالک یوم الدین کے معنی ہوئے۔ مالک ہے وقت جزاکا

ہر روز حسب وقت کی کو اپنے اعمال نیک کے بدلے انعام اور بد اعمال کے بدلے سزا

ملتی ہے۔ اس وقت کا مالک باری تعالیٰ ہے۔ بلکہ یوم اتنے وقت کو کہتے ہیں

کہ جس میں کوئی واقعہ گزرا ہو۔ دیکھو۔ یوم بعاث۔ و ذکر ہم با یام اللہ۔ ہمارے

مالک میں دن ٹھیک ترجمہ یوم کا ہے لوگ کہتے ہیں آج فلان شخص کے دن

اچھے آئے ہیں۔ اور فلان شخص کے بُرے آئے ہیں۔ پس یوم کا ترجمہ دن ہی کہیں

نہ تو کوئی عیب نہیں۔ غور کرو۔ تمام ان مصائب کی نسبت (جو یہاں دنیا میں برداشت

کی جاتی ہیں) قرآن کیا کہتا ہے۔

فَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ۔ فَاصَابِهِمْ سَيِّئَاتُ

مَا عَمِلُوا۔

یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے۔ سب تمہارے کسب اور اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے

اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ کل مقدمات دورہ سپرد نہیں۔ اور اگر بعض لوگوں کے

معاملات سشن سپر دین تو بھی کوئی حرج نہیں ضمانت کی ضرورت ان ناقص حکام کو ہوتی ہے جنکو ڈر ہوتا ہے کہ ان کا مجرم ان حکام کے تصرف سے کہیں بہاگ جاوے گا باری تعالیٰ کے ملک سے بہاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں مجرموں میں سے بعض اسی وقت ستر آیا پ ہو جاتے ہیں اور بعض جو ڈیشنل حالات میں رہتے ہیں یا پھر عفو ہو جاتا ہے۔ ضمانت کی حاجت نہیں۔

سرچ الحساب اور مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ میں تعارض نہیں۔

(اول)۔ اسلئے کہ سرچ الحساب کے معنی ہیں کہ جب حساب شروع کر دی تو جہٹ بیٹ لے لیتا ہے۔ اگر جزا اور سزا میں مہلت دے تو ممکن ہے کہ یوم الآخرہ تک مہلت دیدیے (دوم)۔ جس حالت میں ہر وقت یَوْمِ الدِّینِ ہے جیسے گذارش ہوا تو تفہیم کیا ہوا۔ ۴۔

(سوم) مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ سے یہ نہیں نکل سکتا کہ آج کے دن کا مالک نہیں۔ اور آج سزا یا جزا نہیں دیتا۔ کوئی کلمہ مصر کا یا آج مالک ہونے کی نفی کا قرآن میں موجود نہیں۔

اگر آپ کے نزدیک فوراً کارروائی ضروری ہے تو چاہئے کہ تمام زانیوں کو پورا آتشک یا پورا سوزاک جو پوری سزا ہے فوراً شروع ہو جاوے۔ حالانکہ ان دونوں امر آض کا ظہور ان لوگوں میں مختلف اوقات پر ہوا کرتا ہے۔ یا جب

مجرم مختلف گناہ کے مختلف سزاؤں کا مستحق ہو تو بطور آریہ مان پانندہی پنتہ کے یکدم وہ تمام جو بین بہگت لے جٹکا وہ مستحق ہے کیونکہ وہ پانندہی پنتہ کو نزدیک تناخ ہی سزا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ معاصی پر منع ہو کر انسان حیوان

نہیں بن جاتا۔ پھر کذب صاف فرماتے ہیں۔ اُن نون ختم امر کی بنیاد پر انتظام کرنا ہوگا۔ اسے انصاف کے دشمنوں کو!

ختم المرسلین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم اے یوم الدین تو اپنے مالک انتظام ہونے کی نسبت حسب الہام الہی یوں خبر دیتا ہے۔
لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي خَيْرًا وَلَا نَفْعًا إِلَّا بِمَا شَاءَ اللَّهُ۔ سورہ اعراف
قُلْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ خَيْرًا وَلَا شَرًّا۔ سورہ جن

اور رب العالمین تو خواب تہراحت نہیں فرماتے قرآن کریم باری تعالیٰ کی صفت میں فرماتا ہے لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ۔ البتہ پرلی کے وقت نہان مہان پرلی کے وقت جو ایک بے دلیل اور خیالی امر ہے۔ بتائے کیا کرتے ہیں؟ اس وقت کس کو خلق کرتے اور رزق دیتے ہونگے؟ مہان پرلی کے قائل اس کا جواب دین۔ میں نے تو آریہ ورتون میں وہ بھی دیکھے ہیں جو کہتے ہیں کہ اس وقت زندہ کرتے ہیں!!!۔

لطیفہ۔ امید ہے کہ غالباً ناظرین پسند کریں گے۔ بجائے لفظ وقت او میں کے قرآن نے یوم کا لفظ مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ میں کیوں اختیار کیا؟۔ سو گز ایش ہے۔ کہ عرب لوگ کبھی رات کی طرف ان امور کو نسبت کرتے ہیں جنہیں نقص اور عیب ہوتا ہے۔ دیکھو شعر حاسہ کا

لَا دَنْتُ هُنَا لَيْلًا بِإِلْهَامٍ عَالِمَةٍ وَأَنْ قَدْ أَطَاعَتْ لَيْلِي أَمْرًا دَنِهَا

۱۔ مجھ تو اپنی ذات کے ضرر و نفع کا کوئی بھی اختیار نہیں مان جو چاہے اللہ۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطَانًا
اور دیکھیں کی نسبت کہا ہے۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا
أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ
ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

قمار بازی کی برائی میں قرآن کا حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ
عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُثَوِّقَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ
وَالْمَيْسِرِ لِيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ
بتلائے اسقدر شدید و بکیر کے بعد جو ان صفات ذمیرہ کی نسبت قرآن مجید
میں مذکور ہو ہیں آپکی منصف ضمیر (اگر اُس میں انصاف ہو) گواہی دیتی ہے کہ
ایسے غیر موزون اور خلاف تہذیب اشارات اُسکی نسبت کئے جاویں؟۔

۱۔ اور بت قتل کر دے جسے جان کو جو اللہ نے حرام کی ہے مگر حق پر۔

۲۔ اور جو مظلوم مقتول ہوا جسے اُسکے وارث کو قدرت دے دی۔

۳۔ جسے کچھ نہیں کہہ سکا کہ لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرنے کو دوڑتے
ہیں یہ ہے کہ قتل کئے جاویں یا سولی دے جاویں یا اُس میں سے جلا وطن کئے جاویں۔ یہ وہ اس طرح کے رسوائی اور
دنیا میں وراثت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔

۴۔ اسے ایمان والوں کے سوا نہیں کہ شراب۔ جو آبت۔ اور تیرنا پاک شیطانی عمل میں ان سے بچ جاؤ کہ نجات
پاؤ۔

۵۔ شیطانی کاراردہ یہ ہے کہ جوتے۔ اور شراب کے بہاؤ بہار سے درمیان نفی و عداوت ڈالو وے اور تمکو
اللہ کے ذکر اور شان سے روکے۔ اب یہی باز آؤ گئے؟۔

کَذِبَ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - اُجکل سید ہی راہ ایک اور ہی مستقیم ہو۔

پھر کہتے ہیں۔ اگر سید ہی راہ کے طلبکار ہو تو علم و عقل کو کیوں ذل نہیں دیتے۔ اور ذلات کے پڑنے سے کیوں گریز ہے گا۔

مصدق - ۱۔ آپ نے یہاں عجیب و غریب طور پر انصاف کی راہ اختیار کی ہے۔
 دل کو روکتا ہوں۔ تہمتا ہوں۔ کائنات میں دیتی ہے مگر مبارک ہو۔ اس
 پاک مذہب اسلام کو جس نے گالی اور بد تہذیبی کا بدلہ اس قسم کی کارروائی کے
 ساتھ دینے سے منع کیا ہے جس نے حکم دیا ہے۔ وَجَادِ لَهُمْ بِالْحَقِّ هِيَ احْسَنُ
 اور پھر فرمایا ہے۔ وَلَا تَسْتَبِقُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسْتَبِقُوا اللَّهَ عَدُوًّا
 بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ افسوس ہزار افسوس پاکیزہ گئے خلاق اور طہارت باطن دنیا سے یک قلم
 موقوف ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استقدر بے باکی اور کپکپا دینے والی
 گستاخی دوار کہی گئی۔ اگر کوئی منصف ہو تو اس کے نزدیک اس ناشائستہ کتاب
 (تکذیب) کی بے قدری اور نفرت کے لئے بس ایسے نام جائز مضامین کا ہونا ہی
 بس ہے۔ تعجب پر تعجب ہو گا اگر اس پر بھی یہ کہا جاوے کہ تکذیب لا جواب کہی
 گئی یا مطلب خیر لکھی گئی ضد کا یہ لانا بوجھنا اور سید ہی باتوں سے ہی کیسے پر دیتی
 ہے۔ یہ بھی کیا اعتراضات ہیں؟۔ ان کا کافی جواب یہی ہے کہ ان کے
 جواب سے اعراض کیا جاوے۔ کیا یہ آپ کا اہتمام امین کلام کچھ ہی انصاف
 پر مبنی ہے؟۔ مسئلہ ان کو اسلام کو علم و عقل کی راہ سے کب نفرت
 ہوئی؟۔ مسلمانوں نے علوم و فنون میں جس قدر ترقی کی اور دنیا میں
 انوار علوم کی اشاعت کی ایک عالم اس کا شائبہ ہے۔ اہل یورپ اہل

کے منقرت ہیں کہ یورپ کی آغازت ایشیائی اور قوائے عقلے کی شگفتگی کا اصلی
 چشمہ عرب اوابل عرب ہیں افسوس بغض و عناد نے ہمارے معنی الفون کو
 اس درجہ تک پہنچا دیا کہ مسلمات سے انکار کرتے ہوئے بھی کوئی حیا و ہنس گیر
 نہیں ہوتی مسلمانوں کی اصطلاح میں کفر کے زمانہ کو ایام جاہلیہ کہا گیا ہے جس
 سے صاف عیان ہے کہ جہالت اور بے علمی سے اس قوم کو کیسی نفرت تھی۔ ہے خیر
 کچھ ہی سہی مگر اَیَّاكَ لَعَبْنٌ وَاَیَّاكَ لَنَسْتَعِیْنُ سے اس اعتراض کو کیا چسپیدگی
 ہے؟ خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا ٹھیکہ لے لینا ہے۔ نفس کلمات طیبات میں
 کیا نقص ہے؟ اُسکے معانی کیا فطرت انسانی سے مناسبت نہیں رکھتے؟
 ناظرین بالاضاف سوچو!۔ اس میں ”مہم تر سے ہی ذلیل محتاج بندے۔ فرمانبردار بندے“
 ہیں اور ان اپنے اقارون پرستیم رہنے اور ہر طرح کی ضروریات کے سر انجام دہانہ کام کیلئے تیری ہی
 جناب مدد پر ہیں۔ کیا نقص ہے؟ اس قسم کے اعتراض ظاہر نہیں کرتے کہ ان لوگوں
 میں مخالفت حق اور ترویج بطمان کی کس قدر عادت ہے؟ ہر گز
 یقین وثائق ہے کہ ان لوگوں کی ایسی کارروائی قرآن کریم کی
 صداقتوں کی اور بھی زیادہ استحکام دینے والی اور اشاعت کرنیوالی
 ہوگی اور صاحبان بصیرت پر کھل جائے گا کہ بغض آلود دلوں نے
 مہر منیر کو تیرہ و تار ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش کرنی چاہی ہے
 قرآن کریم نے جس قدر تاکید تحصیل علوم کی کی ہے ایسی
 دنیا میں کسسی الہی الاصل ہونے کا دعوے کرنیوالی کتاب نے نہیں کی
 اللہ اکبر!۔ سارا قرآن انہیں مضامین سے لبریز ہے۔ کہیں کائنات الجو

کی طرف توجہ دلانے کو فرماتا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَمَا فِيهَا مَلَكٌ مُّخْفًّى عَلَيْهِمْ الْآيَةُ۔ اور اسکی
 مثل سببیون اُسٹین۔ کہیں تحصیل علوم طبقات الارض و معدنیات وغیرہ کی نظر
 دلون کی توجہ کو معطوف کرتا ہے وَالْإِلَٰهَ الْجَبَّارُ كَيْفَ نَصَبْتَ۔ غرض اس
 کلام مجید کا طرز بیان اور سیاق کلام ہی اس طرح واقع ہوا ہے کہ نصیحت و پند
 کے اول و آخر تظارِ باری فطرت و مشاہدِ قدرت کے نقشہ کینچنا ہے اور
 اس قسم کی آفاقی و انفسی (اندرونی و بیرونی) شہادتوں سے اپنے کلام اللہ
 ہونے کا صریح ثبوت دیتا ہے۔ عبرت انگیز اور نصیحت آمیز کلام کے مقطع میں ضرور
 یہ قابل غور الفاظ وارد کرتا ہوں یَعْقِلُونَ۔ يَتَفَقَّهُونَ۔ يَتَذَكَّرُونَ۔ يَتَذَكَّرُونَ۔
 اب ان ترغیبات کا منشا کیا ہے یہی کہ اسکے پیرو۔ غور و فکر کے مذہب یا پابند
 ہو جاویں ورنہ وہ اتباع کتاب اللہ کی صفت سے موصوف نہ ہو سکیں گے۔
 سبحان اللہ!۔ اس سے زیادہ ذخائر علمی کے اکٹھا کرنے کی اور کیا ترغیبیں
 ہو سکتی ہے؟۔ اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونُ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ
 بِهَا۔ الْآيَةُ یعنی عالم کی سیروس یا حاکم جس سے سرچرچہ دل پیدا ہوں۔
 کذب۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ چونکہ مسلمان تناسخ کے
 قائل نہیں۔ پس خدا کا کیا نعمت دینا۔ اور کسی پر غضب کرنا اور کسی کو گمراہی میں ڈالنا۔
 چہ معنی دار و نہ اسکا انصاف قائم رہتا ہے نہ اسکا رحم اور نہ اسکا علم۔ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔
 مَغْضُوبٌ عَلَيْكَ۔ ضال علیہم کی ضمیر خدا کی طرف پہنچی ہیں۔ پس ان اعمال کا ناعل
 خدا ہوا۔ انتہی مختصر۔

مصدق۔ آپ تو بڑے عربی دان ہیں اس کلام میں۔ کونسی ضمیر خدا کی طرف

پہرتی ہیں ذرہ تو سوچو!۔

خدا کا سیکہ بغیر نیا۔ اور بدوں کسی سابق مزدوری اور کسی محنت کے اللہ تعالیٰ کا انعام اور اکرام کرنا۔ اسکی رحمت اور فضل کا نشان ہے۔ جو باری تعالیٰ کی اعلیٰ درجہ کی صفت ہے۔ تناسخ والے تو یہی کہیں گے۔ ہمیں یہ آرام اور رحمتیں جو ملی ہیں ہماری محنتوں اور ہمارے کاموں کا پہل ہے۔ اگر مان لین کہ منصف بادشاہ کا ضروری کام ہے تو کوئی اسکا فضل خاص اور خالص احسان نہیں۔ مگر مسلمان انعام پانے والا۔ یہ کہیگا کہ یہ باری تعالیٰ کا فضل اور جہان اور اسکی دیالیتا اور کرپالیتا ہے۔ اور کسی پر غضب کا آنا بیوجہ نہیں ہوتا قرآن خود غضب کے وجہ کو بیان کرتا ہے۔ سنو!۔

وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكَفْرِ صَدْرًا - فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
يَسْمَعُونَ أَصْوَابًا لِّأَنفُسِهِمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ لَعَلَّاهُمْ أَنْ يُنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
مِنْ آيَاتٍ عَمَّا يُدْرِكُهُ فَيَا أَيُّهَا الْعَصِيبُ عَلَى غَضَبٍ - وَلَكِنْ إِنْ عَذَابٌ مُّهِينٌ

دیکھو غضب کے اسباب قرآن کریم میں کس طرح بیان ہوتے ہیں ۹۔ اور دیکھو غضب ہی بیوجہ نہیں آتا۔ بلکہ اس صورت میں آتا ہے جب کسی نے اپنے دل کی دعوت میں بجائے اسکے کہ الہی محبت کو جگہ دیتا۔ الہی نافرمانی کو جگہ دی۔ صَالِحِينَ کا صیغہ بخلاف مَعْصُوبِ مَجْهُولِ نہیں معروف کا صیغہ ہے ضَالِّ کے معنی گمراہ ہونے والا کہنے والا۔ اس ضد کو چھوڑو یہ بھی کوئی اعتراضات ہیں اس سے قرآن کریم کی عظمت کم ہو جائے گی حق و صدق خود او کا ہوتا ہے۔ یہی سراج منیر کسی دشمن کے پیونہ مارنے سے بچہ نہیں سکتا۔ ایک زمانہ میں

عیسائیوں یورپ نے قرآن کریم اور اس کے حامل واجب الشکریم کو بہت بُرے بُرے پیرائیوں میں دکھانا شروع کیا کہ یہ غیر مغلوب صداقت کہیں یورپ میں پہیل نہ جائے۔ جناب مادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بدناموں کی سیٹھون پر عیبناک قابل نفرت ایکڑ بنا کر دکھایا۔ اُس فرضی کہوت کی قبیل کے مصدوعی افسانے تراشے! مگر کیا وہ اُس آفتاب حقیقت کو پوشیدہ کر سکے؟ آج یورپ میں بے شمار نصف غور کرنے والے پیدا ہو گئے جو اشاعت کلام ربانی کی راہ میں تیار کر رہے ہیں۔ اثبات صانع عالم کے اُن دلائل میں سے جنکو تکذیب براہین نے اپنے غلط خیال کے باعث قرآنی دلائل اثبات صانع کہا ہے قرآن کریم سے دلیلیں وہ بیان کی ہیں جنکو تکذیب کے صفحہ ۴۲-۴۱ اور ۴۲ میں ضمنی نمبر ۳۲ و نمبر ۳۱ لکھا ہے لیل نمبر ۳۲ صفحہ ۴۲ میں سورہ و النجم کے پہلے رکوع کی چند آئین میں اور دلیل نمبر ۳۱ صفحہ ۴۲ میں جو کچھ نقل کیا ہے اس میں کچھ حصہ تو اُن دو آیت شریفہ کا ہے جنکو مکتب نے غزنین میں جوڑ دیا تھا اور وہ دو آئین یہ ہیں۔

اَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاٰخِرَةَ ۚ سُوْرہ نجم کو پہلا۔ آیت ۸ اس ۱۹ اب اس آیت شریف نمبر ۱۹ کے آگے تکذیب ایک عربی کافر لکھتا ہے اور مجموعہ پر جلی قلم سے سورہ نجم کا حوالہ دیتا ہے۔ وہ عربی فقرہ یہ ہے (تِلْكَ الْعِزَّتُ الْاٰخِرَةُ) وَ اَشْفَاكَ عَنْهُمْ كَثْرَتُ نَجْمٍ پھر اس فقرہ کا ترجمہ کرتا ہے۔ ”یہ تینوں بت بڑے بزرگ ہیں اور انکی شفاعت کی امید کہنی چاہئے۔“ میں اسلام کے مختلف مذاہب کے لوگوں سے یہ سورہ نجم سنی ہے کسی میں یہ ناپاک اور گندہ شرک کا بہرہ فقرہ نیا اور کسی مطبوعہ یا قلمی قرآن میں لکھا ہوا دیکھا۔

مکذّب کے تمام ان اعتراضات کا مدار جنکو صفحہ ۴۷ سے شروع کیا ہے ہی ناپاک اور شیطانی فقرہ ہے جسکو مکذّب نے کہا ہے کہ سورہ والنجّم میں ہے اور فی الواقع سورہ نجم کیا قرآن کریم میں نہیں۔ پس مکذّب کے اعتراض ہی نہ ہے۔ مان پہلا حصہ دو آیت کر کے سورہ والنجّم کے پہلے رکوع کے اُن آیات کے آخر میں ہے جنکو مکذّب نے دلیل نمبر تین تکذیب کے صفحہ نمبر ۴۷ میں لکھا ہے ان دونوں آیات کریمہ کو مع ان آیات کے جو سورہ والنجّم کے ابتدا سے تا آیت ۷۱ میں اثبات صانع عالم سے بالذات تعلق نہیں مکذّب نے نا افضی سے اسے دلیل اثبات صانع گمان کیا ہے البتہ ان آیات کریمہ کو جناب سالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستی اور عظمت اور بزرگی کے اثبات میں ایک خاص تعلق ہے اور یہ امر بھی چونکہ احقاق حق اور ابطال باطل میں ضروری ہے اسلئے مجھے اس رکوع کی تشریح اور بیان کی ضرورت پڑی ناظرین غور کریں ہر دو آیات مرقومہ نمبر ۷ تکذیب کیسی لطیف ہیں۔ اور کس خوبی کیساتھ احقاق حق اور ابطال باطل کرتی ہیں۔

سُؤا

مطالب دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اول بڑے ضروری۔ دوسرے افسہ کم درجہ کے بڑے ضروری مطالب کو بہ نسبت دوسرے مقاصد کے بلا ریب تاکید اور براہین و دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ یہ میرا دعو ہے بہت صفا اور ظاہر ہے۔ تاکید کیواسطے ہر زبان میں مختلف کلمات ہوا کرتے ہیں ایسے ہی عربی زبان میں بھی تاکید کے لئے بہت الفاظ ہیں۔ مگر ایشیائے زبانون میں جیسے علی العموم قسم قسم بڑا کر کوئی تاکید لفظ نہیں۔ ایسے ہی عربی کے لٹریچر میں بھی

قسم سے زیادہ کوئی تاکیدی لفظ نہیں۔ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا۔ اس لئے اس میں عربی محاورات پر ضروری مطالب میں قسموں کا استعمال ہی ہوا۔ اقسام القرآن کی نسبت جہاں مذہب نے اعتراض کیا ہے وہاں مفصل انشاء اللہ بیان کروں گا۔

رہی بیہات کہ انہم اور بہت ضروری مطالب میں براہین اور دلائل کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے قرآن کریم نے ان مطالب میں قسموں کے علاوہ اور کیا ثبوت دیا ہے؟ سو یاد رہے۔ جہاں قرآن کریم کسی مطلب پر قسم کو بیان کرتا ہے وہاں جس چیز کے ساتھ قسم کہا گئی ہے وہ چیز قانون قدرت میں قسم والے مضمون کے واسطے ایک قدرتی شاہد ہوتی ہے۔ اور یہ قسم قدرتی نظاروں میں اپنے مطلب کی مثبت ہوتی ہے جو قسم کے بعد مذکور ہوگا۔

مثلاً

إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ اَلْحَمْدُ ایک مطلب ہے جس کے معنی ہیں۔ ”لوگو! تمہارے کام مختلف ہیں اور ان کے نتائج بھی الگ الگ ہیں۔“ قرآن مجید اس مطلب کو قانون قدرت سے طرح ثابت کرتا ہے وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَمَا خَلَقَ الذَّكَكَ وَالْأُنثَىٰ۔ کیا معنی۔ رات پر نظر کرو جب اسکی کالی گھٹا چھا جاتی ہے۔ پھر دن پر نظر ڈالو جب اُسنے اپنے انوار کو ظاہر کیا۔ پھر مرد اور عورت کی خلقت اور بناوٹ پر غور کرو۔ اور ان کے قدرتی فرائض اور واجبات کو سوچو تو تمہیں صاف طور پر عیاں ہوگا کہ بے ریتہا ہر سی کوشتین الگ الگ اور اُن کے نتائج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایسے ہی باری تعالیٰ کے نام جان و مال کو دینے اور نافرمانیوں

بچنے والا اور اعلیٰ درجہ کی نیکی کا مصدق۔ اور اُس کے مقابل
جہان اور مال سے دریغ کرنے والا نافرمان اور اعلیٰ درجہ کی
نیکی کا کذب بھی الگ الگ ہیں اور الگ نتیجہ حاصل کریں گے۔

ہمارے پاک ہادوسی۔ سرورِ اصفیاء۔ خاتم الانبیاء۔ کی اثباتِ نبوت اور اپنی
عظمت اور بڑائی ثابت کرنا۔ بڑا احقاقِ حق اور آپ کے منکروں کو ملزم کرنا۔
بڑا ابطالِ باطل تھا۔ قرآن کریم نے اس احقاقِ حق اور ابطالِ باطل
پر پُر زور۔ دلائل و دعوئیں۔ ان دلائل کا بیان اس جگہ موزون نہیں۔ البتہ
ان پر اہمیت ہے۔ اس و النجم کے پہلے رکوع میں۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل
کا ایک ثبوت ہے۔ اور قبل اسکے کہ حضور علیہ السلام کی صداقت اور راستی اور سچائی کو
ثابت کیا جاوے۔ نفسِ نبوت اور مصلح کی ضرورت کو قرآن میں و النجم کا
لفظ فرما کر باری تعالیٰ نے ثابت فرمایا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔
عرب ایک ایسا جزیرہ تھا جس میں علی العموم پانچ کی قلت تھی اور اسکے ملک
حجاز میں مخصوص سکون اور سیلوں کے نشانات اسکے راہوں میں ہرگز
نہ تھے۔ اسلئے عرب لوگ غالباً رات کو سفر کرتے تھے۔ اور شریا نام النجم سے سمت کو
قائم کر لیتے تھے جس طرح آج جہاز ہی مسافر قطب نما سے سمت کو قائم کر لیتے ہیں۔
اندھیری راتوں میں وہ النجم کو یا بدرقہ کا کام دیتا تھا۔ قرآن کریم نے جہان
النجم کے فائدے بیان کئے ہیں وہاں یہ بھی فرمایا ہے ^۱وَالنَّجْمُ هُمْ يَهْتَدُونَ
اور یہ بھی بالکل ظاہر ہے کہ النجم اگر سمت الرااس پر واقع ہو تو اسے مسافروں کو

۱۔ اور النجم سے دھراہ پاتے ہیں۔

راستہ کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ ایس۔ انجم کا مشرق یا مغرب میں ہونا سفر والوں کے لئے ضروری ہے عربی زبان میں ہونے چڑھنے اور ڈھلنے دونوں کے معنی دیتا ہے پس۔ اس کو ع کی پہلی آیت وَالْجَحْمُ إِذَا هُوَ کے معنی یہ ہوئے قسم ہے انجم (ثریا) کی جبکہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف ہوا برکت والے رات کے اندھیروں میں جنگلوں اور رستوں کے چلنے والوں کو فرماتا ہے لوگو!۔ تمہارے لئے تم کو منزل مقصود تک جانیکے واسطے اور جسمانی سمیتوں کے سمجھنے کی خاطر ہم نے انجم کو تمہارے کام میں لگایا۔ تو کیا جسمانی ضرورتوں سے بڑھ کر تمہاری ضرورت کے واسطے اور روحانی منزل مقصود تک پہنچ جانے کے واسطے تمہارے لئے کوئی ایسا مصلح اور کوئی ایسا ریفارمر سلیمۃ الفطرۃ سچا لہم ہوگا جو تم کو تمہارے روحانی اندھیروں اور اندرونی ظلمتوں کے وقت۔ راہ نمائی کرے فانی اور چند روزہ تکلیف جسمانی راہوں کے نہ سمجھنے میں جب تمہارے گرد و پیش کے نشانات تم کو راہ نمائی نہیں کرتے تو تمہارے روشن اور بلند ستاروں سے ضرورت تمہاری دستگیری کی جاتی ہے۔ پھر جب تمہارے فطری قوے اور تمہاری روحانی اور ایمانی طاقتوں پر۔ تمہاری جہالتوں تمہاری نادانیوں تمہاری بد رسومات اور عادات اور حرص اور ہوا۔ اور بجا خود پسندی اور ناجائز آزادی کی اندھیری رات آجاتی ہے۔ اور اس وقت تم ابدی نجات کی منزل تک پہنچنے سے حیران و سرگردان ہو جاؤ تو کیا ہماری رحمت خاص اور فضل عام سے کوئی روشنی بخش اور رہنما سیارہ ہوگا؟

اور کیا وہ اللہ تعالیٰ جسکی ذات بابرکات نے جسمانی ظلمتوں میں تمہاری آراہ

کے واسطے ایسے جسمانی۔ سامان بنائے ہیں جسے تم آرام پاؤ بشرطیکہ انکی طرف توجہ
 کرو اسنے تمہارے ابدی آرام اور روحانی راحتوں کے واسطے تدا بہر نہ رکھی ہوگی
 بے ریب رکھی ہیں جسمانی لیل اور چند گھنٹوں کی رات میں اگر کوئی لہنا ستارہ
 موجود ہے تو اس روحانی لیل اور غنوم و رسموم کی نہایت بڑی لبنی رات کے
 وقت ہی اللہ تعالیٰ کے فضل نے تمہاری منزل مقصود اور جاودانی آرام تک
 پہنچا نیکارہ نا بھی ضرور کہا ہوگا۔ وہ کون ہے بے ریب حضرت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے۔ **ثبوت ماضل صاجبکم و ما غوی۔ وجہ ثبوت**

اپنے ہی ملک میں ذرا تجربے اور بلند نظری سے کام لو۔ نظر کو اونچا کر کے دیکھو۔
 کچھ شخص تمہارے شہر کا تمہارا ہم صحبتی۔ جسکا نام محمد۔ احمد۔ امین ہے اور جسکو تمہارے
 چہرے بڑے انہیں پیارے ناموں سے پکارتے ہیں کیسا ہے؟ کیا تمہارے لئے
 کافی راہ نا نہیں؟ بے ریب۔ کیونکہ۔ نظریات کا علم ہمیشہ بدیہات سے ہوتا ہے

اور غیر معلوم نتائج پر پہنچنا ہمیشہ معلومہ مقدمات سے ممکن ہے۔ نہایت باریک
 فلسفی کا پتہ عامہ قواعد سے لگتا ہے۔ جانتے ہو۔ کسی انسان کو انسان کامل
 یقین نہ کرینکے تین سبب ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ تم اس شخص کے حالات سے
 پورے واقف نہیں جسنے مادی اور انسان کامل ہونے کا دعویٰ کیا۔
 دوم یہ کہ وہ شخص جسنے مادی کامل اور انسان کامل ہونے کا دعویٰ کیا اسے
 علم صحیح ہو۔ سوم یہ کہ باوجود علم صحیح رکھنے کے اسکی عادت ایسی ہو کہ علم صحیح پر
 حل نہ کرے سو اس رسول خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ان تینوں
 عیوب میں سے ایک بھی نہیں ماضل صاجبکم و ما غوی۔ یعنی۔

نہ بھولا اور نہ بے علمی سے کام کیا تمہارے ساتھ رہنے والے نے۔ اور نہ کہی علم
 صحیح کے خلاف کرینکا ملزم ہوا۔ پہلی وجہ عدم تسلیم کا جواب تو یہ ہے کہ چالیس
 برس کامل کے تجربہ سے دیکھ لو۔ یہ شخص محمد امین (ابے دامی صلی اللہ علیہ وسلم)
 بھلا اسہین کوئی عیب رکھنے کی بات ہے۔ دوسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ کامل
 جسکے معنی میں کہی نہ بھولا ہمیشہ تمہاری اور اپنی بہتری کی جو تدبیر نکالی وہ
 تدبیر آخر ثمرات نیک ہوئی تیسری وجہ کا جواب دیا۔ و ما عواے۔ چالیس
 برس تمہارے ساتھ رہا اور تمہارا صاحب کہلایا۔ مگر کہی کسی بد عملی ملزم
 ہوا ہ۔ ہرگز نہیں۔ چالیس برس تک جسے راستی اور استبازی کا
 برتاؤ کیا۔ جسکے ہاتھ پر صدیق نے ہی بیعت کی جسکے سیکڑوں
 مریدوں میں سے ایک بھی تبلیغ احکام اسلام میں کذب کا ملزم
 نہوا۔ وہ جسکے بھی مخلوق پر افتراء نہ باندھا اب وہ کیا تمہاری ذات پر
 پر مغتری ہو گا ہ ہرگز نہیں۔ اگر اپنی پہلے تجارت اور اپنے پہلے معلومات
 صحیح پر صحیح نظر کرو گے اور اسکے چالیس سال کے برتاؤ کو دیکھ لو گے تو یہ نتیجہ
 نکلیگا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

اور سنو۔

اسکے علوم اور اسکی ہدایات کسی کمزور معلم کی تعلیم کا نتیجہ نہیں اور نہ ایسا ہے کہ
 یہ پورا تعلیم یافتہ نہوا۔ اسکی تعلیم تو اسکی نبوت اور رسالت کا عمدہ نشان ہے۔
 اسکی تعلیم پڑ سے طاقتور معلم کی تعلیم ہے اور یہ بھی تسلیم کے اصلی مدارج پر
 ہے۔ اور نہ میں ہوتا اپنی خواہش سے مگر جو بولادہ الہی الہام ہے چوبیگا۔

ہنسی کشیک اور درست ہو چکا ہے۔ یہی معنی ہیں آیات ثلث

عَلَيْكَ شِدَادُ الْقُوَى ۚ ذُو جَرَاةٍ فَاسْتَوَى ۚ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۚ
قانون قدرت کا عام قاعدہ ہے جس قدر کوئی چیز دوسری چیز سے تعلق پیدا
کرے گی اسی قدر اس دوسری چیز سے متاثر ہوگی۔ اور متحد ہوگی۔ ایک عادل بلکہ ہمہ
عادل مالک اور علیم و خیر سلطان کے لائق اور جان نثار۔ چست و ہوشیار۔
رضاء مندی کے طالب نوکر اور خادم کو جو جو انعام اور اکرام ملین گے اور ایسے مقتدر
اور مقتدر بادشاہ کے ایسے پیارے خادم جن جن انعامات اور الطاف کے
مستور و ہونگے ویسے نالائق اور نیکے خود پسند۔ مطلبی کا بل نام کے نوکر اور چوڑے
خادم ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے جس قدر اسکے
بندوں کو تعلق ہوگا اسی قدر وہ قابل انعام ہونگے۔ جتنی بندگی اور
عبودیت کامل ہوگی اتنا ہی الوہیت کامل اس سے زیادہ ہوگا۔ اور بقدر
ترقی عبودیت روح القدس کا فیضان ہوتا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ وَأَبْنَاؤُهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ
كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ ۚ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ ۚ

یا در ہے۔ یہی توحید اور تشریث کا مسئلہ تھا جس کو عیسائی نہ سمجھ کر شرکین
گر قتل ہو گئے۔ اور یہی وہ بہید ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اسکے انبیاء اور
رسل اور اولیاء کے باہمی تعلق کے باعث فیضان روح کا پتلاگ سکتا ہو۔

لے سکھایا اس کو بڑے طاقتور نے۔ بڑی جگہ کا تھا پس پورا نظر آیا۔ اور وہ اب لہجہ کناری سے ہے۔

طالبِ صفت سچی ارادت سے چند روز بحضورِ مہرِ صاحبِ حاضر ہو کر استقلالِ نصیب سے منتظر ہوا اور دیکھ ہی لے۔

عرب کا دستور تھا جب دو آدمی باہم اتحاد پیدا کرتے۔ اور معاہدہ کر لیتے تو دونوں اپنی اپنی کمائیں اس طرح ملائے کہ ایک کی کمان کی لکڑی دوسری کی کمان کی لکڑی سے از ابتدا تا انتہا ایک سرے سے دوسرے سرے تک ملائی جاتی۔ اور ایک کمان کی تار دوسری کمان کی تار سے ملائی جاتی تب دونوں قوسوں کے دو قاب ایک قاب کی شکل دکھلائی دیتی۔ پھر دونوں کو اس طرح ملا کر دونوں معاہدہ کنندے ایک تیر۔ ان دونوں کمانوں کو ایک ہو گئی ہوئی کمان میں رکبہ کر چھوڑتے اور یہ رسم عرب کی اس امر کا نشان ہوتا تھا۔ کہ اس وقت کے بعد ایک کمان والے کا دوست دوسرے کمان والے کا دوست ہو گا اور ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن قرار پائیگا۔ اس طرح انبیاء اور رسولوں کی پاک ذات کا خاصہ اور انکی فطرت ہوتی ہے کہ وہ پاک گروہ اور انکے اتباع مگر گرویدہ تابع الحب للہ اور الیغرض للہ میں منفر دہوتے ہیں اپنے ہر ایک اعتقاد اور قول اور فعل میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی کو مقدم رکھتے ہیں۔ اسیکے بلائے سے بولتے۔ او اسیکے چلائے سے چلتے ہیں۔ انکا رحم اور انکا غضب اللہ تعالیٰ کا رحم اور اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے۔ ایسی وحدت و اتحاد کے باعث انکے ہاتھ پر بیعت اور اقرار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت اور اسی سے اقرار ہوتا ہے۔ اور اسی اتحاد کا بیان آیات ذیل میں ہے۔

إِنْ لَدُنَّ يَبَاهُ نَاكَ اِنَّمَا يَبَاهُكَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ
وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ -

وَمَا رَمَيْتْ اِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى

وغیرہ آیات کریمہ میں ہے۔ والا وہ تو بشارت ہوتے ہیں۔ اور اپنی بشریت اور

عجز اور فقر کو انما انا بشر مثلکم۔ وان محمدؐ اعبده ورسوله۔ و ما ادری

ما یفعل بی ولا یحکم۔ ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا علم الغیب۔

فرما کر ثابت کرتے ہیں۔ اللہم ابدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت

علیہم۔ بارہ تعالیٰ کی گرامی اور مقدس ذات پاک سے ان کی ذات کو

دلو اور تقرب ہوتا ہے اور ان کی کماں اللہ تعالیٰ کی کماں سے

بالکل وحدت پیدا کرتی ہے۔ اسی عمدہ مضمون کو قرآن کریم نے اس

سورہ النجم میں باہین کلمات فرمایا ہے۔

ثُمَّ دَنَّى دَنَّى لَمْ یُفْکَکْ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

اب حسب بیان سابق ضرورتاً کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقرب اور اس کی

بارگاہ معلیٰ میں عبودیت تامہ کے ثبوت کے بعد روح حق اور روح القدس کا

فیضان ہونا اسلئے جناب رسالتؐ کی اعلیٰ درجہ کی عبودیت اور فرمانبرداری

اور حُب اللہ اور بغض فی اللہ کے نتیجہ اور فیضان کا بیان ہوتا ہے۔

۱۔ یقیناً جو لوگ تجھ سے اتنے لائے ہیں وہ اللہ سے لائے ہیں اللہ کا اتنے اٹکے ہاتھوں کے اوپر ہے۔

۲۔ اور جس نے اس رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

۳۔ اور تو نے اپنا جہنم کا لیکن اللہ نے پہنکا۔

۴۔ پھر نزدیک ہوا اور پاس کہتا ہوا پس دو کمانوں کا قاب یا اس سے ہی قریب تر ہو گیا۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ۚ

ما اوحی میں ابہام نہیں جیسا کہ مذہبِ براہین نے وہم کیا ہے مٹا۔ عربی لفظ موصولہ اور معرفہ ہے اَوْحٰی۔ اس کا صلہ ہے مَا اَوْحٰی کیا چیز ہے یہی قرآن کریم اور حضور عید السلام کی تمام پاک تعلیم جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ روح ہی فرمایا ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحٰیۤ اِلَیْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا اور یہ وہی روح ہے جو الوہیت اور عبودیت کے کامل میل سے پیدا ہوتی ہے بلکہ یوں کہئے کہ اس کا اللہ سے فیضان ہوتا ہے اللہ تم پر اپنی روح القدس میں۔ اب اسکی عمدگی اور راستی کی نسبت فرماتا۔ اور مدعی الہام کی حالت کو بتاتا ہے۔ مَا كَذَّبَ لَهٗۤ اَدْمًاۤ اَرٰی۔ اَفَلَمْ تَرَۤ اَنَّا عَلٰی مَا یُرٰی۔

عرب کا یہ بھی دستور تھا جیسے قاضی بریضا دی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب بڑے بڑے کاموں کے واسطے پیلکٹ اور عام اہل الرائے کی رائے لیجاتی تو کسی سائیدار درخت کے نیچے بیٹھ جاتے کیونکہ انکے چھوٹے نیچے جلسہ کے قابل ہوتے تھے۔ اور عام سائیدار درختوں میں سے تیری کا درخت اس ملک میں بڑا درخت سمجھا جاتا ہے۔ اس رسم کے مطابق بارتیچالے حجاز کے باشندوں کو جو حضرت حبیب الوحی کے مخاطب میں اور انکی دعوت کا ابتداء کر کے سخن ہی ان ہی کی جانب سے یوں فرماتا ہے۔ کہ جہاں اس مادہ می۔ محسن خلق۔ رحمت عالمیان نے مشورہ لیا وہ میری

۱۔ پہر اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل میں ان عظیم الشان ہرارد قرآن کریم کو ڈالا۔
۲۔ اس نل نے جو دیکھا خوب دیکھا (یعنی مغالطہ نہ کیا یا کیا تم اسکی دید پر جھگڑتے ہو۔

تمام دنیا کی بیویوں سے بڑی بیوی تھی۔ اور وہ مہارسی دنیا کی سب سے بڑی
 نہ تھی وہ مہارے نظام شمسی سے کہیں اونچی سات آسمانوں سے پرستار کی
 بیوی ہے وہ بیوی تو کچھ ایسی بیوی ہے جسکی جڑ سے تمام دینی اور دنیوی
 منافع کی نمایاں نکلتی ہیں۔ باغ عدن کی نمایاں ہی اسکی جڑ سے نکلتی
 ہیں۔ جنکو تم جیون اور سیحون اور نیل و فرات کہتے ہو اسکی جڑ سے
 نکلتے ہیں جنہ انجیل کی نمایاں بھی وہاں ہی سے روان ہیں خود جنہ الماوی
 بھی اسکی پاس ہے۔ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ ان اکتون میں بیان فرما رہا ہے۔
 وَلَقَدْ رَاَهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ عِنْدَ هَا جَنَّةِ الْمَأْوَىٰ
 إِذْ يَخِصِّي السِّدْرَةَ مَا يَخِصِّي

مَا يَخِصِّي کا مآ ہی موصولہ اور معرفہ ہے کذب براہین نے کم علمی سے کہہ دیا
 ہے کہ مآوی اسلام مَا يَخِصِّي کا پتہ نہیں دے سکے۔ یاد رہے یہ کلمہ گامبی
 میں تفخیم اور تعظیم کے معنی دیتا ہے۔ وہاں سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ میں جناب
 رسالت مآب فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیکھا اپنے رب تعالیٰ کے
 پڑے بڑے نقش قدرت دیکھے۔ کمالات انسانہ کے حاصل کرنے کی نشانات
 کا نظارہ کیا جیسے فرماتا ہے

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ - لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ -
 مشہور کو!۔ اس مہربان مادی کے منکر و!۔ بت پرستوں نے کیا دیکھا!۔

۱۔ اور یقیناً اس نے اسے بار بار دیکھا یعنی نظر ثانی کی اسدرة المنتہی کے پاس (سب سے بڑی بیوی) جسکی پاس
 جنت الماوی ہے۔ اس سدرۃ بیوی کو بڑے اعلیٰ درجہ کے انوار ڈھانکے ہوئے ہیں۔
 ۲۔ اسکی آنکھ لے بھی نہیں کی اور غلطی نہیں کہائی۔ ضرور اپنے رب کے بڑے بڑے نشانات دیکھے۔

جسکے دیکھنے کے بعد بت پرستی جیسے گڑبے میں ڈوب مرے۔ بت پرستی کے لوازم
وہم پرستی اور جہالت میں مبتلا ہو گئے۔ نہ کوئی مہتار سے ملک میں تمدن کا
قاعدہ نہ معاشرت کا اصل نہ سیاست کا ڈھنگ اور نہ روحانی تعلیم کا
ذریعہ نہ حقیقی عزت اور فخر کا تم میں وسیلہ۔

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ

ذرا غور تو کرو۔ انصاف سے کام لو۔ عقل کو بیکار نہ رکھو۔ اس عجیب و
غریب تفرقہ پر نگاہ تو کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سدِّ القلم انتہی تک پہنچنے کا نتیجہ
کیا ہے؟ اور مہتار سے لات اور عڑتے اور سنات کی پرستش کا ثمرہ کیا ہے؟
ایک وہ توحید کا واعظ جسے علوم کا معلم۔ قوم کو ذلت اور ادبار سے عزت و سلطنت
عالمگیر پہنچا بیٹا۔ دوسرے تم لوگ پتھروں سے حاجات کے مانگنے والے فسق و فحش
میں قوم اور ملک کو تباہ کرنے والے اور وہم پرست ایسے کہ اپنے لئے تو اولاد و نرینہ
کو پسند کریں۔ اور باری تعالیٰ کی پاک ذات۔ پر بھی عیب لگا دیں اور یہ بد اعتقاد
کریں کہ معاذ اللہ فرشتے اور ملائکہ اللہ تعالیٰ جہن کی بیٹیاں ہیں۔ تم شرک و
دیکھا بت پرستی نے تم کو کس کوئین میں گرایا انکی اسی نادانی کا بیان ہے۔

الْكُفْرُ الْكَرُّ وَالْاُكْمَةُ - تِلْكَ اِذَا هُم مَّخْرُجُونَ -

اس تفسیر سے کذب کے ان اعتراض نمبر ۳ اور نمبر ۴ دونوں کا جواب ہو گیا جنکو
مکذب نے مکذیب کے صفحہ نمبر ۴-۵ اور ۱۷ میں بیان کیا ہے۔

۱- وہاں ۱- تم نے تو لات و عڑتے ہی کو دیکھا اور سنات کو جو تیسرا اور سب سے گیا گندرا ہے۔

۲- کیا تمہارا علم بیٹے اور اسکے لئے بیٹیاں۔ یہ تو بڑی بہو بڑی تقسیم ہے۔

سورۃ و انجم کے پہلے چند آیات اور پہلے رکوع کے آخری چند آیات کے مقابل
 مکتبہ نے کذب کے صفحہ نمبر ۴۰۱ و صفحہ نمبر ۴۰۲ میں یہ دو منتر لکھے ہیں سورۃ
 و انجم کے قریباً تمام رکوع کا ترجمہ مع تفسیر لکھ چکا ہوں۔ اب منتر و ان کا ترجمہ سنو۔
 اول منتر۔ پڑھئے۔ نہو تانی۔ پڑھئے۔ کو کانی۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۱۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۱۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۲۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۲۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۲۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۳۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۳۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۳۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۴۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۴۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۴۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۵۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۵۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۵۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۶۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۶۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۶۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۷۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۷۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۷۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۸۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۸۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۸۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۰۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۹۱۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۲۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۳۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۴۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۵۔ پڑھئے۔
 سورۃ ۹۶۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۷۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۸۔ پڑھئے۔ سورۃ ۹۹۔ پڑھئے۔ سورۃ ۱۰۰۔ پڑھئے۔

یہ تیسری دلیل ہے جسکو مکتبہ ہدایہ میں نے ہستی صانع عالم کے
 اثبات میں وسیع سے بیان کیا ہے۔ جہاں تک میں خیال کر سکتا ہوں۔
 اس قسم کا بیان دہریہ پر حجت نہیں ہو سکتا البتہ صانع عالم
 کے ماننے والے کیلئے بشرطیکہ کوئی اس کلام پر ایمان لانے والا ہو۔
 ذات باری کے ساتھ اذیاد محبت کا باعث ضرور ہے۔ اور اگر ان
 لیا جاوے کہ اس طرح صفات کا ملکہ الہیہ کا بیان ہی اثبات
 ہستی صانع عالم میں کافی ہے۔ تو کیا پھر ایسا بیان قرآن کریم میں
 نہیں ہے۔ اگر آریہ کو علم نہیں تو ہم قرآن کریم سے بیان کرتے
 ہیں۔ پہلے آئندہ نوافظ کے بدلے کہ ان اللہ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔
 اِنَّ اللہَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ۔ احاطہ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ استیض
 شدہ کے بدلے کہ اِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَانِّیْ قَرِیْبٌ۔
 کو پڑھ لو۔ پرتھم جا مرت سیا کے بالمقابل۔ ہوا الاول۔

هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ دیکھ لو۔ اس منتر کے تمام آخری حصہ کے مقابلہ

میں۔ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ پورا تسلی بخش ہے۔

دوستِ انشر۔ سَنُو۔ بندہ صو۔ رخصتا۔ سو دانا۔
 وہ چار۔ دوست۔ خالق۔ مہرب۔
 دانا۔ دین۔ بہو تانی۔ دشتوا۔ تیسر۔
 امرت مانشو تاس۔ عالم۔ تیسر۔ عالم۔
 تم نصیر تم۔

مطلب اللہ تعالیٰ ہمارا دوست خالق عناصرہ عالم تمام جہان
 و پورے آب حیات جیسے چیز کو ترک کر کے۔ اس تیسرے مقام والے
 کی عبادت کرتے ہیں۔ اس قسم کی صفات قرآن کریم کی آیات
 ذیل میں موجود ہیں۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ وَاللّٰهُ يَكْبُلُ

شَيْءٍ عَلَيْهِ۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا اسْتَدْحَبُوا لِلّٰهِ سے جو سوہ بقر

میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ عام ایمان والے ہی باری تعالیٰ کی ذات پاک
 کو ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ اور ملائکہ تو پہر بطریق اولیٰ
 ایسے ہونگے آبجیات کیا چیز ہے۔ آبجیات ہی ایک شے میں لاشیاء
 ہے۔ وَرَضَوْنَ مِنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اس کے مقابلہ میں قرآن کریم
 فرماتا ہے۔

لطیفہ۔ اس میں منتر کا آخری جملہ بتاتا ہے کہ بارہ میٹھا لے زمین اور آسمان کے درمیان
 کسی تیسرے مقام میں ہو۔ غالباً یہی وہ مقام ہے جس کو اہل اسلام عرش کہتے ہیں

مکذّب براہین نے مکذّب کے صفحہ نمبر ۱۹ میں قرآن شریف کی آیت: یوم یكشف عن
 ساق کو صانع عالم کی ہستی کی دلیل سمجھ کر یہ اعتراض کیا ہے۔ ”خدا سے چوٹی پر اٹھ کر
 کھڑا ہے۔ میں قیامت کے روز ٹکڑا ٹکڑا ہو گا اور تم نہیں ٹو گے اور پھر میں تمہارے اصرار کرنے پر
 ہنڈی سے جامہ اٹھا کر بتاؤں گا تب تم مسجد میں گرو گے۔ جاے تعجب اور حیرت ہے۔ خدا تعالیٰ
 بسبب زود بخشی کے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہے اور نہیں شرانا“

مصدق۔ تمام اعتراض از سر تا پا۔ افترا و بہتان۔ اور رستی ہو جائے نام نشان
 ہے اول اس لئے کہ اگر معترض ہی کا وہ ترجمہ مان لیا جاوے جو خود مستشرق نے
 اس آیت کے نیچے لکھا ہے۔ ”میں روز جامہ اٹھایا جاوے گا ہنڈی سے۔ اور بلائے جاؤں گے
 لوگ واسطے مسجد ہر نیکے بس نہ کر سکیں گے“ مکذّب صفحہ نمبر ۱۹۔ جب بھی اس ترجمہ
 سے وہ باتیں نہیں نکلتیں جو مکذّب براہین نے اپنے اعتراض میں بیان کی ہیں
 مثلاً۔ ”ٹکڑا ٹکڑا ہو گا۔ ایک اور تم نہیں ٹو گے۔“ ”پھر میں تمہارے اصرار پر نہیں۔“
 تب تم مسجد میں گرو گے۔ چار۔ زود بخشی۔ پانچ۔ نہیں شرانا۔ چھ۔ تعجب و حیرت ہوا۔
 فَلَإِيْسَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ كَذَبَتْ لِقَاءِ رُسُلِهِمْ لَنُصَلِّيَنَّاهُمْ وَنُحِبُّهُمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ
 بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ اور اعتراض میں مکذّب
 نے لکھا ہے ”تب تم مسجد میں گرو گے“ ”آری صامیان!۔ انصاف کرو!۔ اور سچ کے
 اختیار کرنے میں دیر نہ کرو۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ آیت میں ایکو اس آیت
 کی بقدر ضرورت تشریح سنا رہا ہوں۔ اور آیت کا ابعاد بھی ساتھ ہی بیان
 کرتا ہوں۔

يَوْمَ يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعُوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَجِیْعُوْنَ حَتّٰى تَشْعُرَ

لہذا ذکر کہو تمام کار کا سایہ خدا تیرے ہون کے حصہ میں آتی ہے۔

ماتوا ان کے کان میں پہنچی۔ اب اسکا دل مسجد کو جانیکے لئے تڑپتا ہے۔ مگر اسوقت وہ مرنے کی حالت میں مبتلا۔ اچھی طرح بل جل بھی نہیں سکتا اولین کڑماتا ہے۔ مگر اب اس کڑہنے سے قوی نہیں ہو جاتا۔ اسی آیت شریف میں وَقَدْ كَانُوا يَدْعُونَ إِلَى الشُّجُوذِ کے پیچھے وَهُمْ سَائِمُونَ کا کلمہ ان معنی کا قرینہ موجود ہے جسکے معنی ہیں اور تحقیق وہ لوگ بلائے جاتے تھے سجدہ کی طرف جبکہ پہلے چنگے تھے ان معنی کی تصدیق تفسیر کبیر کے جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۷ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔

دوسری توجیہ اس آیت شریف کی السَّاقِ ذَاتِ النَّتَى - وَحَقِيقَةُ الْاَقْر کیا معنی ساق کا لفظ عربی زبان میں کسی چیز کی ذات اور اسکی اصل حقیقت کو کہتے ہیں یَوْمَ يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ کے معنی یہ ہوئے۔ جسدن اشیاء کی اصل حقیقت ظاہر ہوگی۔ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سنکر اپنی نافرمانیاں کا بدلہ دیکھینگے اسوقت اتما للہیجہ پر سجدہ کی طرف بلائے جائیں گے گریہیلی نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسوقت سجدہ نہ کر سکیں گے۔

تیسری توجیہ اس آیت شریف کی یہ ہے کہ ہر ایک چیز کی پہچان مختلف حساب سے ہو کرتی ہے مثلاً کوئی شخص ایک آدمی کو اسکا مونہہ دیکھ کر پہچان سکتا ہے۔ اور سابقہ جان پہچان والا اپنے نشان جیسے قدم اور ساق کو دیکھ کر پہچان لگا سکتا ہے۔ سی طرح ایک سمجھہ دار۔ صحیح الفطرۃ۔ صاحب دانش اور ذوق نے امور سے باری تعالیٰ کو وجود اور اسکی ہستی کا پتہ حاصل کر سکتا ہے شاعر برگہ درخشان سبز در نظر ہر ہشیار ہر وقتے دفترے معرفت کردگار

اور کم فہم مریض الفطرہ کو عمدہ دلائل سے ہی معرفت الہی حاصل نہیں ہو سکتی اسی طرح ہنگامہ محشر کے وقت جو اسی موجود دنیا کا نتیجہ ہے جب الہی صفات کا ظہور ہوگا تو نا سمجھہ اپنی کمی معرفت اور نقص عرفان کے باعث بخلاف سمجھہ داروں کے سجدہ سے محروم رہ جائیں گے۔ اور اسلام والے اپنے عرفان اور ایمانی نور کے باعث اپنے ظہور صفات پر جسے کشف ساق کہتے ہیں جو کشف وحیہ سے کم ہے سجدہ میں گرین گے۔ اور منافقون نا فہموں کی پیٹھ اس وقت طبق واحد ہو جائیگی چوتھی توجیہ جو بالکل میرے مسلک پر ہے یہ ہے۔ ساق اور اسکا کشف باہر کی صفت ہے اور صفات کا معاملہ ایسا ہو کہ انکی حقیقت ہمیشہ لچا اپنے موصوف کے بدل جایا کرتی ہے مثلاً بیٹھنا ہماری صفت ہے جسے ہم ہر روز متصف ہوتے ہیں۔ مگر ایک بڑھوسا ہو کار یا کسی امیر کا عروج کے بعد بیٹھ جانا۔ ہمارے ہر روزہ بیٹھ جانے سے زالا ہوگا۔ برسات کے دنوں میں مینہ کے زور سے دیوار کا بیٹھ جانا پہلے بیٹھنوں سے بالکل الگ ہوگا۔ اور ایک پادشاہ کا تخت پر بیٹھ جانا کوڑی اور ہی حقیقت رکھے گا۔ ان مثالوں میں دیکھ لو۔ بیٹھنا ایک صفت ہے۔ مگر بلحاظ تبدل موصوفین کے۔ اس صفت کا ایک قسم دوسری قسم سے بالکل علیحدہ ہے اب ان سے ایک لطیف بیٹھنا سنو۔ جسکی حقیقت ان تمام بیٹھنوں سے بالکل الگ ہے۔ وہ بیٹھنا کیا ہے؟ ایک کی محبت کا سیکے دلمین بیٹھ جانا۔ کسی کی عداوت کا سیکے دلمین بیٹھ جانا کسی کی کلام کا سیکو دلمین گھر گرے یا بیٹھ جانا جب اہل اسلام نے۔ یا ریتھائے کو۔ لیس مکتلہ شتی۔ الوہیم۔ دوانہ مانا ہے تو اس بات کا تسلیم کرنا ہر عاقل منصف کا فرض ہے کہ وہ اسکی تمام صفات

بھی اس پاک موصوف کی طرح لیس کشتل اور انو پیہم بے مانند مانتے ہو گئے۔

اسکی قدرت اسکی طاقت۔ اسکا علم۔ اسکی حیوۃ۔ اسکا موجود ہونا اسکا ازلی ہونا

اسکا ابدی ہونا۔ اسکا ید۔ اسکا وجہ۔ اسکی ساق۔ اسکا کشف۔ اسکا عرش پر بیٹھنا۔

سب بے مثل ہوگا۔ چونکہ ہم اسکی پاک ذات سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے۔

اسلئے ہماری کوئی صفت اسکے کسی صفت سے مشابہ نہ ہوگی۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ

عَلَى الْعَرْشِ - سورہ اعراف

آئیہ مرقومۃ الصدہ کو کذب نے اثبات صانع کی دلیل سمجھا ہے اور تگزیکہ صفحہ نمبر

میں عا دثا ہیکہ پورا کر نے کو پے در پے چندا اعتراضات کئے ہیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے۔ ”کہ آیت مرقومۃ الصدہ اور آیت ذیل میں تضاد ہے“ اور وہ آیت یہ ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ - وَكَوْنَم يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ -

دوسرا اعتراض یہ ہے۔ ”خدا جو سب چیزوں کا مالک ہے۔ افسوس کہ ایسے بنائے ہیں اتنا

حیران اور سرگردان ہوا اور چھ دن رات میں ایک دم ہی نہ سو رہے۔ اور لگا رہا کہ کام کر رہا ہے۔“

تیسرا اعتراض۔ ”حدیث میں ذکر ہے اسے (خدا نے) آدم کی مٹی کو بھی جالیں روز نک

اچھے دو لون ہاتھوں سے خمیر کیا جتنے معلوم ہوتا ہے بڑا جھٹتے آدمی ہے جسکے جالیں روز ایک آدم

کے قالب بنانے میں خرچ ہوئے حدیث۔ ”خمرات طین آدم بیدی اربعین صباحا اسکی

گواہ ہے۔“

چوتھا اعتراض ”جسکا خدا دنیا کے بنائے ہیں اسقدر کمزور اور بے کس ہے۔ کیا انکی کسی اور علمی

معاہدہ میں دسترس ہوگی؟“

پانچواں اعتراض۔ مٹی کہاں سے لی۔ اور کیوں صرف کن فیکون کہنے سے قالب تیار نہ کر لیا؟

چھٹا اعتراض۔ فانی جسم کے واسطے تو چالیس وز دون ہاتھوں سے محنت کرے تب کامیاب ہو اور اب اس باقی اور جاودانی روح کے واسطے پیدائش کا ذکر نہ کیا کہ کن کن مصالحوں سے اسکو کتنے سالوں میں خیر کیا۔ مٹی کی پیدائش ہی قرآن سے۔ واضح نہیں ہوتی کہ کھائے آئی؟

پہر آخر میں کہا ہے۔ اگر مادہ انا دمی نہیں مانتے۔ تو مصنف قرآن کو نہایت ضروری تھا کہ اس بات کو شرح و دلائل سے واضح کرتا مگر اسنے نہیں کیا۔ مادہ اور روح کی تشریح بالتفصیل نہیں ملتی؟
بلکہ صرف مجملہ ذیل کی پیدائش کا حوالہ ہے پس ضرور مٹی سے آدم کا جسم بنایا۔ اور انا دمی مادہ سے زمین بنائی۔ اور انا دمی روح کو اس میں پہونکا ورنہ کی طرح کا کامل جواب قرآن نہیں دے سکتا۔ اگر وہ فانی کس ہت ہمیں عبارت بس ہت۔ انتہے گذیب صفحہ نمبر ۷۷ و ۷۸۔

مصدق۔ کذب کے اعتراضات پر حجابہ جملہ نظر کرے گا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ بعض خاص جوابوں کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور کذب کی طویل اور لفاظی عبارت کو مختصر لفظوں میں نقل کرنے پر اکتفا کیا جائیگا۔

کذب حسب پوچتے ہیں کہ ان دو آیتوں (سَبَّحْتَ اَیُّکَہُم) والی آیت اور (کُنْ فیکُنْ) والی آیت میں تعارض و اختلاف ہے پس دو آیت میں سے کس آیت کو سچ مانا جاوے سو گذارش ہے کہ دونوں آیتیں سچی دونوں! ہم متوافق ہیں اور ایک دوسر کی مخالف نہیں۔ دونوں نور دونوں ہر آیت دونوں صداقت کی رہنما ہیں۔
دونوں آیتوں پر ایمان لائے کسی پر انکار نہ کیجئے۔ پھلی آیت کا منشا ہے کہ سموات اور زمین کو اللہ تعالیٰ نے چھ یوم میں بنایا۔ چھ یوم میں پیدا کیا۔

اور فرموسری آیت شریف کا مطلب ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق جسے آسمان و زمین کہتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ نے باطل نہیں بنایا بلکہ حق یعنی حکمت اور عہدگی کے ساتھ بنایا ہے جیسے اور جگہ فرمایا ہے۔

مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَافُوتٍ فَإِنِّي جَعَلْتُ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُتُورٍ ۚ أَوْ يَرَىٰ
مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا يَاطِلًا

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ پر ایک جملہ تمام ہو گیا۔ دیکھو۔ بالحق لفظ کو آگے ط ایک نشان ہے جسے انگریزی میں فل سٹاپ کہتے ہیں اور عربی میں مسطور یہ حرف اس بات کا نشان ہے اسکے پہلے جو جملہ مذکور ہوا وہ تمام ہو چکا

اور اسکے بعد کا جملہ علیحدہ جملہ ہے اور وہ یہ ہے۔ وَيَوْمَ يَقُولُ كُلُّ نَفْسٍ

اسکا مطلب یہ ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ ہمارے منہ کا سہ کی نسبت حکم دے گا کہ

کُنّ یعنی مہوجا۔ فیکوَن جسکے معنی یہ ہیں پس وہ ہنگامہ (شترکا) ہو پڑیگا۔

سورہ

السَّاعَةِ الْآخِرَةِ الْبَصِيرُ وَهُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

غرض (پیوستہ آیات) یہ ہے کہ دن مین زمین اور آسمان کی پیدائش ہوئی اور
سے آفا فانا مشترکاً ہنگامہ برپا ہوگا۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ قرآن خبر دیتا ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا

تو جہنم کی سپائش میں کوئی تفاوت دیکھیں گے تو اپنی آنکھ کو پہیرا تو کیا تجھے کوئی نقص نظر آتا ہے۔

ہم آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو بے فائدہ نہیں سمجھتے۔

اور بیشک جتنے ہی آسمانوں اور زمینوں کو اور جو کچھ اگلے درمیان ہے چہ دن میں بنایا اور سستی نسیم کی تلقین پہنچیں

مِنْ نُفُوسٍ - سورہ قی

اور ایک اور جگہ فرمایا ہے - اَفَعَبَّ بِمَا يَخْلُقُ الْاَوَّلَ - بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِنْ خَلْقِ
جبرائیل - سورہ قی ایک جگہ آسمان و زمین کی حفاظت کی نسبت فرمایا ہے -
وَلَا يُؤَدُّكَ حِفْظُهُمَا - غرض حیرانی اور سرگردانی کا عیب لگانا جناب باری تعالیٰ
کی نسبت یہ مادہ پرست طبائع کا اختراع ہے اسلام اس سے بری ہے - ہا وہ
چو اپنے کہا "ایک دم ہی نہ سو" یہ ہمدردی و کذب براہین کی جناب حضرت حق سبحانہ
تعالیٰ کے حق میں کچھ کم تعجب انگیز نہیں استواری و پائیداری اسوایہ عمداً حق
کے مخالفوں - اہل اسلام کو جناب باری تعالیٰ کی نسبت اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ
اونگھنے اور سونے کے عیوب سے پاک ہے قرآن کریم خبر دیتا ہے - اللَّهُ لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ - لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ - اسلامی لوگ بندگی
طرح باری تعالیٰ کے سو جانے اور لچھمی کا اسکے یا اٹلنے کے معتقد نہیں بلکہ اسکے لئے
رات اور دن کے تغیر کے بھی قابل نہیں البتہ ایک آریہ صبا اپنی کتاب تنقیہ و باغ نام
میں فرماتے ہیں "اجزاء صغارا عالم کا ظہور پر پیشتر کے مہرث کارن سے اور پریشتر نے
اپنی نادارکت و داناتی سے اجزاء صغارا عالم کو ہی قدیم اور نادار کہا ہے - تو کچھ چھوٹی پڑنے کے
بعد ہر سطر تکلیف نہ اٹھانی پڑے" - تنقیہ و باغ جواب ستر چہم صفحہ نمبر ۱۰ - لفظ تکلیف
باری تعالیٰ کی نسبت غور کے قابل ہے

۱۰ - کیا ہم پہلی پیدائش سے تھک گئے ہیں - نہیں یہ لوگ نئی پیدائش سے شبہ میں ہیں *

۱۱ - اے علم الحاکمین - اور عجم نام اللہ تعالیٰ کا ہے ۱۱ -

۱۲ - علانہ کا علیہ - اور قرة قاور ۱۲ -

۱۳ - قیامت بکر فنا ۱۳

تیسرے اعتراض کا جواب سنئے۔ مشاہین سے پوچھو۔ اور کیا اور کس طرح اسلامی لوگ اپنی صدقوتوں کی ثبوت دین؟۔ آریہ لوگو سنو۔!۔ ہر ایک آدمی کا جسمی قالب چالیس روز میں تیار ہو جاتا ہے۔ اگر آپکے مذہب میں طبی علوم کی تکمیل کی خاطر تشریح کا فن۔ اور انسانی فزیالوجی۔ حیوانیت کے لحاظ سے ممنوع ہو تو تمام دنیا کے ڈاکٹروں سے پوچھ لیجئے۔ تمام آدمیوں کے قالب کی بناوٹ کی نسبت حکماء ڈاکٹروں کا گروہ یک زبان ہو کر محمدی حدیث کے تصدیق کریگا۔ جب ہر ایک آدمی کا قالب چالیس روز میں تیار ہوتا ہے تو اس روز مرہ کے مشاہدہ اور تجربہ سے یقین پڑتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قالب عنصری ہی جو اسی جنس کے مورث اور باپ کا قالب ہے۔ ضرور ہی چالیس روز میں تیار ہوا۔ یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ انسانی شکل اور اسکے تمام خط و خال کا کہلا خاکہ رحم مادر میں چالیس روز تک پورا ہو جاتا ہے۔ گویا تمام اولاد آدم۔ اپنے اس مورث اعلیٰ کے چالیس روز میں بننے کی شہادت دیتی ہے۔ اور خبر محمدی اور حدیث احمدی (خیر طین آدم) کی تصدیق کرتی ہیں۔ آریہ۔!۔ آپ کو طوطا نہ سہی کر گا محمدی حدیث ماننی پڑی فالحمداً للہ رب العالمین بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

إِنَّ أَحَدَكُمْ يَجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ كَوْمًا بخاری کتاب القدر۔

تیسرے اعتراض کا جواب تقریباً اسے بالکل ظاہر ہے۔ اور مکتبہ براہین کا یہ کہنا۔ کہ اللہ تعالیٰ براہمتے آدمی ہے غلط ہے۔ آریہ۔!۔ اسلامی لوگ بھی اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں وہ تو خالق آدم ہے۔ وہ آدمی نہیں۔ یاد رکھو جس طرح عام منہد و عقائد کرتے ہیں۔ کہ سری کرشن جی۔ اور راجندر جی خدا۔ اور پھر آدمی ہے!۔ اور جس طرح عیسائی شایدا ان سے ہی سنی سنائی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو آدمی اور خدا کہتے ہیں اس طرح سلامیوں کا اعتقاد نہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی ہے۔ سلامی تو اللہ تعالیٰ کو ہر ایک عیب اور نقص سے بالکل پاک جانتے ہیں اسی چوتھے اعتراض میں مذہب نے باری تعالیٰ کو جسکی صفت سلامیوں میں هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ مذکور ہے کمزور کہا ہے۔ پھر سوہ آدب ہے۔ سَوَّاهُ سلام کی پاک کتاب میں اللہ تعالیٰ کی صفت میں آیا ہے وَهُوَ عَلَیْ كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ۔ البتہ ایک معنی میں ہے بے کس کہو تو شاید ممکن ہو کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی تعریف میں آیا ہے۔ وَلَمْ یَكُنْ لَہٗ کُفُوًا أَحَدٌ اور حدیث میں وارد ہے كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَكُنْ مَعَهُ شَیْءٌ۔

پانچویں اعتراض میں مذہب براہین نے پوچھا ہے۔ مٹی کہاں سے آئی؟۔ کن سے کیون تیار نہ کر لیا؟۔ سَوَّاهُ۔ صاب مٹی کو اسنے خود پیدا کیا۔ مگر طالع ہنیں ہوئی مگر اسی آیت شریف میں خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ کے پہلے موجود ہے جسکے معنی ہیں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا مٹی زمین ہی کا حصہ ہے جسے زمین کو بنایا اسنے مٹی کو ہی بنایا صرف کن سے جیسا آپ جانتے ہیں اسلئے پیدا نہ کیا۔ کہ اسے اختیار ہے جیسے چاہے پیدا کرے۔ وہ تمہارا کسی کا ماتحت نہیں۔ اور نہ کسی سے مشورہ کا محتاج ہے وَهُوَ الْغَافِرُ الْوَهَّابُ عباد کے پرہیزگار کہتا ہوں کہ لفظ کن کا تو یہ مطلب ہے۔ اور یہ معنی کہ ہو جا۔ یا ہو پڑے

تو جسے اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا ہونا چاہا۔ اس طرح وہ چیز ہو گئی۔ جس چیز کا وجود
تدریجاً اور آہستگی سے چاہا وہ چیز تدریجاً و آہستگی پیدا ہوئی اور جس چیز کا وجود
دفعۃً چاہا وہ چیز دفعۃً پیدا ہو گئی۔ مثلاً چنے کا درخت چالیس روز میں پک کر
تیار ہوتا ہے چنے کے لئے کن کہنے والے کا یہ منشا ہوا۔ جو آن آدمی بحسب پس
میں جو ان بنتا ہے بڑے کا درخت صدی میں کمال کو پہنچتا ہے انکے لئے کن کہنے
والے کا بھی منشا ہوا کہ اتنی مدت میں بنے۔ غرض ہر چیز کے تیار ہونے میں
اللہ تعالیٰ نے جد اجداد قائم کر رکھے ہیں کیسی کیا سکت کہ اس پر اعتراض
کرے ہ۔ کہ الہی تو نے فلان چیز کو تدریجاً بننے والی اور فلان کو دفعۃً بننے
والی کیوں نہ کیا لَا یَسْأَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُوَ یَسْأَلُ لَوْ کَانَ صَادِقَ آیت ہ
اور ہر نظام عالم اس کی مصلحت ہے۔ چہئے اعتراض کے جواب میں
سردست اتنا کہنا کافی ہو گا کہ روح کو کتب مقدسہ اور پاک کتاب قرآن کریم نے
بہت معنون پرستعمال کیا ہے۔ اول۔ روح۔ کلام الہی کا نام ہے۔ اور
اس لئے کہ کلام الہی سے بڑھ کر کوئی چیز زندگی کا موجب نہیں۔ اگر اس متعارف
روح سے چند روزہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے تو اس روح (کلام الہی) سے جاودائی
حیوۃ۔ ابدی نجات۔ یوٹائف۔ دہرم جیون کو انسان لے سکتے ہیں! اگر
اس روح سے چند روزہ جسمانی خوشیوں کو لے سکتے ہیں تو اس روح سے
ابدی سرور۔ مہا آتمہ۔ ابدی آرام پاسکتے ہیں!۔ ان معنی کے
روح سے روح مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اس لئے
کہ یہ روح الہی کلام ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مکمل۔ جب ان معنی کے لحاظ سے

روح خدا کی صفت پُہری اور مخلوق نہ ہوئی اسکو لئے کسی مصالح کی ضرورت
بھی بجز ذات الہی کی نہ ہو۔ قرآن کریم سے ان معنی کی شہادت سنو:
وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا۔ سورہ

يُزْزِلُ الْمَلَائِكَةُ بِالرُّوحِ مِّنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ۔ سورہ نمل
دوم۔ روح ملائکہ اور انبیاء کو کہا ہے اور ظاہر ہے کہ ملائکہ اور انبیاء علیہم
الصَّلٰوۃ والسلام مختلف اوقات میں مختلف غماص سے پیدا ہوئے۔ اور مختلف
مصالحوں سے بنے۔ ان معنی کا ثبوت قرآن کریم سے سنئے۔

وَإِنِّيَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الْبَنَاتِ وَأَيَّدْنَا لَهُ بُرُوجَ الْقُدُسِ۔
إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمَهُ الْقَاهِلُ إِلَىٰ مَرْيَمَ۔
وَرُوحٌ مِّنْهُ۔ سورہ نسا +

سوم۔ روح جسمانی جسکا لفظ انسانی جسم میں اور وہ اور شراب میں کی
تجویف بن جاسکے بعد ہوتا ہے جسکا اشارہ تَفَخُّتٌ فَيَمُرُّ مِنْ دُوْحَىٰ مِیْنِ ہے۔
اگر اسکی بابت پوچتے ہو کہ مٹی کہاں سے آئی؟ تو ہم نہایت جرأت سے بلا تذبذب
جواب دیتے ہیں مٹی سریش کیتان (قادر مطلق) باختیار۔ قادر کی ایجاد کی
طاقت کا نتیجہ اور اثر تھا۔ رب النوع کا ماننا اسلامی اعتقاد نہیں۔ اس تذکرہ سے
کس قوم پر تعریض کرتے ہو؟ اسلامیتوں میں تو یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کے سوا۔ کوئی موجود بالذات۔ کوئی غیر مخلوق۔ اور فاعل مستقل نہیں۔ رب النوع

۱۔ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو کبلی دلیلیں دین اور روح پاک سے اسکی تائید کی۔ +
۲۔ اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اسکا مخلوق ہے جو مریم کے بیٹے سے پیدا
ہوا اور اللہ کی طرف سے روح ہے +

کے معقد۔ اسلامیوں میں مشرک کہلاتے ہیں اور مشرک کے حقیقین قرآنی فتوے

یہ ہے۔

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رب ماننے میں قرآن کریم کی یہ تعلیم ہے۔ اور اس امر میں صاحب قرآن کریم کو یوں حکم ہوتا ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ - وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا - وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ مان اسلام کو۔ و یا مندی آرکھیا اعتقاد نہیں کہ جیو اور مادہ عالم اس کے ساتھ ہے بلکہ زمانہ ہی اس کے ساتھ تھا تب اللہ تعالیٰ سریشی کو بیج سکا!!۔ مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے اللہ خالق کُل شئی اس اعتقاد سے مٹی کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور مٹی کے مادہ کا خالق بھی وہی ہے۔ مادہ اور روح کی تشریح جب قدر روحانی تربیت میں مفید ہے بقدر قرآن کریم تشریح کردی ہے اور جس تفصیل کی ضرورت روحانی تعلیم میں نہیں اس قرآن کریم نے سکوت فرمایا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر روح کے معنی کلام الہی کے ہیں

۱۔ یقیناً شرک بڑا بہاری ظلم ہے۔

۲۔ یقیناً اللہ سے معاف نہ کر لیا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جاوے۔

۳۔ کہہ دو کتاب والو! آجہا واپسی بات کی طرف جو تمہارے ہمارے درمیان ٹھیک سمجھ اور وہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پرستش فرما نہ داری مگر نہ اس کا کوئی شریک نہ اور نہ اس کا کوئی بیڑا دین اور نہ اس کے کوئی بیڑا ہے سوا کیوں رب۔ اللہ کے سوا کیوں مگر کیا ایک ہی ہے۔ اور لوگو! اگر تم نہ مانو تو ہم تو اس بات کے ماننے والے ہیں ہی کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں ۱۱

۴۔ مخلوقات مرکبہ ۱۲۔ بیج سکا پیدا کر سکا ۱۳

تو روح غیر مخلوق۔ اور غیر مادی ہے۔ یہ روح الہی صفت ہے اور مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے پیار سے بند و پیر نازل ہوتی رہی اور نازل ہوتی ہے اور نازل ہوگی اور اُن کے وساطت سے عام مخلوق الہی کے پاس پہنچی اور پہنچیں گی۔ اور روح کے معنی اگر ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے لین تو وہ مخلوق ہیں ایک وقت میں پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ مختلف اوقات اور انواع و اقسام کے مختلف اشیاء سے پیدا ہوئے۔ انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو

انسان میں شریانی عروق اور انسانی پہپودن کے بن جانے اور قابل فعل ہونیکے وقت نفع کے جاتی ہی اس مطلب کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر غور کرو یہ صادق کتاب حقیقت نفس لامری کی خبر دیتی ہو کہ انسان اسی لطف سے جو عناصر کا نتیجہ ہے خلق ہوا ہے اور پہر یہیں اُسے سمیع و بصیر بننے مدرک اور ذی العقل بنا یا جاتا ہے نہ یہ کہ سچے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے اور پرانے اعمال کا نتیجہ اسکے ساتھ چٹا ہوتا ہے جس وہم و فرض کا کوئی مشاہدہ کا ثبوت نہیں۔

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا - إِنْ أَكْفَنَّا
الْإِنْسَانَ مِنْ تُطْفِئَةِ أَمْشَاجٍ فَبْتَليْهِ فَبَعَلْنَا أَسْمِعًا بِصِيرًا -

یا در کہو۔ عہد تست کا تذکرہ ہم سئلہ شاخ میں کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک تنک
مجھے تعجب اور افسوس ہوا کہ تلمذیب براہین کے مصنف صاحب نے اس قدر

طول۔ طویل اعتراض۔ آیتہ شریفہ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ کہیں

لہ نامزد ہیں سے ایک وقت بے شک انسان پر ایسا گذرا ہے کہ اس کا نام و نشان کچھ بھی نہ تھا۔ ہم نے اس کو
کوئلے ہوئے لطف سے چٹا کیا۔ ہم اس کا امتحان لیا چاہتے ہیں (اور اُس امتحان کے لئے) ہم نے اسے سمیع و
بصیر بنا دیا۔

کئے۔ اور میرے تعجب اور افسوس کی کئی وجہیں ہیں۔

اول۔ اسلئے۔ چھ دن پہلے زمین۔ آسمان۔ اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اسکے پیدا ہونے کی خبر ایسے سچے لوگوں نے دی ہے جنکا صدق مختلف دلائل اور نشانات سے ثابت ہے۔ اور اس خبر کو مشاہدہ ضروریہ علوم۔ اور قانون قدرت کے مستحکم انتظام نے نہیں جھٹلایا۔

دوم۔ اسلئے کہ جن لوگوں نے یہ خبر دی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہے اور دوسرے کا نام سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ان لوگوں نے یوں کہا ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی اور اس کے مکالمہ سے یہ بات ہمیں معلوم ہوئی۔ ان خبر دہندوں کی امداد اللہ تعالیٰ نے جیسے کی ہے اسکی خبر دنیا سے مخفی نہیں۔ اور جو تعجب انگیز کامیابی ان لوگوں کو ہوئی اسکی نظیر مدعیان الہام میں کوئی نہیں دکھاسکا۔

انصاف کرو۔

کیا جناب الہی کی پاک اور مقدس بارگاہ سے جو ٹون کو ایسی امداد مل سکتی

ہے +۹

سوم۔ اسلئے کہ جس کتاب میں یہ خبر دی گئی۔ اسکا من جانب اللہ ہونا بہت وجہ سے ثابت کیا گیا۔ چاہو اسکا نام تو بیت لو۔ یا ہو قرآن کریم کہو۔

چہارم۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا اکثر لکھ تمام کام جنکو ہم دیکھتے ہیں۔ تسبیح اور تدریج سے ہوا کرتے ہیں۔ بقدر امکان اپنے ارد گرد کا کارخانہ قدرت

وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَامًا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِلشَّيَاطِينِ ثُمَّ
 اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا
 أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا لَاحِظِينَ فَقَضَيْهُنَّ سَبْعَ سَلْوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ
 وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا - سورہ حم - رکوع ۲ - سطور ۲ - نمبر ۲ -

ششم - اسلئے - کہ ان چیزوں کے بنانے میں یہ ہین فرمایا کہ تمام
 تمام دن اور رات میں ان اشیاء کو پیدا کیا - بلکہ یہ فرمایا ہے کہ چھ روز میں یہ
 چھ چیزیں پیدا کیں - یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک ایک چیز ایک ایک زمین
 ایک آن کے اندر کلمہ کن سے پیدا ہوئی -

ہفتم - اسلئے - کہ اللہ تعالیٰ خالق الارض والسموات معطل بکار
 ہین - وہ ہمیشہ اپنی کاملہ صفات سے موصوف ہے - ایسا کیون مانا جاو
 کہ تمام اشیاء کو ایک آن میں پیدا کر کے یہ معطل ہو گیا ہ -

بلکہ وہ ہمیشہ خالق ہے - اور مخلوق کا حافظ ہے اور رہے گا -
 ہشتم - اسلئے - کہ یوم عربی زبان میں مطلق وقت کو کہتے ہیں پس
 سِتَّةَ اَيَّامٍ کے یہ معنی ہونگے چھ وقت ہیں - چاہو وہ وقت ایک آن
 کلمہ البصر - لو - چاہو تو وہ ایک ایک یوم لاکھوں کروڑوں برس کا یوم
 جیسے راقم کا اعتقاد ہے سمجھو -

نہم - اسلئے - کہ یوم عربی زبان میں اس زمانہ اور وقت کو بھی کہتے ہیں جہین
 کوئی واقعہ گزرا - گو وہ واقعہ کتنے بڑے وقت میں گزرا ہو - دیکھو یوم بچاٹ
 یوم خنین - یوم بنو بکر - یوم لبوس - یوم حاد وغیرہ وغیرہ - اس میں

واسمان وغیرہ کی پیدائش کے زمانہ کو اس محاورہ پر یوم کہا گیا۔
 دہم اسلئے کہ پدارتھ ودیا۔ یعنی علم طبعیات خصوصاً علم طبقات الارض
 سے ثابت ہو چکا ہے۔ یہ زمین کسی زمانہ میں آتشین گیس تھا۔ بلکہ یون
 کہتے کہ ایک ستارہ روشن تھا جب قدرتی اسباب سے اللہ تعالیٰ نے
 اس میں کثیف کرکٹ پیداکردی تو یہ زمین اس وقت ایک سیال مادہ ہو گیا جس
 عربی زمان میں آسماء کہتے ہیں اور اسپر اس وقت ہوا چلا کرتی تھی جس پر تو ریت
 شریف کی کتاب پیدائش کی پہلی آیتوں میں لکھا ہے۔ پیر جب وہ آسماء
 زیادہ کثیف ہو گیا تو اسپر وہ حالت آگنی جسکے باعث اسپر زمین کا لفظ بولا گیا۔
 پس ایک دن اسپر وہ تھا کہ یہ زمین سیال ہوئی اور دوسرا دن وہ آیا کہ
 کثیف ہو گئی طبقات الارض سے یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جبکہ
 زمین کے نیچے مرکز کی طرف کہو دا جاوے زمین کی گرمی بہ نسبت بالائی سطح کے
 نیچے کو بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اب بھی چھتیس میل کی دوری پر ایسا گرم مادہ
 موجود ہے جسکی گرمی تصور ہے یا ہر ہے اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے جب ہکا
 بالائے حصہ کثیف ہونا شروع ہوا تھا ایک دن اس ہمارے آرا مگاہ پر وہ گزرا تھا کہ اس
 زمین کی بالائی نہایت تیلی سطح کے نیچے اس مادہ کا آتشین سمندر موجیں
 مارتا تھا اور اسکی بالائی باریک سطح کو توڑ توڑ کے بڑے بڑے راکس اور بڑے
 بڑے حجرے قطعات باہر نکلتے تھے اور پھاڑوں کا سلسلہ پیدا ہوتا جاتا تھا
 اور ظاہر ہے کہ اس وقت بڑے بڑے زلزلے اور ہونچال ہوتے تھے
 جب بڑے بڑے پہاڑ پیدا ہو گئے۔ اور زمین کا بالائی حصہ زیادہ موٹا ہو گیا پھر

تیسرا اور چوتھا دن یا تیسرا اور چوتھا وقت اس کرہ ارضی پر دہ آیا کہ نباتات جماعت
پہلے پہل وغیرہ نیا انسانی آرام اور آسائش کے سامان مہیا ہوئے۔ ایک دن
ان اشیاء کی پیدائش کا۔ اور دوسرا دن ان اشیاء کی ترتیب کا غرض دون
پہلے اور دون پہلے چار روز زمین کے درستی کی ہوئی ہی طرح زمین کی باہی
فضا۔ اور زمین کی سقف۔ اور زمین کی بنا۔ آسمان کو اللہ تعالیٰ نے دو روز
میں بنایا۔ اور انہیں امر اہی کی وحی ہوئی اور وہ وقت لگیا کہ انسان زمین پر
آباد ہو کیونکہ جیسے قرآن کریم نے فرمایا ہے سَوَاءٌ لِّلنَّاسِ اِلَیَّیْنَ اِنْسَانٌ مِّنْهُمْ
ضرورتیں۔ اور اسکے لئے سب مایحتاج پورا ہو گیا۔

یادداشت

اس تکذیب براہین سے غالباً پہلے کا ذکر ہے میرے ایک پیارے عزیز نے
مجھ سے اسی آیت پر سوال کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن میں القادر یعنی
قادر مطلق کہا ہے اور وہ تمام زمین اور آسمان کو ایک آن میں پیدا کر سکتا ہے
کیونکہ مان لیا جاوے آسمان و زمین کو اسنے چھ دن میں بنایا ہوا وقت ایک
جوار کا کہیت ہمارے سامنے اہل ہمارا تھا۔ میں نے تہوری دیر سکوت کر کے پوچھا۔
اس کہیت کا دانہ کب تک تیار ہو کر کہانیکے قابل ہو گا؟ اس عزیز نے جواب
دیا کئی مہینے کے بعد ایک کہ کھاتے کے قابل ہو گا۔ تب میں نے کہا اسکے دانہ
کو کون بناوے گا؟ اسنے جواب دیا۔ وہی۔ جسے القادر قادر مطلق
سب شکستیاں۔ جگہ نشتر کہتے ہیں۔ میں نے کہا وہ ایک کہتن میں سب
کچھ پیدا کر سکتا ہے کیونکہ مانا جاوے کہ وہی ایسی قدرت دالادالوں کے

بنائے میں آٹنی دیر کرے تب اس عزیز نے کہا۔ صاحب یہ اسکی خواہش
 اچھا اسکی مرضی اور ساتھ ہی ہنس دیا اور کہا کہ جواب ہو گیا۔ کذب کی دلیل
 جو صفحہ نمبر ۱۹ میں ہے اور جو آپ نے اس آیت کے مقابلہ میں لکھی ہے۔

| | | | | |
|--------|------------|--------------------|-------------|---------------|
| میرزا | گر بہ | سموڑنا | گر تے | بھوڑی |
| ۱۲ | کار سدن ۱۲ | ۱۲ | اول ۱۲ | تمام عالم ۱۲ |
| جائے | پتی | ریک | اسیت | سدا د مار |
| ۱۲ | ۱۲ | ۱۲ | ۱۲ | ۱۲ |
| پڑھو | آنک دیا | منوتے مان | کے | دیو آئی |
| ۱۲ | آسمان ۱۲ | پہی نشان ہیں ۱۲ | ایسے روپ ۱۲ | پرکاش والو ۱۲ |
| ہو چکا | وہ ضمیمہ | قربانی کرتے ہیں ۱۲ | | |

کذب کے صفحہ نمبر ۱۹ میں اثبات وجود صلغ پر چھٹی قرآنی دلیل یہ لکھی ہے۔
 قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ۔ اور اسکی دلیل
 صلغ سمجھ کر اس پر پانچ اعتراض کئے ہیں۔

- (۱) عرب والے اللہ کو پہلے ہی مانتے تھے۔ اور صدق دل سے جانتے تھے کہ خدا ایک ہے۔
- (۲) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد اللہ تھا۔ حالانکہ مکہ کے مندر کا پوجاری تھا۔ پھر اس میں (آئیہ قرآنیہ)
- کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوئی۔ اور پھر آئیہ ذیل۔

إِنَّ الدِّينَ يُبَايِعُكَ نَفْسًا مَّا يُبَايِعُونَ اللَّهَ۔ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ كَوْنُهَا
 نشانہ کو بتانے کے کلام کو سطر چ پر طول دیا ہے۔

- (۳) یہاں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن خدا کا ماہر بتلاتا ہے۔ اور اسے ماہر ملا خدا کا ماہر بتلاتا ہے۔
- ملا نا خدا کا گیا ہے۔ کیا یہی توحید کی تعلیم ہے۔

۱۰۔ نو کہ وہ اس کے اور پیغمبروں میں تم سب ایک پیغمبر میں میری طرف وحی ہوتی ہے کہ تمہارا رب تو ایک ہی معبود ہے۔

(۴)۔ غالب یقین ہوتا ہے کہ خدا کی طرف جہکاتے جہکاتے آخری وقت میں حضرت کو خدا بننے کا خیال آگیا تھا۔ اور بہت شخصوں کو اپنی عبادت کی طرف ہی رجوع کرا لے گئے تھے۔ اسکی تصدیق اس خطبہ سے ہوتی ہے۔ جو بروقت فاتحہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھا تھا اور دیکھو صحابہ کی زندگی کے حالات)۔

(۵)۔ یہ بہت اوست کی تعلیم ہے۔ یا خود پرستی۔ اور شرکانہ ہدایت ہے۔

غرض یہ پانچ اعتراض میں جنکو میں نے خلاصہ بیان کر دیا ہے اور نیچے آسانی کے لئے اوپر نمبر لگا دیئے ہیں۔

مصدق۔ کذب کا پہلا دعوے ہے۔ عرب والے صدق ال سے جانتے تھے کہ اللہ ایک ہے، اس دعا سے بڑھ کر چھوٹا اور بے بنیاد دعوے اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہ۔
اللہ کے معنی محبوب دے ہیں۔ اور تمام خواندہ دنیا سے مخفی نہیں کہ عرب میں کبھی شرناک بت پرستی تھی۔ اس امر کے ثابت کرنے اور اسپر شہادتین لانے کے لئے وقت کو صرف کرنا اور ایک مسلم الشیوٹ امر کو بہر معرض اثبات میں لانا محض تحصیل حاصل ہے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ عرب کے لوگوں نے ایسی توحید کے مسئلہ پر جیسا کہ کرام کو ایسے دکھائیے کہ انکو مجبوری وطن چھوڑ جیسے کو بہا گناہیڑ احتضور علیہ السلام ہی آخر مشرکوں کی شرارت سے مدینہ طیبہ کو چلے گئے سیمہ عمار بن یاسر کی والدہ کو اسی توحید کی دشمنی پر دکھ دیا کہ اسکی شرنگاہ میں بر چھتی مار کر گلے سے لٹا لی اس طرح کے ظلم کا ظالم اور ایسی شرناک کارروائی کا مرتکب وہی کجبت علیہ اللعنة تھا جسے کذب براہین کذب میں ابو الحکم علیہ الرحمۃ کر کے لکھتا ہے۔ !!۔ اس بہائی چارے کے قربان جانیئے۔ سچ ہے الکفر ملہ واجد

سیاہ اندرونی دیکھنے کے حق کے دشمن سے کیسی مہر و سی ناہر کی جاتی ہے۔
 مشرکین مکہ کے عقائد کو ایک جگہ قرآن بیان کرتا ہے۔ ذرہ غور سے سنو۔
 مشتی نمونہ خوار ہے۔ ایک آیتیں سناتا ہوں تو کہ ناظرین کو پتہ لگے کہ
 کذب کے کلام میں کہاں تک سچائی پائی جاتی ہے۔

وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ
 أَجَعَلَ الْإِلَهَةُ الْإِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ وَالظَّالِمُ الْمَلَأُ مِنْهُمْ
 أَنْ آمَسُوا وَاصِرُوا عَلَى الْإِهْتِكُمْ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي
 الْإِسْلَامِ الْأَخِرَةِ إِنَّ هَذَا إِلَّا خِلَافٌ - اور ایک جگہ آیا ہے۔
 وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ إِلاَّ حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا اللَّهُ هُمْ وَمَا
 لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ -

لاّت - عترتے۔ اور منات وغیرہ کی پرستش کا تو کذب کو بھی انکار نہیں ہو گا کیونکہ
 کذب نے کذب کے صفحہ نمبر ۷ میں ایک نوٹ لکھا ہے جسکی پہلی سطر یہ ہے۔
 ”یہ غیر چاروں طرف مشہور ہو گئی کہ بت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب نے صلح کر لی“
 اس تقریب سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس وقت عام عرب مشرک بت پرست تھے۔
 پس کذب کا کہنا کہ عرب صدق دل سے جانتے تھے خدا ایک ہے۔ کذب ثابت ہوا +
 دوسرا۔ دوسرا دعویٰ کذب کا یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے والد کا نام عبد اللہ تھا لاکہ وہ

۱۔ اور وہ چران سچ کو اپنی میں سے اپنے پاس ایک ڈرائیو لایا اور ان منکروں نے کہا۔ یہ چوڑا جادوگر ہے۔ دیکھو اس
 نے متحدہ و معبودوں کو ایک ہی معبود بنا ڈالا۔ یہ تو اپنی ہی بات ہے۔ اور ان کے سردار یہ کہتے ہوئے (انہیں)
 چلے کر چلو اپنے معبودوں پر پکے رہو۔ کیونکہ یہ ایک بات ہے جس کا نشانہ پچاؤ رہے جسے پہلے دین میں یہ بات نہیں
 سنی تھی تو کچھ گہرے سے معلوم ہوئی ہے۔
 ۲۔ اور وہ کہتے ہیں ہماری دنیا کی زندگی ہے (ہمیں) ہم کہتے ہیں اور یہ تو جہنم اور زناہر ہی ہیں بلکہ کرنا کہ انہیں حسبات کا
 کچھ بھی علم نہیں وہ تو کس انگلیں دہرائے ہیں۔

مکہ کا پوجاری تھا۔ اول۔ عبدالمداہکے والد کو مکہ کا پوجاری کہنا دعویٰ بے دلیل ہے دوم۔ ایسا نام رکھنے سے کیونکر واضح ہوا کہ عرب کا اللہ تعالیٰ خالق الارض والسموات کے سوا کسی اور کی مخلوق میں سے اللہ نہیں جانتے تھے۔ ہ۔ اور نیز یہ کہ عام عرب مشرک نہ تھے اور موجودات کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ اگر اس نام سے خواجہ توحید کے ثبوت وجود کو مان لیں تو اتنا ثابت ہو گا کہ آپکا دادا بت پرست اور مشرک نہ خواجہ خواہ کا لفظ میں بچے اسلئے بولا ہے۔ کہ بت پرست مشرک تو اسلئے مشرک کہلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا اور مخلوق کی بھی پرستش کرتے ہیں وہ بالکل اللہ تعالیٰ کے منکر یا اسکی پرستش کے منکر نہیں ہو کرتے۔ حق پرستی کے ساتھ بہت پرستی بھی کرتے ہیں انکی عبودیت خالصہ عبودیت نہیں ہوتی۔ عبودیت کی صفت میں باری تعالیٰ کو کتنا نہیں رکھتے خدا کو ہی معبود جانتے ہیں اور اپنے بتوں کو بھی معبود بنا تے ہیں اسلئے مشرک کہلاتے ہیں۔ شاہم لوگ عامہ متود کو اسلئے مشرک کہتے ہیں۔ کہ وہ بارہی تعالیٰ کو ہی معبود جانتے ہیں۔ اور سہری کرشن چندر۔ اور سہری رام چند رجبی۔ گیش جی وغیرہ وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ اور دیانندی آریہ کو اسلئے یقیناً مشرک سمجھیں کہ وہ باری تعالیٰ کو غیر مخلوق مانتے ہیں اور اسی صفت میں آرواح اور ارواح کے گن۔ کرم۔ اور سہاؤ۔ یعنی آرواح کے خواص افعال۔ عادات کو ہی غیر مخلوق اعتقاد کرتے ہیں۔ !!!۔ پرمانو۔ اور انکے گن۔ کرم۔ اور سہاؤ کو ہی غیر مخلوق بتاتے ہیں۔ !!!۔ اور زمانہ کو ہی غیر مخلوق کہتے ہیں بارہی تعالیٰ دیانندیوں کے نزدیک مطلق خدا ہے جتنا۔ انوشم نہیں۔ بلکہ اور سہاؤ کی

اس صفت میں شریک ہیں۔ تعالیٰ شانہ عما یقولون علواً کبیراً۔ بار علی ہذا۔
 دیانندی آریہ مشرک ہیں۔ اور یکے مشرک ہیں۔ یاد رہے مسلمان جنت
 و نرگ۔ ارواح وغیرہ کو ان معنی پر آبدی نہیں کہتے جن پر باریتعالیٰ کے
 ابدی کہتے ہیں۔ مسلمان قوم کے نزدیک ان اشیاء کا وجود ممکن۔ اور باریتعالیٰ
 کا وجود واجب ہے ان اشیاء کا وجود باری تعالیٰ کی عطا اور اس کا ایجاد۔ اور اسکی
 خلق ہے باریتعالیٰ کا وجود یکا عطیہ نہیں کیسا ایجاد نہیں کیسی مخلوق
 نہیں ان اشیاء کا وجود سلام کے نزدیک وجود اور بقا دونوں میں جناب
 باریتعالیٰ کا محتاج اور باری تعالیٰ من کل الوجوہ غنی ہے۔ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ
 وَآنتُمْ الْفُقَرَاءُ قرآن کریم کی آیت ہے غرض حضور کے والد ماجد کا عبد السلام کہتے
 سے۔ گو حضور کے شن اور صداقت کی عمدہ فالحجہ گراں سے یہ ثابت نہیں
 ہو سکتا کہ عرب لوگ بت پرست اور مشرک نہ تھے۔ ہم یہاں ہندوستان یا آریہ دور
 میں دیکھتے ہیں بعض ہندی آریہ ورتی اپنے بچوں کا نام ہریداس۔ نرائنداس
 رامداس رکھتے ہیں۔ اور مشرک بھی کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں میں ایک ایک نام
 کے اومیون کو دیکھتے ہیں۔ ایک کا نام عبد اللہ ہے۔ دوسرے کا نام
 عبد الرسول۔ تیسرے کا نام فضل الرحمن۔ اور پھر جو ہے کا نام کریم حسین
 فَإِنَّا لِلّٰهِ عَلٰی حَالَتِ الْاِسْلَامِ وَإِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُونَ۔ ایک مسلمان اللہ قہار ہے
 تو اسکے دوسرے بہائی کا نام بغور باندھنا پیرا نہ تہا ہے۔

تیسرا دعوے مکذب کا یہ ہے کہ اتہ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْہِم مِّنْ حَضْرَتِہِ عَلَیْہِ
 السلام نے فرمایا ہے۔ میرا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔ خاکسار کہتا ہے۔ یہ دعوے

کذیب کا بالکل افترا۔ اور بہتان ہے۔ قرآن شریف کی کسی آیت میں ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز موجود نہیں۔ کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہو کہ میرا ہتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ کبریت کلمۃ تخرج من أفواهہم ان یقولوا الا کذباً۔ جس آیت سے یہ ہتھ لال کیا ہے۔ اس کے معنی صاف مان بالکل صاف ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ کے معنی۔ عربی زبان میں ہیں۔ (آ) یہ اللہ یعنی انعامہ تعالیٰ۔ (ب) یہ اللہ یعنی نصرتہ تعالیٰ۔ (ج) یہ اللہ۔ صفۃ من صفاتہ تعالیٰ الذی لیس کمثلہ شیئی۔ جیسے میرا اعتقاد ہے۔ ان محاورات پر آیہ شریفہ کے معنی ہوئے۔

(۱) ید اللہ فوق یدہم اللہ تعالیٰ کا انعام ان لوگوں کے انعامات کے اوپر ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی نصرتہ۔ اسکی آمد اور ان لوگوں ان لوگوں کی نصرتہ اور مدد سے اوپر ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ بے مثل کی صفت ید۔ ان لوگوں کی صفت ید کے اوپر ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ ہمیں شکال ہی کیا ہے۔ ا۔ مان اگر یوں ہوتا کہ یہی وہی یہ اللہ فوق یدہم تو کس قدر اعتراض کا موقع ہوتا۔ ہم اس آیت اور پہلی آیت کی تشریح آگے کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۛ

چوتھا اعتراض۔ اور دعویٰ یہ کیا ہے۔ آخری وقت میں حضور کو خدا بننے کا خیال آیا۔ خاکسار کہتا ہے۔ تمام دنیا میں توحید کے داعی نظر آئے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو شرک سے روکا۔ توحید الہیت کی طرف۔ بلایا۔

آخر کچھ زمانہ کے بعد وہی مادی معبود بنائے گئے۔ ۹۔ دوسرا جو صرف حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت پر غور کر لو۔ کہ اس خاکی بہاد انسان کو کیسا آسمان پر اٹھایا گیا۔ ۱۰۔ تیسری اسلام نے تمام انبیاء و رسل کے وعظ کی اس طرح تکمیل فرمائی۔ کہ اپنی عبودیت کے اقرار و اعتقاد کو۔ توحید کی اقرار و اعتقاد کی جز و لازم کر دیا کہ کہیں آپ کی قوم ہی اہم سابقہ کی طرح آپ کو خدا اور معبود نہ بنائے اس احتیاط اور خرم کی پیہر بہت اور یہ اثر ہے۔ کہ قوم کی قوم۔ شرک میں گرفتار ہونے سے محفوظ رہی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ سبحان اللہ کیا حکمت ہے کہ آپ کی قبر مکہ معظمہ سے بہت دور بنائی گئی تو کہ مکہ معظمہ کی طرف سجدہ کرتے وقت اس شتم کا ممکن حتمال ہی نہ ہو کہ ساجدین کا قبلہ توجہ وہ قبر ہے اٹا رہے تھے سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ جب سفر سے واپس آتے تو سیدھے مسجد نبوی میں جا کر دو گنا نہ ادا کرتے۔ مرقہ مبارک کی جانب کوئی بھی رخ توجہ نہ لاتا۔ افسوس اسپر یہی محترضین کا یہ عوصلہ ہے۔ ا خداوند تعالیٰ ہدایت کرے۔ آپ نے عین وفات کے وقت فرمایا قَاتِلِ اللّٰہَ الْیَہْدِ وَالنَّصَارَی الْیَہْدِ وَ اَقْبِرْ اَنْبِیَا کُہُمْ مَسَاجِدَہُمْ۔

اور وصیت کی۔ وَلَا تَجْعَلُوْا قُبْرِیْ وَ شِئَا یُعْبَدُ۔ اَشْتَدُّ غَضَبِیْ عَلٰی قَوْمِ الْیَہْدِ وَ اَقْبِرْ اَنْبِیَا کُہُمْ

مَسَاجِدَہُمْ۔ اور سُنُوْا اَعْبُدُوْا مَطْعَمَ قَالِ اَنَّ النَّبِیَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَعْمَا سَیِّئَہٗ

وَقَالَ جُمُہْلٌ لَا تَفْسُخْ صَاحِبَ الْعِیَالِ وَ تَهْلِكُ اَمْوَالُہُمْ وَ تَهْلِكُ اَنْفُسُہُمْ فَاسْتَبَقَ اللّٰہُ لَنَا

فَاَنَا نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰہِ وَ نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰہِ عَلَیْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ

۱۱۔ یہودیوں پر خداوند کے لئے ان کی قبروں کی قبروں کو مسجد کا بننا لیا۔

۱۲۔ اوسیری قبر کو بننا جو جو جاوے۔ اللہ غضب نہ آیا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد کا بننا لیا۔

فَمَا قَالَ يَسْجُدْ حَتَّىٰ عَمِتَ فِي وَجْهِهِ اصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اِنَّكَ لَا تَسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ
 شَانَ اللّٰهِ اعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ - اِيك دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عہد بکت مہمین
 ایک خطیب نے اُن کے خطیبین مِّنْ يُطِيعُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰی کے بعد
 کہا۔ وَمَنْ يُعْصِمْهَا۔ اس پر آپ نے فرمایا يَكُنْ الْخَطِيبُ اَنْتَ۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَالٍ قَالَ
 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَطْرُقُنِيْ كَمَا اطْرَقَ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَمَا كُنَّا
 اَنَّا عٰبِدُهُ۔ فَقُولُوْا عِبَادُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ سَجْدَہ کرنے کے ارے کی بابت
 سُنْ لَوْ كَيَا لَطِيفٌ وَقَوَّعٌ رَّابِعٌ۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ الْحَيْرَةَ فَلَمَّ يَتَهَمُّ
 يَسْجُدُ وَنَ لَمْ يَنْ بَايَ لَهُمْ فَقُلْتُ كَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ يَسْجُدَ
 فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحَيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ يَسْجُدُونَ
 لِمَرْزِيَانَ لَهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَأَيْتَ لَوْ مَرَدْتُ بِقَدْرِكَ اَكُنْتُ
 تَسْجُدُ لَكَ فَقُلْتُ لَمْ فَقَالَ لَا تَفْعَلُوا - (مشکوٰۃ شریف صفحہ نمبر ۲۷۷)

ہمہ آوست کے مسئلہ پر ایک آیت ہی نص صریح الدلالہ نہیں یہ دیگر بات ہے

مذہب جبر میں مطہر وایت کرتے ہیں کہ ایک بڑا آئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ جانوں پر کشت
 بنی ہوئی ہے۔ اے بچے کف ہو گئے ہیں۔ مال تباہ ہو گئے۔ یویشی لاکت پر اٹھے آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے واسطے پانی مانگئے
 ہم آپ کو اللہ کے پاس سفارشی لے جاتے ہیں اور اس کو آپ کے پاس۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں کہا سبحان اللہ سبحان اللہ
 اور بار بار سبحان اللہ پڑھتے رہے اس کے کلام سے سخت بیزار اور مضطرب ہو گئے ہیں پھر فرمایا ہوئے آدمی اللہ کی کسی
 کے پاس سفارشی نہیں لے جایا کرتے اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بڑی ہے۔

قیس بن سعد کہتے ہیں کہ میں حیرۃ میں جو گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں۔
 میں نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اور ہی زیادہ حق ہے کہ انہیں سجدہ کیا جائے
 میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے حیرۃ میں ایسا دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں آپ تو زیادہ
 حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جاوے۔ آپ نے فرمایا اچھا تو اگر تجھے میری قبر پر سے کمرے کا اتفاق کہی ہوا تو کیا اسے
 سجدہ کرے گا۔ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا حیرۃ اور ایسا مت سمجھو۔

یہ دیگر بات ہے کہ خود غرض لوگوں کو اپنے مدعا کے اثبات کے لئے قرآن کریم سے اس پر استدلال کیا ہو۔ میں یہ دو آئین قائلین وحدۃ الوجود کے تالال میں نمی ہیں۔ اول۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ۔ مگر جب اس آیت کا ماقبل اسے دریافت کیا جاوے تو حیران رہ جاتے ہیں۔ اسکا ماقبل یہ ہے وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ۔ بات نہایت صاف ہے کہ اس میں میں میں موجودت میں یقین کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور جب تم اس سیر بیرونی سے فارغ ہو جاؤ تو پھر اپنے نفوس میں مطالعہ کرو تب ہرگز دوسری آیت شریف۔ هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ۔ مگر جب اوں سے دریافت کیا گیا کہ جس چیز کے اول و آخر وہ ہو وہ چیز آپ کیا ہوئی ہے۔ اور جس چیز کا ظاہر و باطن وہ ہو وہ خود کیا ہوئی ہے۔ تو عوام مدعیان وحدۃ الوجود دست بجا کہتے ہیں۔

نوٹ دنیا میں یہ عام مرن پہلا جواب ہے کہ شکم اقبال کی ذاتی وجاہت ایسی معروف شہرت۔ اسکی مسلم الثبوت سیرت اور اسکی ہر وہ صلاح و مراد کے خلاف اسکی کلام کا مطلب لیا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے اہم قاصد یا اعتراضات کا منہی اسکو قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ایک مخالف ہے جسے تحقیق حق کے رستہ میں اٹل چٹان کا نام دیا ہے۔ اب ہلام اور حب سلام کا منشا و مشن عیسائیوں کے مسئلہ تشریح کے خلاف لایا گیا ہے کہ ہر پہلو میں راجح تہمیں ان تہمیں الحق میں نہایت واضح اور مضارہ ہے اور پہلا اور ایک ہی مذہب ہے جسکی بانی کو اپنی صداقت پر اپنی کاسالی کا کمال تشریح اور علیہ یہی وہ ایمان ہے کہ دن رات میں پہنچ کر ملے رہے جس لاشہاد بلند مناروں پر اس مذہب کے مول کی مذاکی جاتی ہے۔ اللہ اشہد کہ کوئی جو ایسے حق سلیم القلب ہے کہ کسی ایک دلیل سے اسکی کل مادی کا صادق بیرون جائے ۹ فرقان مجید نے خلق و خالق۔ ممکن و واجب۔ فانی و باقی میں امتیاز و تفریق کی نسبت پر وہ بندہ زکات گو میں کی ہیں۔ جناب نبی الصلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جو ایکی علی الاعمال کا سچا حقیقت بنا دینا و العمل ہے ہرگز کوئی ایسا صراحت ہی ایسی لغویات (سمہ اوست یا ہمہ اوست وغیرہ) کے متعلق یا فی نہیں جاتی۔ صدر امت اور آئمہ سلف کے کسی قول و فعل سے کوئی دلیل لائی نہیں جاسکتی۔ پس یہ کافی ثبوت ہے کہ نفس اسلام اور اسکی صادق اشاعہ اسے خلاف عقل عقابر و تعلیمات سے بری ہیں۔ ایک شخص جسے علاؤ کلن ادرین۔ توحید کا نور عالم میں پہلا نکل اچھی اور ایسے بیرون کی جانب پر ہیں۔ وہ شخص جو قدم قدم پر ایسے بندہ ہونے اور عاجز بندہ اچھی ہونے کے ثبوت دیا چند جو شرک اور کافرو کو تنبیہ دینے کا عہدہ بنائے سے تذبذب نہیں کرتا جسکی لایا کلام سے تو کافروں کا غیر اس کے آثار شادالے۔ مظاہر شرک و بدعت کو جسے اکابر دیکھ کے اسے سنانے کا دم نے سونا ہے ایسے شرک کہہ کو حق علی طرح صفا عالم سے پاک کر دیا۔ ایسے مقدس وجود کی نسبت یہ کہا جاوے کہ شرک کی تعلیم دی ہو یہ انتہائی مسلمہ کی بنیاد ذاتی سرگز اتر ہے۔ یورپ کے سخت سے سخت دشمن ہی جنہوں سے سلام برکلمہ ہے اس امر کا اعتراف کرنے سے پہلو نہیں نہیں کرتے کہ اسلام ہے ایک ایسا مذہب جسے جسے دنیا میں توحید کو نشانہ لگ گیا۔ دوسرے مذہب لکھتے ہیں کہ یہی مذہب نے گونا گونی نظریہ ثابت کر دیا تھا کہ حکومت و سلطنت کے نظام کے لئے نفیل ہر سکتا ہے کہ ہر پہر ہی ایسے حریف

آئندہ زمانوں میں ہوگا وہ بھی پریشیر ہے۔ وہ دیوتاؤں کا دیوتا ہے۔ اس چیز سے جو لوگ کہاتے ہیں وہ نشوونما پاتا ہے اور دنیا بھی اسکے ساتھ بڑھتی ہے۔ مایا کے سبب چیزیں مختلف نظر آتی ہیں۔ لکن دراصل ہر ایک شئی پریشیر ہے برہم کے تین حصوں دنیا سے پرے ہیں۔ اسکا ایک حصہ نام دنیا ہے یہی تمام ہے جو اسکے ایک حصہ سے بنا ہے۔ منتر ۴۔ ”پہر سٹو۔“ تنقید و باع کا مصنف آریہ۔ کیا کہتا ہے۔ ”جو بقرآن کے صرف اہقر توحید ہے کہ پیدا کرنے والا ایک ہے دو نہیں ہیں مگر بقابلہ خدا کے دوسری موجودات مخلوق کے وجہ سے انکار نہیں کیا گیا۔ گواستے ہی کہتے ہیں۔ پیدائش ہوئی۔ مگر اسکے مقابلہ میں اسے علیحدہ موجود ہونا۔ اور تا ابد موجود رہنا۔ اہل اسلام کے یہاں ثابت ہے۔ جب اسے علیحدہ دوسری چیز کا موجود ہونا ثابت و ظاہر ہے تو پھر توحید کہاں چھوڑ دی ہو گئی۔“

تنقید صفحہ نمبر ۲۱۶

اب میں ان دونوں آیات کا مطلب سناتا ہوں۔ مگر بیان شروع کرنے سے قبل مختصر سی تہید کا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے جب دو یا کئی چیزیں باہم کسی امر میں شریک ہوتی ہیں۔ اور کسی امر میں مختلف ہوتی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ امر مشترک کے حکام میں ان مشترک اشیاء کو اتحاد ہوگا۔ اور جن جن باتوں میں ان چیزوں کو باہمی اختلاف ہوتا ہے ان باتوں میں جو احکام ہونگے ان میں بھی اختلاف ہوگا۔ مثلاً حیوانات و نباتات۔ جسمیت اور نمو میں باہم شریک ہیں۔ مگر حیوانات تحرک بالارادہ خورد۔ نوش۔ وغیرہ اوصاف میں نباتات سے ممتاز ہیں۔ پس حیوانات و نباتات کو جسمیت اور نمو کے احکام میں ہی شرکت ہوگی مگر خورد۔ نوش۔ جماع وغیرہ حکام میں حیوانات اور نباتات میں اشتراک ہوگا بلکہ حیوانات کو ان باتوں اور ان کے احکامات میں امتیاز و خصوصیت ہوگی۔ اس طرح۔ انسان و حیوان کے درمیان

کہا ہے۔ پتے جماع کی خواہش میں حبشہ اشتراک ہے اس قدر کہ کہتے ہیں۔
 پتے جماع کے حکام میں بھی اشتراک ہوگا۔ مگر انسان۔ ترقی۔ سطوت۔
 جبروت۔ نئے علوم و فنون کی تحصیل اور نئے علوم کو اپنے ابنائے جنس کے
 سکھلا دینے میں ہونے والا ہے۔ ان انبیاء کے حکام میں بھی حیوان ہی ممتاز
 ہوگا۔ ایسے ہی۔ مادہی۔ رسولوں اور عامۃ آدمیوں میں کو عام احکام
 بشریت کے لحاظ سے اشتراک ہوتا ہے۔ رسولوں کا گروہ بخلاف اور عام
 آدمیوں کے۔ الہی۔ ملہم۔ مصلح قوم۔ مویہ من اللہ ہوتا ہے۔ اس لئے عام حکام
 بشریت میں اگرچہ عامہ بشر سے اشتراک رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی خصوصیت پر بالکلیہ
 نبوت۔ اصلاح قوم کے حکام میں عامہ خلائق سے ضرور جدا ہوتے ہیں۔ بلکہ
 ایک مفتوح ملک کی رعایا کے ساتھ ایک فاتح اور حکمران گورنمنٹ کا سپہ سالار
 مجاز حکام اپنی گورنمنٹ کے حکم سے کوئی معاہدہ کرے اور اس رعایا کو اپنی
 گورنمنٹ کے حکام سنا دے۔ تو اگر اس مفتوح رعایا کے لوگ ان معاہدات اور
 احکام کی تعمیل نہ کریں تو ضرور وہ رعایا اس گورنمنٹ کی مجرم۔ باغی۔ غدار۔ منافقان
 ٹھہریں گی۔ مگر وہی سپہ سالار اور گورنمنٹ کا ماتحت حکمران اس رعایا کو۔ کوئی اپنا ذاتی
 کام بنا دے اور اپنے طور پر ان رعایا میں سے کسی سے کوئی معاہدہ کرے اور اس
 رعایا کا آدمی اس سپہ سالار اور اس حکام کی بات نہ مانے یا معاہدہ کا خلاف کرے
 تو یہ شخص جو اس سپہ سالار اور گورنمنٹ کے ماتحت حکمران کے معاہدہ اور حکم کا مخالف
 ٹھہرا ہے گورنمنٹ کی بغاوت کا مجرم ہوگا۔ کیونکہ پھلتی قسم میں اس سپہ سالار اور حکام
 کے احکام۔ فاتح گورنمنٹ کے احکام ہوا کرتے ہیں۔ اور اس سپہ سالار کی زبان

فاتح گورنمنٹ کی زبان اسکی تجویز فاتح گورنمنٹ کی تجویز ہو کرتی ہے۔ غور کرو۔
 ایک قاتل کو مجازتِ حاکم کے حکم سے قتل کرنے والے یا پہانسی دینے والے کے ہاتھ
 اسی گورنمنٹ کے ہاتھ ہوتے ہیں جبکہ حکم سے قاتل کو قتل کرنے والے پہانسی
 دینے والے نے قتل کیا اور پہانسی دیا۔ در صورت دیگر وہی پہانسی دینے والا کسی
 اور ایسے آدمی کو جس پر اس گورنمنٹ نے موت کا فتوہ نہیں دیا قتل کر کے دیکھ لے
 اسکا انجام کیا ہوتا ہے پس اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول انکی ہی دو حالتیں
 اور دو جہتیں ہیں۔ ایک حالت مجتہدین وہ آدمی ہیں بشر میں۔ اور دوسری حالت
 انکی رسالت و نبوت کے ہے۔ جبکہ باعث وہ رسول ہیں جنہی میں اٹھی
 احکام کے مظہر اور احکام بیان ہیں جبکہ باعث انکو پیغمبر کہتے ہیں۔ پہلی
 حالت وجہت سے اگر وہ حکم فرمائیں تو اس حکم کا منکر باغی۔ منکر رسول نہ ہوگا جسکو
 شرعی اصطلاح میں کافر۔ فاسق۔ فاجر کہتے ہیں اور دوسری حالت وجہت سے
 اگر کوئی انکے حکم کو ماننے کو ضرور انکے نزدیک سپر لیاوت۔ انکار کا جرم قائم
 ہوگا۔ اور ضرور وہ کافر فاسق۔ فاجر کہلاوے گا۔ اس وجہت سے چونکہ وہ خداوندی
 احکام کے مظہر ہیں اور جس سے معاہدہ کرتے ہیں اُس سے خدا کے حکم سے
 معاہدہ کرتے ہیں اور معاہدہ کنندہ جو معاہدہ اُن سے کرتا ہے وہ اصل میں پیمانے
 سے معاہدہ کرتا ہے۔ پس اگر معاہدہ کنندہ معاہدہ کے خلاف کرے تو باغی و منکر
 بلکہ کافر ہوگا۔ نبی عرب محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت و نبوت کا دعویٰ
 کیا اور اپنے آپکا اللہ تعالیٰ کا رسول بتایا اب انکو جن لوگوں نے نبی رسول
 مانا اور انکے احکام کو الہی احکام یقین کیا لا محالہ آپسے انکا معاہدہ حقیقتہً اللہ تعالیٰ

سے معاہدہ ہوگا۔ مان جو احکام اور مشورے اس عہدہ رسالت کے علاوہ
 فرمائیں ان احکام کی خلاف ورزی میں کفر و فسق نہ ہوگا صحابہ کرام آپ کے عہد
 سعادت میں یہ تفرقہ عملاً دیکھتے تھے۔ بربرہ نام ایک غلام عورت تھی جب
 وہ آزاد ہو گئی وہ اپنی خاوند سے جو ایک غلام تھا نیز ہو گئی۔ مگر اسکا شوہر اس پر فدا تھا
 وہ اسکی علیحدگی کو گوارا نہ کرتا تھا وہ اس پر سخت کبیدہ خاطر ہوا اور آنجناب کی خدمت
 اقدس میں حاضر ہو کر اس امر کی شکایت کی آپ نے۔ بربرہ سے اس کے ساتھ
 مصالحت کر لینے کو ارشاد فرمایا بربرہ نے جواب دیا۔ آپ یہ وحی سے فرماتے ہیں یا
 عہدہ نبوت سے علاوہ بطور مشورہ کے فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں رسالت کے نفاذ
 سے یہ حکم نہیں دیتا اپنی ذاتی رائے سے مجھے کہتا ہوں اس نے نہ مانا اور کہا مجھے
 اختیار حاصل ہے اس طرح اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحِي اِلَيَّ اِلَهًا لَّهُ كُنُوزٌ لَّهُ
 وَاجِدٌ مِّنْ كَانِ يَرْجُو اَلِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْلَمْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ
 رَبِّهِ اَحَدًا۔ اس بات میں شرک سے ممانعت اور اس امر کا بیان ہے کہ میں
 ایک بشر ہوں بشریت میں تمہاری مثل ہوں۔ خیر و ابر کبھی شرک نہ کرنا مجھے خدا
 نہ کھ بیٹھنا نہ میری عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں۔ کسی کو شرک نہ ٹھہرانا۔
 اور ایسا ہی اِن آیات کریمہ میں غور کرنے والا یقین کر سکتا ہے کہ اسلام
 کہاں تک شرک سے بیزار می ظاہر کرتا ہے۔ وَيُعَذِّبُ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ۔ وَ
 الْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِيْنَ بِاللّٰهِ ظُلْمًا عَظِيْمًا

۱۔ اس کے سوا جن میں کہ میں تم سوا ایک بشر ہوں مجھے حکم ملتا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس جو کوئی
 اپنوں کی ملاقات کا امیدوار ہے وہ عمل نیک کرے۔ اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شرک نہ ملا دے۔

كَارِئَةً السَّوْغَ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَآعَنَّا لَهُمْ جَهَنَّمَ سَاءَتْ مَصِيرًا - وَ
 اللَّهُ خَبِيرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا - إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا
 وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا - لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُولِهِ وَلَعَزَّزْنَاهُ بِكُوفَرٍ حَرُومَةٍ وَلَنَنجُوهُ بِكِبَرَةٍ
 وَأَصِيلَةٍ - إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ
 نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهُ فَسَيُثَبِّتْ بِهِ أَجْرًا عَظِيمًا
 مَکذِب نے صفحہ نمبر ۲۷۷ تکذیب میں - سورہ نجم کے حوالے سے یہ لغو فقرہ
 تِلْكَ الْأَعْرَاقُ الْعُلَىٰ وَإِنْ شَفَاعَتُهُمْ لَتَوَجَّحِي - اعتراض کرنے کو لکھا ہے - سلام
 کے مختلف فرقے دنیا میں موجود ہیں - سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی میں یہ
 موجود نہیں اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ اس
 مجموعہ توحید میں ایسا مشترکہ مضمون ہو اب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ ہا -
 مَکذِب فٹ نوٹ میں - مفصل حال اسکا عالم جلالین پر بیضاوی معتمد میں ذکر ہے -

مصدق نے ان تفاسیر کی طرف رجوع کیا - مگر ان میں یہ لکھا پایا جو ناظرین کے عرض

۱۔ اور اللہ عزوجل منافق مرد و عورت اور شرک مرد و عورت کو جو اللہ کی نسبت بڑھتی رکھتے ہیں انہیں کے اوپر بڑی کا
 پھیرے - اور اللہ پیر ناراض ہو اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے جہنم تیار کیا اور وہ برا ٹھکانا ہے - (زہیر لوگ
 اپنی دولت - کثرت اور قوت پر بے دریغ نہ ہوں اور اپنے موجودہ وقت کو جس سے سزا ابھی غائب ہے - سرکوت
 آرام کا زمانہ تصور فرما کر مغرور نہ ہو جائیں - ان کو سزا دینا انکا استیصال کرنا اور عقل و فکر انسان سے ہر
 نا پذیر شدہ مانوس کا ہلاکت کے ہم ہونے کا ہم پر کچھ دشوار نہیں ہے - اسباب ہمارے میں اور اسباب کے
 خالق ہم ہیں) اور آسمان و زمین کے لشکر اللہ کے قبضہ میں ہیں اور اللہ غالب ملک والہ - ہم نے جھگڑا ہے
 نبی (شاہد - مشہور - مذہب یہی ہے -) اب ضرور ہے کہ تم لوگ (اللہ ادا - اس کے رسول پر ایمان لاؤ - اسے
 رسول کو) قوت دو اور اسکی تعظیم کرو - اور صبح و شام اللہ کے نام کی تقدیس کرو - یقیناً جو لوگ مجھے بیعت
 کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا تہہ انکا تہوں کے اوپر ہے - اب جس نے عہد کو توڑ دیا وہ جان
 کر وہ عہد شکنی کی سزا پاس ہے - اور جس نے پورا کیا اسے جس پر اس نے اللہ سے معاہدہ کیا ہے تو عقرب
 اللہ سے اجر عظیم دے گا +

خدمت ہے بقیہ وی نے اس روایتی قصہ کو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ فقرہ تِلْكَ الْغَرَائِقُ الْعِلَّةُ الْخَرُّ بِهَا تَهْلِكُ لِكُلِّ كَيْفٍ هِيَ - وهو عَرِدٌ وَدُّ عِنْدَ

الْمُحَقِّقِينَ - اور بھی بات معالِم کے حاشیہ پر مرقوم ہے - تفسیر فتح البیان

میں لکھا ہے - تِلْكَ الْغَرَائِقُ الْخَرُّ کی نسبت یہ کہنا کہ رسول اللہ نے سورہ نجم میں

اسکو پڑھا - صَحِّحُ بَہِیْنِ چنانچہ وہ کہتے ہیں لَمْ یَصْطَحِشْ شَیْءٌ مِنْ هَذَا وَلَا ثَبِتَ بِوَجْهِهِ مِنَ

الْوَجْهِ وَمَعَ عَدٍّ مَحْصُولٍ بَطْلَانُهُ فَقَدْ دَفَعَهُ الْمُحَقَّقُونَ بِكِتَابِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ -

حَيْثُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَكَوْنُوا قَوْلًا عَلِيًّا بَعْضُ الْأَتَا وَبَلِّ لَأَحَدًا نَامُتُهُ بِالْجَمْعِ ثُمَّ

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ - وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ وَقَوْلُهُ تَعَالَى

وَلَوْلَا أَن تَبَيَّنَّاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ - فَنفى المقارنۃ لِأَنَّ فُضْلًا عَنِ الْوَتَنِ كَوْنُ

قَالَ الْبَرَاءُ هَذَا حَدِيثٌ لَا تَعْلَمُهُ يَرْوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَسْنَدٍ مُتَّصِلٍ +

قَالَ الْبَیْهَقِیُّ هَذِهِ الْقِصَّةُ غَيْرُ ثَابِتَةٍ مِنْ جِهَةِ النُّقْلِ ثُمَّ أَخَذَ يَتَكَلَّمُ إِنْ رَوَاهُ هَذِهِ

الْقِصَّةُ مَطْعُونٌ فِيهِمْ +

قَالَ إِمَامُ الْأَثَمَةِ ابْنُ خَرِيزٍ هَذِهِ الْقِصَّةُ مِنْ وَضْعِ الزَّانِقَةِ +

قَالَ الرَّازِیُّ هَذِهِ الْقِصَّةُ بِأَطْلَعُ مَوْضُوعَةٌ لَا يَجُوزُ الْقَوْلُ بِهَا +

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ +

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کہ کوئی بات بھی کسی وجہ سے ثابت اور صحیح نہیں ہوئی - اگرچہ خود ہی اسکی عدم محبت اور اس کا بطلان ظاہر ہے - مگر محققین جیسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہی تو اس سے رو کر رہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - اگر یہ (نبی) ہمارے نسبت کوئی چیز بتلاتا ہے تو ہم اس کا وہنا تاہد کر کے پیر ہم اسکی رگ بات کو کاٹ ڈالتے - اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - یہ نبی اپنی طرف سے نہیں بولتا - اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - اگر تم تمہارے مضبوط رکھتے تو تو ان کی جانب قریب ہوتا کہ میں ہوجاتا - اب ہم آیت مقارنۃ میلان کی نفی کرتی ہے چنانچہ آیت میلان ان کی جانب ہوتا - برابر کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ کسی نے اس عزیز کو متصل بنا دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے - روایت کیا ہو - یہ بھی کہتے ہیں یہ قصہ نقل کے قافلوں کے لحاظ سے ثابت نہیں ہوا - پھر یہ بھی نے یہ کلام کیا ہے کہ اس قصہ کے راویوں میں طعن کیا گیا ہے + امام الاثمہ ابن خریزہ کہتے ہیں کہ اس قصہ

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى سَنُقَرِّبُكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ - وَلَا تَكُن مِّنَ الَّذِينَ يَرْتَدُّونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ فَأُولَٰئِكَ ذُكِّرُوا وَلَٰكِن يَتَذَكَّرُ أَلَّا يَكُونَ مِّنَ الْخَاسِرِينَ

فقد كفران من المعلوم بالضرورة ان اعظم سعيه حان في نفى الاوثان +

قال ابن كثير في تفسيره ان جميع الروايات في هذا الباب امامه سليمة ومنقطعة لا تقوم

الحجة بشئ منها ثم قال قد عرفناك انها جميعها لا تقوم بها الحجة لانه لم يروها احد

من أهل الصحة ولا سنداً لها في لبسند صحيح أو سليم متصل - (فتح البيان مختصراً)

وقال في الكبير روى عن محمد بن إسحاق بن خزيمة أنه سئل عن هذه القصة فقال

هَذَا وَضَعَ مِنَ الزَّانِقَةِ وَصَفَ فِيهِ كِتَابًا -

مذہبِ برائے میں۔ صفحہ نمبر ۷۷ میں لکھتے ہیں۔ اور انہیں دونوں کے غلطی رکھنے میں مہمِ مصلحت

مثنوی اور اہل اسلام سے چہ پانے کا یہ مطلب تھا کہ وہ منصب و مہالت سے غیر مذہب کی کتب جلا دیا

کرتے ہیں۔ یہی انہو کہ ان ست دہرم کی کتابوں کو جلا دین۔“

پہر کتاب نے صفحہ نمبر ۷۷ میں اسکندر یہ کے کتب خانہ کی تباہی کا ذکر کیا ہے۔

کہ یوں تو اس عظیم اور حاصل اعلیٰ کی عرض پر غور و سپار افواج نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیقہ

مائی سے اس کتاب خانہ کے بارے میں اردو پوچھا تو حلیفہ نے کہا اے الفور عباد سچو جاوین۔ چہہ مہینہ تک

ص ۲۳۰ کو زائد بقون نے وضع کیا ہے۔ امام رازی کہتے ہیں۔ یہ قصبہ جو بنا وئی ہے اسکا نامنا جائز ہے کہو نہ کہ اسکا تعالے

وہاں ہے کہ یہ بی ایچ ایم کے چھ مہینے بولنا بیوقوفی ہے جو اس میں کوئی کمی بھی ہے اور اندھا کے لئے وہاں ہر

عقربے کی ہم سب سے بڑا نئے ہیں۔ پھر تو اسے فراموش نہ کرے گا۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا

[illegible]

میں نے کہا کہ یہ تو ایک عجیب و غریب شخص ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تو ایک عجیب و غریب شخص ہے۔ اس نے کہا کہ یہ تو ایک عجیب و غریب شخص ہے۔

عبدالرحمن اسحق بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اسے اس تصدیق کی بابت سوال کیا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ زہد و تقویٰ
 فراموش نہ کرنا ہے۔ اور اس نے اپنے ابا و ابا مرثدہ کو کہہ دیا کہ کتاب تصنیف کرنا ہے۔

وہ جام گرم ہوتے رہے گاہے مختصر۔

یہ اعتراض صرف پادری صاحبان کی کاسکیسی کا نتیجہ ہے۔ والاناظرین۔ غور کریں۔

اول۔ اگر اسلام کے عادات میں یہ ہوتا۔ تو اسلام والے پیر خلیفہ محمدؐ اپنے عہد سعادت مہدیین۔ یہود۔ اور عیسائیوں کی پاک کتابوں کو جلاتے۔ کیونکہ وہی دونوں مذہب ان پاک کتابوں والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے۔ پیر محسوس اسلام کا پورا تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ اسلام نے انکی کتابیں جلائیں۔ اگر یہ فعل اسلام باخلفاء اسلام کا داب ہوتا تو اس کے ارتکاب کے ہاں ہمیشہ اسلام میں موجود تھے۔ اور اسلام کا کوئی مانع نہ تھا۔

نوٹ۔ اگرچہ اسوقت تک جبکہ اس واقعہ کی تحقیق نہ کی گئی تھی اور صحیح حالات روشنی میں نہ آئے تھے عہد الزام اسلام کو لکھا جاتا تھا مگر اب مصنف تاریخ اور حق پسند علماء میں ایسے لوگ بہت کم رہ گئے ہیں جو یہ نہ حق الزام مسلمانوں کو دیتے ہوں بلکہ الزام کی وجہ زیادہ تر تعصب یا واقفیت پر مبنی تھی اور اس وقت بھی جب یہ الزام لگانے والے کے پاس کوئی صحیح سند موجود نہ تھی یعنی اس قصہ کے بیان کرنے والے دو مورخ اس وقت سے ۵۸۰ برس بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور کوئی پہلی سند ان کے پاس موجود نہ تھی سنٹ کراف سے جس نے اسکندریہ کے کتب خانہ کی تحقیق میں بہت سی کتابیں لگی ہیں۔ اس روایت کو بالکل چھوٹا ٹھہرایا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ یہ کتابیں جو یولیس سیلرز کی لڑائی میں لگی تھیں جہاں بیکوٹارک ہی لائف سائزر میں لکھا ہے کہ جو یولیس سیلرز نے دشمنوں کے ہاتھ میں پڑ جانے کے خوف سے انہیں جہازوں کو آگ لگا دی اور وہی آگ بڑھتے بڑھتے اس جہاز کو بھیج گئی کہ اس نے اسکندریہ کے شہر رکیف مانہ علیہ کو بالکل جلا دیا۔

ہیڈنڈی صاحب اپنی کتاب میں ڈکشنری آف ڈیکشنری لکھتا ہے۔ احوال انجمن جہاں اس غلط روایت کو درج کیا ہے وہ ان اپنی تحقیقات سے یہ نوٹ لکھا ہے کہ یہ قصہ بالکل مشکوک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول یہ اگر وہ کتابیں مخالف اسلام میں تو جلا دیا جائیں مسلمانوں نے تسلیم نہیں کیا۔ اس قول کو بعض نے تھیوڈولیس اسکندریہ کے بشپ سے منسوب کیا ہے جو صرف ۳۰۰ میں ہوا اور بعض نے اسے کلاؤنلی زمین کے اہلے لگا یا ہے جو نہ شائع میں تھا۔

ہمارے مشہور جوان مرد ڈاکٹر لاکھڑے نے اپنی کتاب سنین الاسلام میں اس غلط روایت کی پیروی کی ہے اور انوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب جو مصوف کو اپنی تحقیقات میں دیکھو کا ہوا ہے۔ ڈرینر صاحب نے مشہور کتاب میں پہلے اس قول کو غلط قرار دیا ہے۔ لیکن بعد میں جا کر اس قول کی غلطی کو تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ درحقیقت یہ کتابیں جو یولیس سیلرز کی لڑائی میں مل گئی تھیں۔ اور اب کمال یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ قول بالکل بے اصل اور محض فسانہ ہے۔ اگر روئے کے لائق ہے تو یہ یہ سچا واقعہ ہے کہ تعصب کا رد نہ مل زمین نے اسی ہزار عربی قلمی کتابیں گرتی تھیں اسکندریہ کے میدانوں میں ہمارے دلی آگ کے شعلوں کے حوالے کر دی تھیں۔ (دیکھو کالف بی ٹوئن مسائیس (ہیڈنڈی) حیدر الکفر)

دوہم۔ اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا۔ اسلامی بادشاہوں۔ اور عوام اسلام کا کام ہوتا۔ تو یونانی فلسفہ۔ یونانی طب۔ یونانی۔ یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔

سیوہم۔ اگر کتابوں کا جلانا۔ اسلامی لوگ اختیار کرتے تو ضرور تھا۔ کہ کذب پر امین۔ اپنے ملک سے کوئی نظیر دیتے۔ اور انہیں اسکندریہ میں سمندر پار بھجانا پڑتا۔ چہارم۔ سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندستان میں سلطنت کی۔ اور اس عرصہ میں۔ بھاگوٹ۔ رامائن۔ گیتا۔ مہا بھارت۔ اور انکے مثل۔ لنگ۔ پران۔ مارکنڈی۔ مشہور کتابیں جو آج تک مذہبی کتابیں۔ اور مقدس پشتک یقین کیجاتی ہیں کیسے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہنچی بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔ پس تعجب آتا ہے کہ۔ کان ہندوؤں نے کیونکر سمجھ لیا کہ مسلمان انکی پشتکوں کو جلاتے ہیں۔ انصاف سے سوچو۔

پہنجم۔ یاد رکھو۔ ہم ایک الزامی جواب دیتے ہیں۔ اگرچہ الزامی جواب بعض لوگ پسند نہیں کرتے۔ مگر ہم سئلے ایسا جواب پسند کرتے ہیں کہ اس قسم کے جواب سے راستی پسند مخاطب کا دل خود ہی اندرونی جواب کا طالب ہوتا ہے۔ اور حقیقی جواب ایسی حالت میں زیادہ تر موثر بنتا ہے۔ اس الزامی جواب میں پہلے ہم عیسائیوں کو لیتے ہیں جو اس اعتراض کے پہلے بانی ہیں اور کذب براہین نے انہیں کے اخبار روزا نشان۔ نمبری ۲۱۔ جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۲۔ مئی ۱۸۵۷ء سے یہ سوال اخذ کیا ہے۔ اور اسوقت الزامی جواب کی خوبی پر انکو مستی ۷ باب ۱۔ ۵۔ لوکا ۶ باب ۳۷۔ یاد دلاتے ہیں اور پھر عرض کرتے ہیں کہ وہ اعمال ۱۹ باب ۱۸۔ ۲۰ میں ملاحظہ

فرمائیں کہ اسمین کیا لکھا ہے۔

۱۰۔ اور بہتہ یون نے انہیں سے جو ایمان لائے تھے اُن کے اپنے کاموں کا اقرار کیا۔ اور بہتہ یون نے جو جادوگر تھے۔ اپنی کتاب میں لکھی کر کے سب لوگوں کے آگے جلادین۔ اور انکی قیمت کا حساب کیا۔ تو پچاس ہزار روپیہ ثابت ہوئیں۔ یہی طرح خداوند کریم کا کلام ہو گیا۔ اور غالب ہوا۔

اب اس تعلیم پر جو علی کارروایاں ہوئیں وہ سنئے۔ اور یہہ ہی یاد رہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ میں مذہبی کتابیں نہ تھیں۔ جو صہل مجال اعتراض میں۔

کتاب دالمن مطبوعہ ۱۸۷۸ء جلد سوم میں ہے۔

جب وکلف کے ترجمہ جلانے کا حکم ہوا تو ۱۸۷۸ء میں ایک کتاب ٹیکو نے تصنیف کی اور ۱۸۷۸ء میں کوئٹہ منعقد ہوئی جسکے حکم سے وکلف کی ٹڈیاں قبر سے نکال کر جلای گئیں۔

۱۸۷۸ء میں کارڈنل ولسی اور شپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹڈیل کا ترجمہ نہ پڑھا جاوے۔ اور اس مضمون کے شہتہار اپنے علاقہ میں جاری کئے کہ کوئٹہ کے بعض پیر یون نے ترجمہ فط کیا ہے۔ اور خدا کے کلام کو جو ٹی ترجموں اور الحادی حاشیوں سے خراب کیا ہے اسلئے وہ ترجمے جس جس کے پاس ہوں میں من کے عرصہ میں خبرل دایک کر کے پاس حاضر کرے ورنہ کلیسیا سے نکالا جائیگا اور بھٹی

نوٹ۔ جادوگری کو کہا گیا جو۔ پادری کلارک آئہ ۱۹ کے نیچے کہتے ہیں۔ دنیا میں ہزار کتابیں نفسانی اور شیطانی معنی ہیں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں عقائد و عقائد پر یون۔ مثلاً آئہ ۱۹ سے متعرون کی کتابیں۔ کوک شاستہ کی کتابیں یا جو شے تھیں۔ کہا گیا جو شہود ایک ہیں۔ اور وہ افسانے اور قصے جو لوگوں نے بڑے مطلب پر تیار کئے ہیں۔

پھر رابرٹ کلارک تفسیر اعمال۔ ۱۳ باب ۸ درس کی تفسیر میں کہتے ہیں۔
مشابہ و عجوبہ۔ جادوگر کہتے ہیں۔ (۱۲-۱) میں جو لفظ جو کسی لکھا ہے وہ لفظ اور یہ لفظ ایک ہی ہے پھر کہا کہ تورات میں لکھا ہے کہ یاریم یوس بزرگ۔ یوس۔ کلاس۔ جو یوس۔ طبر یوس شہنشاہ یہہ کے سب اپنی لیسے سا جادوگر کو کہتے تھے۔ اور یوس شہنشاہ فرانس جو اپنی رائے میں ہی اسے نام دین ہی اسے ساتھ جادوگر رکھتا تھا۔ حال کے ۱۳ باب ۶ درس کے تفسیر میں کہا ہے رومی لوگ جادوگر کو بہت جانتے تھے اور انہیں تنگوں و فاقہ دیدار کرتے تھے۔ جیسے موت ہندوؤں میں ہوتا ہے۔ اور بعضی سلمان بھی تونڈ گندھی۔ اور ڈال۔ اور فال کشائی۔ اور ٹوٹے کر کے بنیاد پر کلارک تفسیر اعمال ۱۹ باب ۲۰ درس میں کہتے ہیں۔ پس یہہ ہی ہیں جادوگر کی کلام کے غلبہ سے بلکہ یون اور جادوگر کا عقائد و فلسفے نکل گیا۔ بطلان صحت گیا۔ کلام صدق پس لکھا گیا۔

کہلا دے گا۔ اور اس سال ٹونسل شپ لنڈن اور ٹامس مور نے تمام نو خرید کر کے بلی کر اس میں جلا دیئے۔

پہرہ ۱۵۲۹ء میں نیکو خیر سار میں علانیہ جلا دیئے گئے۔

جب ۱۵۳۰ء میں ٹنڈیل نے اسپر نظر ثانی کر کے دوبارہ چھپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی اشاعت کی تو لنڈن شپ نے سناٹے کرنے والوں کی تشہیر کی اور ایک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو روپیہ چھ آنہ آٹھ پائی جرمانہ کیا۔

پہرہ ۱۵۳۵ء میں ہنری ہشتم شاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا۔ کہ ٹنڈیل اور کورڈیل کے ترجمے اور تفسیر وہ کتابیں جنکے پارلیمنٹ اجازت نہیں دیں۔ اور نفرت اور وکلف کی کتابیں نہ پڑھیں اور جادین۔ اور انکی اور کلیسا کے افسروں کو دیکھا دین کہ وہ جلا دی جادین۔

پہرہ ۱۵۳۵ء میں نماز کی کتاب مع انجیل جلائی گئی۔

پہرہ ۱۵۳۵ء میں ہشت ہزار چار سو روپیہ کی کتابیں کھین نہ پڑھیں جادین اور نہ کوئی انہیں پاس کہوگا۔ یہ پاک عیسائیوں کی کاروبار ہاں تھیں جو انہوں نے خلاف مذہب تحریکات اور کتب کی اشاعت کی ابتدا دین جاری رکھیں۔ اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیا رتھ پرکاش مطبعہ باراول کے صفحہ ۱۹۱۶ اور ۲۱۶ و ۳۱۲ کے دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں جو انکے والقدس گوردیانند صاحب کی تصنیف سے ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیدادی سٹیشنوں کا پریت پرچار کرے۔ اور جو کوئی جال پستک چپے۔ واپس ہے۔ پڑتا دے۔ اسکو راجہ شریچند تک ڈنڈ دیو ہے۔ جسے کہ کوئی دیکھیا جال پستک نہ چھوگا۔ ستیا رتھ پرکاش صفحہ ۱۹۲۔

اور صفحہ نمبر ۲۱۵۔ میں دیانند جی نے لکھا ہے۔

بیکاس رتھ شہ اکادشی۔ بہاگوت ادکون کی کہتا کرنے والے اور مندر وں کے پوجاری

اور شہنشاہ والے۔ ہیراگی۔ ستنیو۔ بام مارگی اوک پیٹت مہاتا۔ اور سدہ یہ تو اوپر سے
 بنے رہتے ہیں پرنتو انکو سب جگت کے ٹنگنے والا جانتا۔ ہیں۔ اور یہ سب یرسد جو پرین
 انکو ڈنڈ سے راجہ اپدیش کر دے۔ ایسا ڈنڈ دے کہ کوئی اس پر کاٹ نہ سکے۔ پر جابین نہ رہنے پاوے۔
 تب ہی راجہ اور پر جاکی انتی ہوگی۔ انتہا نہیں کیا۔

پہرستیار تہہ پرکاشن میں۔ آریہ ورتی مذاہب کی کارروائی صفحہ ۳۱۲ میں لکھی ہے
 اور جو بیداد کون کے پستک کو پایا اور پورب کے آتی مانسون کا انکا پرایا ناش کر دیا
 جسے کہ انکو پورب اوستھا کا سمرن ہی نہ ہے۔

پہر جینیو کا راج اس پیش میں انیت جم گیا۔ تب جین بھی بڑے ادا مان میں ہو گئے اور
 کو کرم انیا ہی کرنے لگے۔

الزامی جوابات پر نظر ڈالنے کے واسطے جو تکلیف دی گئی تھی اس تکلیف کو اب ہم زیادہ
 کرنا نہیں چاہتے اور انصاف پسند طبائع کو اب اسی طرف مائل کرتے ہیں کہ وہ سکندریہ
 کے کتب خانہ کا مال ملاحظہ فرمائیں۔

مصر کے جغرافیہ میں جب کو فکرتی نے لکھا ہے۔ یون آیا ہے۔

اختر وقت۔ کتب خانہ بطلیموس الاول۔ فی عہد پولیس قیصر الرومان بان۔ عند محاصرہ پولیس

بالا سکندریہ۔ رست الاعداء الاستیلاء علی سفینہ۔ فافر م فیہا النار۔ لہتے۔

مقال

الظنون الرومانی۔ اہدی الی المسکتہ کیلو سطرہ سن کتب خانہ برجام ۳۰۰ الف او

۳۰۰ الف کتب۔

فاصا بہا الحرائق مرتین بواسطہ الدیانتہ العصرانیۃ لالہ انتہا عجیۃ الاوتان فی مدۃ حکم

علاوہ برین

اہل اسلام بے سند بات کو پرانے زمانہ کی باتوں سے قابل اعتبار نہیں سمجھتے
مخالفوں کو ضرور ہے کہ اسکا پورا ثبوت دیں۔

آپ بمقابلہ ڈاکٹر لائیٹر کی بے سند بات کے مشہور اور یورپ والوں کے
نزدیک محقق سٹورین گین صاحب کے فٹ نوٹوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

تاریخ گین صفحہ نمبر ۶۶- باب ۵۱- جلد نمبر ۶

اول۔ یہود یا عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے نہ جلانے کی دلیل یہ ہے کہ اہل اسلام
خدا کے نام کی بہت عزت کرتے ہیں اور انکی کتابوں کو وہ کتب الہیہ مانتے ہیں جیسا
کہ صفحہ نمبر ۳۲ جلد ۶ میں ذکر ہے۔ دیکھو مکتوبات فریفتش

دوم۔ اسکندر یہ مین دو کتب خانہ تھے۔ ایک برصغیر کا کتب خانہ جو گلیس کے
عہد حکومت میں ۶۳۰ء میں جلایا گیا تھا جیسا گین باب ۱۰- جلد ۱ صفحہ ۷۴ میں
ہے۔ دوسرے کا نام سیریمیم کا کتب خانہ تھا۔ جسکے نصیب میں اسی وصیت کا سامنا
ہوا جو پہلے کتب خانہ کو ہوا۔ یعنی تھو پالیس کے جو رجھا سے تباہ کیا گیا جسکا باب ۲۸
میں ذکر ہو چکا ہے۔ اور جہاں حوالہ گین اس موقع پر دیتا ہے۔ یہہ بیش قیمت ذخیرے
دوسو پچاس برس پہلے حضرت عمر رض کے حملہ کے تباہ ہو چکے تھے۔ اور اس وقفہ کے
عرصہ میں کوئی تو اس بچ کسی بادشاہ محب وطن یا کسی عالم کا پتہ نہیں لگا سکتی
جسکو ان کتب خانوں کے پورا کر نیکی خواہش ہوئی ہو۔ یا جسکے پاس وسائل
انکے پورا کرنے کے ہوں۔ ابوالفرغیس کا افسانہ اسقدر مشہور نہو جاتا۔ اگر تھے

یہ عرض ہوتی۔ کہ روم کے وحشی فتح یا بون کو اس بات کا الزام دیا جاوے۔
کہ انہوں نے دنیا میں علمی تاریکی پھیلانے کی کوشش کی۔

گبن صفحہ نمبر ۲۸۸ جلد نمبر ۲۸ باب ۲۸

تھیوڈاسس کے زمانہ (۳۷۸-۳۹۵) میں جب اسکندریہ کے ہونکی تباہی کا حکم
نافذ کیا گیا تو عیسائیوں نے بڑی خوشی اور خوشی کے نعرے بلند کئے اور پرنسپل
پیگنس نے جنگی تندی کے باعث یہ جملہ ہوا تھا۔ جلدی شکست کھائی۔ اور کچھ بھاگ
اور کچھ چھپ گئے۔

تھوفیس نے اگے قدم بڑھایا تو کسیر پپس کے مندر کو تباہ کرے۔ اور بجز اس کے
کوئی شکل اسے سدراہ نہ ہوئی کہ وہ ان کی بڑی بڑی اشیاء جو مقدار اور وزن میں
بہاری تھیں۔ دشوار رکاوٹیں معلوم ہوئیں۔ اور مجبوراً اسے ان بناؤں کو چھوڑ کر
اس بات پر فطاعت کرنی پڑی۔ کہ اس مندر توڑ کر ایک تو وہ خاکستر بنایا۔ اور سکی ایک
حصہ پر تھوڑی دیر بعد ایک گرجا تعمیر کیا۔ تو کسیر پپس کی یون کی یادگار رہے۔
قیمتی کتب خانہ اسکندریہ کا تباہ اور برباد کیا گیا اور قریباً بیس سال بعد خالی
الماریان ایسے نظارہ کنندہ ان کے غم و غصہ کو بڑھاتی تھیں۔ جبکہ دل مذہبی نقصان
سے بالکل سیاح نہوا ہو۔

پرانے عقلا کی تصانیف جنہیں سے بہت تباہ ہو گئیں یقیناً بعض ان میں سے
بہت پرستی کے زمانہ کی تباہی سے بچ گئے ہونگے۔ تاکہ آئندہ نسلیں ان سے فائدہ
اٹھاویں۔ اور ان کے مطالعہ سے اپنے دلوں کو خوش کریں۔

پہر گبن صفحہ ۲۸۸ باب ۱۰ جلد ۱ میں اسکندریہ کی آبادی اور اس کا تحلیل و تقدر

تجارت گاہ ہونا بیان کر نیکیے بعد کہتے ہیں کہ اس میں مختلف قوموں کے آدمی آباد ہیں۔
 آخر انہیں ایسا عام فساد ہوا کہ بارہ برس تک قائم رہا۔ پھر لڑائی سیول اور فیری
 آدمیوں میں ایک جوتے سے شروع ہوئی۔ اس تباہ شدہ شہر کے بعض حصوں
 میں باہم خط و کتابت اور آمد و رفت کا سلسلہ قطع ہو گیا۔ اور ہر ایک کو چہ خون
 سے پر ہو گیا۔ اور اسکی عمارتیں ڈھائی گئیں حتیٰ کہ اسکا بہت حصہ تباہ ہو گیا۔
 وسیع اور شاندار مسجدیں و حسین کا معبد دیگر محلوں اور عجائب خانوں اور بادشاہوں
 اور فلاسفوں کے مکانات تباہ ہو گیا۔ اور اسکے بعد قریباً ایک سو برس تک
 ویران پڑا۔ بلکہ اب بھی اسکی حالت ایسی ہے۔

مکذّب صفحہ نمبر ۸۱۔ ”مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گزارش ہے کہ آدم و حم و
 و شیطان۔ و موسیٰ۔ و نوح۔ و ابراہیم۔ و یوسف۔ و خضر۔ و یعقوب۔ و لوط
 و لقمان۔ و سکندر۔ و اصحاب کہف۔ و یاجوج۔ و ماجوج۔ و عمران۔ و ذکر یا۔
 و عیسیٰ۔ و مریم۔ و محمد صاحب کے خانگی امور و جنگ و جہاد و سامری۔
 و یونس۔ و یحییٰ۔ و دوزخ۔ و بہشت۔ کی ہر ون کا حال و تصور۔ غلمان۔
 و خیرات و کلوۃ۔ و حج و احرام و سنگ اسود۔ و نکاح۔ و مناع۔ و حلال۔
 و حرام۔ و قربانی وغیرہ کے قصہ و کہانی نکال کر باقی کو سارے بھائیو! اگر آپ انصاف
 سے مطالعہ فرماویں گے تو بخوبی جان جا دیں گے کہ کس قدر اہل تعلیم باقی ہیں۔“

مصدق۔ اس سمجھدار کو اتنی بھی خبر نہیں۔ کہ حرام و حلال کی بحث اور
 شہادت اور زکوۃ کا حکم قصہ کہانیوں میں داخل ہے۔ یا سچی تعلیمات میں؟ پہر بھی
 خبر نہیں کہ ان پاک قصوں میں کس قدر صدائیں بہری ہوئی ہیں۔ بہر حال ان

قصہ کہانیوں کے سوا جو کچھ صدائیں ادا کیا گیا قرآن کریم میں ہیں۔ انکو لئے کئی مجلد ہی کفایت نہیں کر سکتیں۔ اس لئے کہ قرآن کریم ان تمام حقہ تعلیمات و علوم کا مجموعہ ہے۔ جنکی ضرورت ہو کو لاحق ہے۔ یا ہو گی۔ کیا ہی سچ کہا جس نے کہا۔ جميع العلم في القرآن لاكن تفاسير عند افهام الرجال۔ گریبان جہند اس کتاب میں گنجائش ہو سکتی ہے نہایت مختصر گزارش کرتے ہیں تفصیل کے واسطے احکام القرآن حضرت پیر مرشد مجدد الوقت میرزا غلام احمد صاحب کی اور اقتباس انوار شیخ محمد عبید اللہ صاحب۔ اور جواہر صمد جناب عبد الصمد بیٹا م محمدی۔ سید محمد علی۔ نیل المرام نواز صاحب وغیرہ دیکھنے چاہئے ان مضامین بالا کے سوا جو کچھ کذب نے بیان کیا۔ قرآن کریم میں اس قسم کے مضامین ہیں۔

اول۔ باری تعالیٰ کی ہستی اور اسکی توحید کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

| | |
|--|---|
| <p>قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ</p> | <p>او مخاطب تو کہہ دے۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ خود بخود موجود جبکہ نام ہے اللہ پوجنے کے لائق۔ فرمانبرداری کا مستحق۔ وہ ایک ہے۔ اپنی ذات میں کیلئے۔ صفات میں بے ہمتا۔ ترکیب و تعداد سے پاک۔ اللہ جبکہ نام ہے۔ وہ اصل مطلب مقصود بالذات ہر کمال میں بڑا ہوا۔ جسکے اندر نہ کچھ جاوے۔ کہ کھانے پینے وغیرہ کا</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>محتاج ہونا اسکے اندر سے کچھ لکھے کہ سید کا باپ بتے پس نہ وہ سید کا باپ اور نہ سید کا بیٹا۔ اسکے وجود میں اسکے بقا میں اسکی ذات میں اسکی صفات میں کوئی بھی اسکے جوڑ کا نہیں +</p> | |
| <p>تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے۔ جسے اللہ کہتے ہیں ہر ایک کا وہ صفت سے موصوف ہر ایک برائی سے پاک۔ بن مانگے احسانات کریں والا۔ مانگنے والوں کے سوال و محنت پر عنایت فرما۔ اس اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہیں +</p> | <p>وَاللَّهُ كُفُّوا إِلَهُ وَاحِدٌ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ پ ۳ - س تفر - ر ۱۹ -</p> |
| <p>لوگوں کو ایک اللہ کی پوجا کے سوا کسیکی پوجا کا حکم نہیں۔ ایک ہی معبود ایک ہی پورن پوختی کے بنا کوئی پرستش و عبادت فرمانبرداری کے لائق نہیں +</p> | <p>وَمَا أُهْرُوا إِلَّا لِعِبَادَتِهِ إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ پ ۱۰ - س توبہ - ر ۵ -</p> |
| <p>دوم۔ باری تعالیٰ کے وجود اور توحید پر دلائل</p> | |
| <p>بے شک۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں کہ دولوں میں کس قدر مختلف القوے اشیا موجود ہیں اور پھر ان میں کیسا باہمی تعلق ہے۔ مگر کس قدر وقت فوقتاً ضرورتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ پہر</p> | <p>إِنِّي فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ النَّجْلِ وَالنَّهَارِ وَاللَّيْلِ الَّتِي تَخْرُجُ فِي الْبَحْرِ</p> |

| | |
|---|--|
| <p>اور زمین میں کتنا سامان تمہاری ضرورتوں کے علاوہ تمہاری راحت کے واسطے ہی موجود ہے۔ اور رات و دن کے اختلاف میں کہ سطح دونوں اہل البلد میں باہم اختلاف کہ ہر ایک دوسرے کے پیچھے موجود ہے۔ اور عرض بلد میں باہم اختلاف کہ کم</p> | <p>يَا يَنْفَعُ الْكَاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ</p> |
| <p>وزیادہ موجود رہتے ہیں۔ اور ان جہازوں میں جو لوگوں کے لئے ہر قسم کے منافع کے واسطے سمندر میں تپے تپے پانیوں پر بڑے بڑے جہازوں کے ساتھ دوڑ رہے ہیں۔ اور اسپین کہ اللہ تعالیٰ</p> | <p>وَتَصْرِيفِ الزُّلُمِ وَالسَّحَابِ الْمُسْتَخْرِجِينَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَتْلُوهُمْ يَعْقِلُونَ پ ۲۔ سن تھو۔ ر ۴۔</p> |
| <p>ویران و غیر آباد زمینوں کو اس پانی سے آباد کرتا ہے۔ جسکو وہ آپ بادلوں سے اتارتا ہے۔ اور اسپین کہ پینے کے لئے پانی کہاں لے کیلئے کہاں لے۔ غرض اسماؤں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کی روشنی و اندھیری اور بادلوں کی بارش کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہی زمین میں ہر قسم کے جہازوں کو پیدا کیا۔ اور جہازوں کے ادھر ادھر پہرے زمین کہ کہیں ان میں کوئی حیوانات و نباتات کی زندگی کا باعث ہیں۔ کہیں خون کے صاف کرنے اور پیسے اجڑا کے نکالنے میں مددگار کہیں جہازوں</p> | |

اور کشتیوں کے لیجانے میں مفت کے مزدور کہیں
 بادلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے میں
 فرمانبردار۔ کہیں ضرورت کے موافق ذرات کو جمع
 کر دیں۔ کہیں صفائی میں مدد دیں۔ اور بادلوں میں
 جو آسمان وزمین کے درمیان اللہ تعالیٰ کے قبضہ
 حکم میں مسخر ہو رہے ہیں۔ ضرور ہی ان باتوں میں
 اللہ تعالیٰ کی ہستی اسکی بیکتا می اسکی کاملہ صفات
 حکمت۔ قدرت۔ علم۔ رحم وغیرہ وغیرہ کے نشان
 ہیں۔ مگر صرف اس قوم کے واسطے جو عقل سلیم رکھتے
 ہیں۔

سوم نہایت بظلم اور ایمانی جس نے دنیا میں جہالت اور اختلاف تو بہت
 کو پیدا یا وہی جس کو شرک کہتے ہیں قرآن کریم نے اس کی ابطال کیا

﴿وَلَا يَغْفِرُ اللَّهُ شُرْكَ بِهِ﴾ جان لو جس کا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک
 ﴿وَلَا يَغْفِرُ مَا دُونِ ذَلِكَ لِمَنْ﴾ کمال صفت سے موصوف وہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشتی گا۔
 ﴿يُشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ﴾ کہ اسکا کوئی شریک ٹھرایا جاوے۔ ذات میں اسکا
 ﴿أَفْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ سمجھا یا صفات میں اس کے ہم بدل خیال کیا جاوے یا کسی
 ﴿بِئْسَ مَا تَشَاءُ﴾ عبادت میں کسی کو اسکا سا جی بنا یا جاوے اور شرک
 کے نیچے کے گناہ۔ تکرار ذکر و دعا۔ جس کے لئے اپنے

| | |
|--|--|
| <p>رحم سے چاہے۔ جنے کوئی شرک کیا اسنے بڑی بھاری ہدی کا طوفان باندھا۔</p> | |
| <p>جان کو جبکا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک کامل صفت سے موصوف وہ چھ گناہ تو کبھی بخشی گا کہ اسکا کوئی شریک ٹھہرایا جاوے۔ ذات میں اسکا ہمتا سمجھا یا صفات میں اسکے ہم پلہ خیال کیا جاوے یا کسی عبادت میں کسی کو اسکا سا جہی بنائے اور شرک سے نیچے کے گناہ اسکو عفو کر دے گا جبکہ لئے اپنے رحم سے چاہے۔ جس نے کوئی شرک کیا وہ راہ حق سے بہک کر کہین درد جا بڑھا۔</p> | <p>إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ پ ۵۔ سن سناء ۱۸</p> |
| <p>بات یہ ہے کہ جنے کسی چیز کو کسی پہلو پر ہی خدا کا شریک بنا یا۔ اسپر اس معبود نے جو ہر ایک برائی سے پاک اور ہر ایک کامل صفت سے موصوف ہے سچے آرام گاہ کو جبکا نام محبت ہے۔ اسپر حرام کر دیا۔ اور ایسے بدکار کا بھکانا۔ وہ آگ ہے جسے دوزخ کہتے ہیں۔ ان ظالموں کا جو زرق کسی کا کہاتے ہیں۔ اور فرمانبرداری کسے دوسرے کی کرتے ہیں مخلوق کسی کی مہین اور مطیع کسی کی جزا سزا کے واسطے حاضر کسی کے پاس ہونا ہے حساب کتاب</p> | <p>لَئِنَّ مَنْ كُفِّرْكَ يَا اللَّهُ فَقَدْ حَرَّمَ مَا اللَّهُ عَلَيْهِ الْحَبَّةُ وَمَا وَبِهِ السَّكَارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنَ النَّصَارِ پ ۶۔ سن المائدہ ۱۰</p> |

| | |
|--|---|
| <p>کھینچ لینا ہے۔ اور فرما ہر دار کسی کے بندے ہیں کوئی بھی عامی ہنوگا۔</p> | |
| <p>اگر زمین و آسمان میں ایک معبود برحق کا ملہ صفات سے موصوف اور بُرا یوں سے پاک ذات اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور معبود بنائے جاویں۔ تو آسمان زمین ایسی بڑی خوابی پڑے کہ دونوں میں تباہی آجاوے۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ جس قوم میں شرک پھیلنا ہے وہ قوم جاہل۔ دہم پرست۔ سچے علوم سے محروم فسادوں۔ و کونسلوں میں مبتلا ہو کر آخر پوٹ میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔</p> | <p>لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَقَسَدَ تَا - پ ۱۷ - س ۱۸ - ر ۲</p> |
| <p>تمام وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں انسان کے قابو میں ہو کر انسان کے مفت مزدور اور انسان کے خادم ہیں۔</p> | <p>سَخَّرَ لَكُمْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ پ ۲۵ - س ۲۶ - ر ۲</p> |
| <p>چہارم تمام مخلوق و شیا جو انسانی نوع کی واسطے بے مزدوری مزدور ہیں۔ اور مزدوروں کو اپنا معبود بنانا اس طرح باطل کیا</p> | |
| <p>پس درست کہہ۔ مخاطب اپنے آپ کو سچے دین پر۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان سب سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جُہک جاوے</p> | <p>فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَّرَ النَّاسَ عَلَيْهَا</p> |

لا تَبْدِيْهِ بَلْ لِّخَلْقِ اللّٰهِ
ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیْمُ
پ ۲۱- س دوم- ر ۳۰-
اور تمام اقوال و افعال حرکات و سکنات اسکی محبت سے
صادر ہوں۔ یہی الہی فطرۃ کے مطابق بات ہے جس پر
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ الہی اذازہ کو بدلانا
سچا ہے۔ یہی پکا اور ٹھیک دین ہے۔

پنجم اللہ تعالیٰ کے کاملہ صفات کا بیان

اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْكَلِيْمُ
الْقَيُّوْمُ ۝ لَا تَاْخُذُهٗ
سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَّهٗ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا
لِیَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا
یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ
اِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَ سِعَ
كُرْسِیُّهٗ السَّمٰوٰتِ
وَ الْاَرْضِ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ
حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ

ہر ایک عیب سے پاک تمام صفات کاملہ کے ساتھ موصوف
جسکا نام ہے اللہ اسکے بغیر کوئی بھی پرستش و
فرمانبرداری کا مستحق نہیں۔ دائم اور باقی تمام موجودات
کا مدبر اور حافظ جسکو کبھی سستی اور نگلہ اور نیند نہ ہو۔
اسی کے تصرف اور ملک اور خلق میں ہیں۔ یہاں
وزین میں اسی کی ہستی اور کیتائی کو ثابت کرتے ہیں
کوئی بھی نہیں کہ اسکی کبریائی عظمت کے باعث
اس پاک ذات کی پروا نگلی کے سوا۔ کسی کی سپارش
بھی کر سکے۔ پس کسیکو مقابلہ و حمایت کی تو کیا
سکت ہوگی۔ وہ جانتا ہے تمام جو کچھ آگے ہوگا۔ اور
جو کچھ گزر چکا ہے۔ موجودات کی نسبت کیا کہنا ہے
کوئی بھی اسکو علم سے کسی چیز کا اسکی مشیت کے
سوا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اسکا کامل علم آسمانوں اور

| | |
|--|---|
| <p>زمینوں پر حاوی ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت سے کبھی نہیں ہٹتا۔ وہ شریک اور جوڑ سے بلند ہے۔</p> | <p>الْعَظِيمُ پ ۳- سن بقرہ - ۲۵</p> |
| <p>وہ ذات پاک جس کا نام ہے اللہ تمام صفات کاملہ سے موصوف تمام برائیوں سے پاک وہی جسکے سوا کوئی بھی پرستش و فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ اپنی ذات کو جو تمام غیبوں کا غیب ہے۔ آپ ہی جانتا ہے۔ تمام ان اشیاء کو جو موجود ہو کر فنا ہو گئیں۔ یا اب تک اپنی پیداہی نہیں ہوئیں صرف اسکے علم میں ہی ہیں۔ اور تمام موجودات کو جانتا ہے وہ رحمان برون بھلون سب کو روزی رسان۔ بن مانگے فضل کرنیوالا۔ وہ رحیم جو بھلون کو اپنے فضل و رحم سے بخشے۔ اور کسی سوال و محنت کو ضائع نہ کرے۔ وہی اللہ جسکو سوا کوئی دوسرا پرستش و فرمانبرداری کے لائق نہیں الملک پورا ملک اشیا کی خلق و بقا پر القُدوس تمام ان اسباب عیوب سے پاک جسکو حس دریافت کر سکے یا خیال تصور کرے یا وہم اس طرف جاسکے۔ یا قلبی قوسی سمجھ سکیں۔ السلام تمام عیوب سے مبرا سلامتی کا دینے والا۔ المؤمن امن کا بخشنے والا۔</p> | <p>هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ</p> |

| | |
|--|--|
| <p>اپنے کمالات و توحید پر دلائل قائم کرنے والا الہیہین سب کے اعمال کا واقف سب کا محافظ۔ العزیز بے نظیر سب پر غالب۔ ذرہ ذرہ پر تصرف الجبار سوار نے والا ہمارے بگاڑوں پر اصلاح کے سامان پیدا کرنے والا اصلاح کی توفیق دینے والا المتکبر تمام مخلوقی عیوب اور مخلوق کے اوصاف سے مبرا۔ تمام چوٹوں بڑوں آسمانی اور زمینی شریک اور سا جہی سے اسکی پاک ذات بلند۔ ہو۔ وہ خود بخود موجود جس کا نام ہے اللہ الخالق۔ ہر ایک چیز کا کامل حکمت کے ساتھ اندازہ کرنے والا۔ الباری۔ ہر ایک چیز کو اسکے اندازہ کے مطابق بے نقص و تفاوت ظاہر کرنے والا۔ المصور اسی اندازہ اور عمدگی سے صورتوں اور شکلوں کا عطا کرنے والا۔ اسی کے ایسے نام ہیں کہ تمام خوبیوں پر شامل ہوں۔ اسی کی تسبیحیں کرتی اور اسکی پاک اور کامل ترین ہستی کو تمام وہ چیزیں جو آسمان وزمین میں ہیں ثابت کرتی ہیں وہ غالب جسکے تمام کام حکمتوں پر مبنی ہیں</p> | <p>الْهَيْتَمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ</p> |
|--|--|

ششم الہی عبادت کی تاکید

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ
فرما بزرگوار۔ عبادت کرنے والے۔ اللہ کے ہو۔ اور

| | |
|--|--|
| شَیْئًا - پ ۵۔ س ساء۔ ۴۔ شریک نہ بناؤ۔ | کسی چیز کو کچھ ہی ہوا اسکا کسی امر میں ساجھی اور |
| فَاذْعُوا لِلّٰهِ مَخْلَصِينَ لَهُ الَّذِينَ وَكُفِّرُوا الْكَاۤفِرُونَ - پ ۵۔ س مومن۔ ۲۔ | اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ اسکی عبادت میں اخلاص سے کاؤ اور دین کے قبول کرنے میں ظاہر و باطن میں دھ سو کہہ میں۔ غرض کسی حالت میں ہوا اللہ تعالیٰ کے سوا کسیکے ساتھ تمہارا تعلق نہ ہو اگر منکر برائے خدا تو پڑے منادین۔ |

بہتم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دلیل بیان فرمائی

| | |
|---|--|
| يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَاخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ آدَادًا ۖ أَنتُمْ | سنو! او لوگو!۔ فرمانبرداری کرو اپنے اس معن برائی کی جس نے تمکو اور تم پہلے کو خلق کیا۔ اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ دکھوں سے بچ رہو گے۔ وہ تمہارا مربی اور خالق وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی گول پہر آرا مگاہ بنایا۔ اور آسمان کو ایسا کر دیا۔ کہ وہ زمین کے قیام کا باعث ہو رہا ہے۔ اور جہان دیکھو وہ پہا ر زمین کے لئے نیو ہے۔ وہی جس نے بادلوں سے ایسا پانی اتارا جسے تمہارے کھانے کے واسطے رنگ بزم کے پھل نکالے۔ ایسے معن۔ مربی۔ کامل صفات کے جامع کا کسیکو کسی امر میں شریک نہ بناؤ۔ |
|---|--|

| | |
|---|---------------|
| اور تم جانتے ہو تمہارے انسانی عمدہ قوسے میں اتنا تو | تَعْمَلُونَ |
| رکھ ہی دیا ہے۔ کہ ایسا محسن مرتبی۔ کامل فرمانبرداری | پ ۱۔ س بقہ۔ ۳ |
| اور عبادت کا مستحق ہے پس اپنے قوسے کو بیکار نہ کرو۔ | |

ہشتم اخلاق فاصلہ کی تعلیم دی

| | |
|--|--|
| پسندیدہ باتیں یہی تو نہیں۔ کہ مشرق اور مغرب | لَيْسَ إِلَٰهًا أَنْتَ لَوْ |
| کی طرف موہ نہ کر کے نماز پڑھ لی۔ نیکی اور عمدہ بات | فُجِّرْهُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ |
| تو اس شخص کی ہے جس نے دل سے مانا زبان سے | وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْإِلَٰهَ |
| اقرار کیا۔ اور اپنے کاموں سے کر دکھایا۔ کہ وہ تہ | مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ |
| کو مانتا حیرا۔ و سنرا کے دہنہ یقین رکھتا ہے۔ | الْآخِرَةِ الْمَلِكُ كَرِهَ |
| ملا مکہ اور اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب۔ اور سچے | وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ |
| نبیوں پر اس کے اعتقاد لایا ہے۔ اور بائیکہ | وَأَتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ |
| اسے خود حاجت و ضرورت سے۔ اور زندگی کا | ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ |
| امیدوار ہے۔ مگر اپنے مال سے رشتہ داروں کی | وَالْمَسَاكِينَ وَأَبْنِ السَّبِيلِ |
| خبر گیری کرتا ہے۔ اور یتیموں مسکینوں اور | وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ |
| مسافروں۔ سائل کی پرورش۔ غلاموں | وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى |
| کے آزاد کرنے میں مال کو خرچ کرے۔ عبادت | الزَّكَاةَ وَالْمَوْفُونَ |
| و نمازوں کو ٹھیک درست رکھے۔ اپنے مال | يَعْمَلُونَ مِنْهُمَا ذَا عَالَمًا هَدًى |
| سے منقری حصہ جسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ ادا کرتا رہے | وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ |

الذَّلٰلِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ
 رَبِّ احْمِلْهُمْ اَكْبَارَ سَيِّئِهِمْ
 صَغِيرًا ۚ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ
 بِمَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۚ اِنْ
 تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ
 كُنْتُمْ لَلْاَوَّلِيْنَ عَفُوْرًا
 وَاٰيَةُ الْقُرْاٰنِ حَقُّهُ ۚ
 اَلَمْ يَكُنْ لَّيْلًا وَابْنُ السَّبِيْلِ
 وَلَا تَبْدِيْدٌ تَبْدِيْرًا اِلَّا
 اَلْمُبْدِيُّ يَرِىْهِ كَالْاَوْحَانِ
 الشَّيْطٰنِيْنَ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
 لِرَبِّهِ كَفُوْرًا
 وَاِمَّا تُعْرِضْنَ عَنْهُمْ
 اُبْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَبِّكَ
 تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا
 مِّسْوَرًا وَلَا يَجْعَلْ
 يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلَيْكَ
 عُنْفُكَ وَلَا تَنۡسُطْهَا
 عَلَ الْبَسِطِ فَتَقْعُدَ

نہیں۔ بلکہ صرف دلی محبت و پیار سے اس طرح کرنا۔ ج طرح
 پرندے اپنے بچوں کو پروں میں پرورش کئے لئے
 لیتے ہیں۔ اور خدا سے یوں دعائیں مانگنا۔ اچھ میرے
 ان سے اس طرح رحم کے سلوک کر ج طرح انہوں نے میرے
 لڑکپن میں پرورش فرمائی۔ غرض جیسے والدین
 تیرے لڑکپن میں تیرے ہمدرد تھے ایسا ہی تو انکے
 لئے ہو۔ سنو۔ مخاطبوا! تمہارا پرورش کرنے والا
 تمہارے دلون کے بھید جانتا ہے۔ پس وہاں
 رہا اور دکھلا واکام نہیں آتا۔ اگر بیج بچ کے نیک ہو۔
 تو وہ خدا ہمیشہ ہی اپنی طرف رجوع لایا ولون کو
 بخشنے والا ہے۔ او مخاطب!۔ ہر ایک رشتہ دار
 اور مسکین اور مسافر کو جو کچھ اسکا حق ہے دیدے۔
 اور اپنے نفسانی خواہشوں پر۔ فخر پر۔ اور بڑائی
 کے لئے۔ اور بے ایمانی کے کاموں میں۔ اموال کو
 ضائع مت کر۔ ناجائز طور پر مالون کو ضائع کر نیوالے
 شیاطین کے بہائی ہیں۔ اور شیطان تو ایسا ہے
 کہ جس نے اُسے پیدا کیا۔ اور جس نے اسکو پرورش
 کیا اسکا بھی منکر ہو گیا۔ اگر ان لوگوں کے دینے کو
 جنہیں دنیا ہے۔ تیرے پاس کچھ نہ ہو۔ اور تو ان میں سے

| | |
|--|--|
| <p>کہ غریب تجھے تیرا محسن رہ کچھ دیکھا۔ تو سر دست ان کو ایسا جواب دے۔ جسے انکو آرام ہو۔ اور انکی امید بڑھے۔ نہ ایسا بخیل کنجو جس بن۔ کہ گویا تیرے ہاتھ تیری گردن سے بند ہے ہیں۔ اور نہ اتنا فضول خرچ بن کہ کچھ بھی تیرے پاس نہ رہے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو تجھے ملامت لگے گی۔ اور تہکا ماندہ ہجایگا (بعض انسانوں کی حالت ایسی حالت ہوتی ہے۔ کہ محتاج کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ اور فضول کر بیٹھتے ہیں ایسوں کو مخاطب کر کے فرمایا) تیرے ب کی کی طرف سے ہو کہ کیکو دلتمند کرتا ہے۔ اور کیکو مفلس۔ تو کیوں گھبراتا ہے وہ حکیم اپنے بندوں سے واقف اور انکے حالات پر آگاہ ہے۔ اولوگو۔!۔ اپنی اولاد کو اسلئے تو قتل نہ کیا کرو۔ کہ ہم انکو کھانے کھلا دینگے۔ تم اور وہ ہمارے ہی زرق کھاتے ہیں۔ اور بات تو یہ ہے۔ کہ اولاد کا قتل کسی سبب سے کیوں نہ ہو بڑی بھاری غلطی اور بدی ہے۔ اور زنا کے تو نزدیک بھی مٹ جاؤ۔ یہہ بڑی بے حیائی۔ اور بری راہ ہے۔ اور ایسے شخص کو بیوہ قتل نکر جب کا قتل اللہ نے حرام فرمایا۔ جو کوئی بیوہ قتل کیا گیا اس مقتول کے وارث کو۔ پہنچے طاقت دی ہے۔ کہ</p> | <p>مَلُومًا مَحْسُومًا إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ إِمْلَاقٍ بَلْ مَنَئِن تَرَدُّوهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنْ قَتَلْتُمْ مَا كَانَ خَطِئًا عَظِيمًا وَلَا تَقْرَبُوا الرِّبَا إِنَّمَا كَانَ فَاحِشَةً مُّوَسَّاءً سَنِينًا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوِليِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يَسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالْيَقِينِ</p> |
|--|--|

هِيَ أَحْسَنُ حَتَّى يَسْلُجَ
 أَشْدَّاهُ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ
 إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوكًا
 وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمُ
 وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَسِ
 الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ
 وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا وَلَا
 تَقِفْ مَا كَيْسَ لَكَ بِهِ
 عِلْمُهُ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
 وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ
 كَانَ عِنْدَ مَسْئُوكًا
 وَلَا تَمِشْ فِي الْأَرْضِ فَحًّا
 إِنَّكَ لَنْ تَخْضُقَ الْأَرْضَ
 وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا
 كُلُّ ذَلِكُمْ كَانَ بِسَيِّئِ
 عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا
 ذَلِكُمْ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ
 رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا
 تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

قاتل کو مار ڈالے۔ مگر کوئی ناجائز کام اس قصاص
 میں نہ کرے۔ اور بے سبقت قاتل کو مدد دی گئی کہ
 اسکا بدلہ دنیا میں ہی لیا جاوے۔ اور آخرت میں گناہ
 کے بوجھ سے ہلکا ہو۔ کسی پہلے غرض کے سوشیموں کے
 مال کے پائنت جاؤ۔ اور انکا خیال رکھو۔ یہاں تک
 کہ مضبوط اور پڑے ہو جاوین۔ اپنے معاہدوں پر
 وفاداری دکھلاؤ۔ تمہارے معاہدے خدا تعالیٰ
 سے ہون۔ یا اسکے بندوں سے۔ یاد رکھو عہدوں کی
 بابت پوچھ جاؤ گے۔ اپنے اور تولنے میں پورا
 ماپ اور پورا تول اختیار کرو۔ اس بات کا نتیجہ اس
 دنیا میں بہت ہی اچھا ہوگا۔ اور اس امر کا انجام ہی
 بہت عمدہ ثابت ہوگا۔ اور جو بات معلوم نہ ہو۔ ہلکا
 دعوے مت کرو۔ نا سمجھی سے گواہی مذو۔ کان
 اور آنکھ۔ اور اعصابی مرکز جسے قلب کہتے ہیں سب
 سے انکے کاموں کا سوال ہوگا۔ خوشی اترائے ہوئے
 زمین پر مت چلو۔ تو اوغنا طب۔ اپنی طاقت سے
 سے زمین کو نہیں پہاڑ سکتا۔ اور نہ پہاڑوں سے
 اونچا ہو سکتا ہے۔ یہ سب بُری باتیں ہیں ان کی
 بُرائی تیرے رب کو نا پسند ہے۔ یہ وہ حکمت کی

| | |
|---|--|
| <p>باتین ہیں کہ تیرے رب نے تجھے وحی کے ذریعہ بتلاوین۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی معبود مت ٹھہرانا۔ اگر شرک کیا تو جہنم میں ملزم ہو کر ڈھکیل دیا جاوے گا۔</p> | <p>فَتَلَقَ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا۔ پ ۱۵۔ سب سے زیادہ</p> |
| <p>رحمن کے فرمانبردار بندے تو وہی ہیں۔ جو زمین میں سکینہ۔ وقار۔ اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل ان سے کہیں۔ تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں۔ جہیں نہ بدی و ایذا ہو۔ اور نہ جہل و نادانی وہی جو اپنے رب کے آگے سجد و اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں۔ وہی جنکی دعا ہے۔ کہ اے ہمارے رب بٹا دے ہم سے دوزخ کا عذاب۔ اور دوزخ کا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے۔ اور دوزخ کا عذاب تو بڑی تکلیف کی جگہ اور برا مقام ہے۔ وہی فرمانبردار بندے کہ جب اموال کو خرچ کرتے ہیں۔ تو مالوں کو نہ بجا ضائع کریں۔ اور نہ موقع میں دینے سے کمی دکھلاوین۔ بلکہ خرچ میں پسندیدہ راہ اختیار کریں وہی جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے ناحق قتل سے بچتے ہیں۔ جبکہ قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ اور</p> | <p>وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَسْتَوُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُؤُلَاءِ وَإِذَا حَاطَ بِهِمْ السُّلُولُ قَالُوا اسْلُمَاءَ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ رَبَّهُمْ مُسَجَّدًا وَقِيَامًا هَؤُلَاءِ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا أَفَئِنَّهَا لَسَاءَتْ مَسَاقِدُ الْمُقْتُلِينَ أُولَئِكَ مَسَاقِدُ الْمُقْتُلِينَ وَإِذَا نَفَخُوا فِي سُرُورٍ قَالُوا كَمْ يَفْتُرُوا وَكَانَ يَوْمًا خَالِفًا تَوَامًا وَالَّذِينَ لَا يَذُحُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا يَفْتُرُونَ النَّفْسَ</p> |

الَّذِي خَرَّمَا لِلَّهِ إِلَّا بِالْحَقِّ
 وَلَا يَزْنُونَ دَوْمًا فَعَلُوا
 ذَلِكَ يَكُونُ آثَامًا
 يُضَعَفُ لَهُ الْعَذَابُ
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلَدُونَ
 فِيهِمْ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ
 وَامَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
 فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ
 سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ
 اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا وَمَنْ
 تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ
 يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا
 وَالَّذِينَ لَا يَشْعُرُونَ أَتُوبُوا
 وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا
 كِرَامًا وَالَّذِينَ إِذَا
 ذُكِرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ
 كَمْ يَخِرُّوْنَ عَلَيْهَا صُمًّا
 وَعُمْيَانًا وَالَّذِينَ لَا
 يَقُولُونَ دَعَاهُمْ لَنَا

کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اور جو کوئی سبذون میں
 ایسی کر تویت کرتا ہے۔ وہ بڑی سخت بدکاری میں
 ایسے بدکار کے لئے عذاب بڑا۔ اور
 ذلیل و خوار ہو کر اس عذاب میں رہ پڑا۔ مگر بچا تو وہی بچا۔
 جس نے بدی کو چھوڑ دیا۔ اور تمام بھلائیوں کی اصل
 ایمان کو اختیار کر لیا۔ اور اچھے اعمال کئے۔ آخر ایسے
 لوگوں کی توبہ ایان جاتی رہتی ہیں۔ اور انکے بدلہ میں
 نیکیاں آجاتی ہیں۔ (دیکھو عربوں کے حالات اسلام
 سے پہلے اور پیچھے) اور ہر تائب کی توبہ اللہ تعالیٰ
 قبول کرنے والا۔ اور اسکی توبہ پر رحم کرنے والا ہے۔
 جو کوئی بدی کو چھوڑ بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا
 وہی اللہ تعالیٰ کی طرف پسندیدہ طور سے جھکاؤ ہی
 رحمان کے فرمان بردار بندے ہیں۔ جو دہو کہے کے
 پاس بھی نہیں جاتے۔ اور جب کبھی کسی بیہودہ کام
 کے پاس سے بھی گزرتے ہیں۔ تو اس طرح گزرتے ہیں
 کہ بھلائیوں کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں۔
 وہی جنکو جب کبھی ایسی نشان دکھلائے گئے۔ تو اس
 نشان پر اند ہے۔ اور مہرے کی طرح ٹھوکر نہیں کھاتے
 وہی جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے

مِنْ أَرْوَاحِنَا وَذُرِّيَّتِنَا
قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا
لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا أُولَئِكَ
يُجْزَوْنَ الْعُقُوتَ بِمَا صَبَرُوا
وَيُكْفَوْنَ فِيهَا تَحِيَّاتُ
وَسَلَامًا خَالِدِينَ فِيهَا
حَسُنَتْ مُسْتَقَرُّوْهُمْ وَمُقَامًا
قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ
رَبِّي لَوْلَا دُعَاءُكُمْ
كَفَدَ كُلُّ نَفْسٍ نَفْسَهَا

ساتھیوں سے (بی بیان ہوں یا اور دوست)۔ اور
ہماری اولاد سے ہمیں آرام دے۔ وہ ہماری آنکھوں
کا نور ہوں جو دیکھے سرور کا نشان ہے۔ اور دعاؤں
میں۔ کہ ہم تجھے فرمانبرداروں کے واسطے آئندہ کیلئے
منونے ہوں۔ وہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے
نیک اعمال کا بدلہ بڑے بلند مقامات کو پا کر دمان نئی
زندگی اور پوری سلامتی پا دیں گے۔ اور پھر تنہا ہی
ہمیں۔ بلکہ ناسخ سے بچ کر دمان ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے
رہیں گے۔ واہ وہ کیسے آرام کی جگہ اور رہنے کا مقام
ہے۔

یگوار لیتا مآہ
او مخاطب! کہہ دے میرے رب کو تمہارے ہلاک و تباہ
کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر تمہاری بہت پرستی
نہوئی۔ مگر تم تو راستی کو جھٹلا چکے۔ پس نامہ برائی کا
لازمی وبال تم پر ضرور آئیگا۔

نہم بیستین کے اصول

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِلَّهِ
الْحُكْمُ ۖ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی چاہے اسکا حکم اس کے
کلام سے پہنچے۔ چاہے اس کے فعل سے (قانون
قدرت) سے اور فرمانبردار بنو اللہ کے رسول کے کہ وہ

| | |
|---|--|
| <p>اسی اللہ تعالیٰ کے تمہیں پہنچاتا ہے۔ اور فرمانبردار رہو حکومت والوں کے دنیوی حکام ہوں یا سچے دین کے علماء ہوں۔</p> | |
| <p>دہم چہوی سلطنت کی بنا ڈالی اور مسلمانوں کی صفائیں کیا</p> | |
| <p>انضاب سال تباب صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق اولیت بلکہ ہر ایک مخاطب کو حکم ہوتا ہے کہ حکومت میں اپنے لوگوں سے مشورہ کر لیا کر۔</p> | <p>فَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ پ ۴۔ س ۱۱ عمران۔ ۲۵</p> |
| <p>وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں بہت ہی اچھی اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ اور انہیں کو ملین گی کہ جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب ہی پر انکا بہرہ سہی۔ اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں۔ اور اگر کسی پر غضب کریں تو عفو کرتے ہیں اور انکی حکومت بھی مشورہ سے ہوتی اور کچھ ہمارا دیا نہیں کرتے ہیں۔</p> | <p>وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَلَا يَنْفِي لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَلَا الَّذِينَ يُجَادِلُونَكَ فِي شَيْءٍ وَلَا تَتَّبِعُوا الْقَوْمَ الَّذِينَ وَأَذَامَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ وَالَّذِينَ لَا يَتَّقُوا لِيُزِيلَنَّهُمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ</p> |
| | <p>وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ پ ۲۵۔ س ۲۵۔ ۲۵</p> |

قُلْ اِمَّا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ
وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ يَعِزُّ
الْحَقُّ وَاَنْ تَشْرِكُوا بِاللّٰهِ اَمَّا
يَنْزِلُ بِرُسُلَاتِنَا وَاَنْتَ
تَقُولُوْا عَلٰى اللّٰهِ مَا تَشَاءُوْنَ
پ ۸۔ سن انعام۔ ۷۱

دوازہم بابہی معاملات و اصول متدین پر فرمایا

اَوَايْمَانِ وَالْوَاۤءِ اِنَّا نَقْدُ تَعَالٰی كَے عَذَابِ سَے جَو
 اُسكے نَا فَرِیَا لَظُن كَے لَیكے مُقَرَّبَے اِپنَے اَكُو بَچَا پَے
 رَكھو۔ اَو رَحْمَہُ رُود و جَو كَچھ بَیَا جَو ن كَار و پَیہ تَكھو لَو كُون سَے
 لَیٹا ہِے۔ اَكُر مَو مَن ہُو تُو اِیسَے ہِی كَام كَر و۔ اَكُر اِس مَعَا مَیہ
 تَمَنے فَرَا مَہِ دَر اِی نہ كِی۔ تُو جَا ن لَو۔ كہ تَم سَے جَنَا كَے نِیكا
 حَكَم خُدا اَو اِسكے رِیو ل سَے لَگ چُكا۔ اَكُر اِشُد كِی طَرَف
 تَو جِہر كَہو تُو تَم كھو اِہل سَمَا یَہ كَے لَیكے كِی اِجَا ز ت ہِے۔
 طَا لَم نہ بَیو وَا لَظَلَم كِی سَزا ہِی گِیو گَے۔ اِہل ہِی نہ مِی گَا۔

| | |
|---|---|
| اگر تمہارا مقروض مفلس ہے۔ تو اسے اسودگی تک | ذُو عِسرَةٍ فَتَضَرَّ إِلَى |
| مہلت دو۔ اور اگر قرضہ عفو کر دو۔ تو تمہارے حقیقین | مِيسَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ |
| بہت بہلا ہے اگر سمجھو۔ | إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا يُوسُفَ |
| ڈرتے رہو اس وقت سے کہ تمہارا معاملہ اللہ کے سامنے | تَرْجِعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى |
| پیش ہوا اور وہاں ہر جی اپنے کئے کی سزا پہنچے۔ اور | كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ هُمْ لَا يُظْلَمُونَ |
| وہاں کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَا |
| او ایمان والو!۔ ہر ایک معاملہ کو لکھ لیا کرو جبکہ لئے | يَتَمِيمٌ يَدِينُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى |
| کوئی میعاد دی معاہدہ ہوا ہر ایک کو بچا ہے کہ معاہدہ | فَاكْتُبُوا وَلَكُمْ كِتَابٌ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ |
| کو لکھا کرے۔ بلکہ چاہئے کہ معاہدہ کو وہ شخص کہے جو ایسے | بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْب كَاتِبُ أَنْ |
| معاہدوں کا لکھنے والا ہو۔ اور معاہدہ کو اس انصاف | يَكْتُبُ مَا عَمِلَ اللَّهُ فَيَكْتُبُ |
| کے ساتھ لکھے جس میں ضرورت کے وقت تمسک | وَيُعْمِلُ اللَّهُ إِلَيْنَا كُنْزِي وَ |
| میں نقص نہ لگے۔ اور تمسک نویس کو تمسک کے | لَيْتَنِي اللَّهُ رَبَّةً وَلَا يَخْشَىٰ مِنْهُ |
| لکھنے میں کبھی انکار نہ ہو کرے۔ کیونکہ کاتب کو اللہ | نَسِيًّا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ |
| تقارے نے فضل سے ایسا کام سکھایا۔ پس چاہئے | الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضِعِفًا أَوْ لَا |
| کہ تمسکات کو لکھے اور لکھاوے وہ جسے دینا ہو۔ | يَسْتَفِيمُ إِنَّهُ هُوَ قَلِيمٌ لِّلَّهِ |
| اور ضرور ہر سہ کہ لکھاتے ہوئے لکھا میو لا اللہ سے | بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا |
| ڈرتا رہے۔ اور ذرہ بھی اس میں کمی و نقص نہ کرے۔ | شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ |
| اور اگر لکھانے والا کم عقل اور بچہ اور لکھانے کے | فَإِنْ كُنْتُمْ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ |
| قابل نہیں۔ تو اس کا سر یا انصاف و عدل کے | وَأَعْرَاضٍ مِّنْ تَرْجُوعٍ مِّنْ |

الشُّهَدَاءُ أَنْ تَضِلَّ أَحَدُهُمَا
 فَتَذَكِّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ
 وَلَا يَأْتِ الشُّهَدَاءُ إِذْ أُمِدُّوا
 وَلَا تَسْمَعُوا أَنْ تَكْتُمُوا
 صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَى الْإِجْلَاءِ
 ذَلِكُمْ أَمْرٌ عِنْدَ اللَّهِ وَاقْعُومُ
 لِلشُّهَادَةِ وَكَذَلِكَ الْأَنْتَابُ الْإِلَاحُ
 أَنْ تَكُونَ تَحْتَ مَا ضَرَّتْ يَدَايُهَا
 بَيْنَكُمْ فَيَسْأَلَكُمْ عَنْ مَا كُنْتُمْ
 تَكْتُمُونَ مَا وَالشُّهَدَاءُ إِذَا تَعْلَمُونَ
 وَلَا يَضَارُّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ
 أَنْ تَعْمَلُوا فَإِنَّهُ قَسُوفٌ بِكُمْ
 وَاللَّهُ وَاللَّهُ وَيَعْلَمُ اللَّهُ
 اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وَإِنْ
 كُنْتُمْ عَلَى السَّفَرِ لَمْ تَجِدُوا
 كَاتِبًا فَرِهْنِ مَنبُوضَةً فَإِنْ
 آمَنْتُمْ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ فَلْيُؤَدِّ
 الَّذِي أَوْثَقَ أَمَانَتَهُ
 أَلْبَسَ اللَّهُ رِيَّةً وَلَا تَكْتُمُوا

ساتھ لکھا وے۔ اور اپنے معاملات پر دوسرا گواہ بنا
 لیا کرو۔ اگر دوسرا گواہ نہ مل سکیں تو ایک دوسرے پر
 دو کا فائدہ یہ ہے کہ اگر ایک انہیں سے کچھ بھول
 گئی۔ تو دوسری اسے یاد دلائے گی۔ اور گواہ بنا
 پر انکار نہ کریں۔ اور ایسے سست نہ بنو۔ کہ تھوڑا یا
 بہت سی عادی معاملہ لکھنے میں چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ
 کے یہاں یہ انصاف کی باتیں ہیں۔ اور جہاں کو ہی
 کی ضرورت پڑے گی۔ وہاں یہ باتیں بڑی مفید
 پڑیں گی۔ اور ایسی تدابیر ہوں۔ سے باہمی گمانیان
 جاتی رہیں گی۔ مان دستی لین دین۔ اور نقدی
 کی تجارت میں تحریر کے ہونے سے گناہ ہی نہیں
 مگر ہر ایک سودے میں گواہوں کا پاس ہونا تو
 ضرور چاہئے (اگر اسپرٹل ہوتا تو چوری کی چیزیں
 لینے میں پولیس کی گرفتاری سے بہت کچھ بچا
 ہو جاتا) اور یاد رہے کہ کاتب اور گواہ کو انکا جہان
 دو۔ اگر نہ دے گے۔ تو بدکار بنو گے۔ خدا کا ڈر رکھو۔
 اللہ تعالیٰ تمہیں آرام کی باتیں سکھاتا ہے۔ اور
 اللہ تعالیٰ ہر شے کو جانتا ہے۔ اگر کہیں ایسے سفر
 میں لین دین کرو۔ جہاں تمکو کاتب نہ مل سکے

| | |
|--|---|
| <p>الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ أَرَادَ قُلُوبَهُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ عَلَيْهِ پ ۳۔ سن بقرہ - ۷۷</p> | <p>تو میں سے کام لو۔ مگر ضرور ہے۔ کہ مہین چہیز کا قبضہ کر لیا کرو اور گراں سے معاملات میں ایک کو دوسری کی امانت و دیانت پر یقین ہو۔ تو امین کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کر کے امانت دے کہ حقوق کو پورا ادا کر دے۔ اور گواہی کو مست چپاؤ گواہی کا چپانے والہ دل کا بڑا بدکار ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔</p> |
|--|---|

| | |
|--|---|
| <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَالَفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ</p> | <p>او ایمان والو!۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو حبیباً و ربکا حق ہے۔ اور بھی بات کر دکھاؤ۔ کہ تمہاری موت اسلام ہی پر ہو اور سلام بھی ہی کہ اپنے تمام وجود اور اپنی تمام طاقتوں سے خدا تعالیٰ کے رستے پر بچھ مارو کیا معنی تمام و کمال ظاہر و باطن اتنی ارادوں کے پیرو ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ کچھ خدا کے اور کچھ غیر کے بنے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو تو سوچو۔ تم کیسے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اسلام کے باعث تم سب کے دل ایک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپس میں بہائی بہائی ہو گئے ایک دوسرے کے خیر خواہ ایک دوسرے کے</p> |
|--|---|

| | |
|---|---|
| <p>دیکھ سو کہ میں شریک۔ اور تم اپنی بدستی۔ بدکاری۔ شرارتوں سے دوزخ کے کنارے اور باہمی جنگیں میں پہنچے پڑے تھے اللہ تعالیٰ نے تم کو اس آفت سے نکالا۔</p> <p>غور تو کرو کس طرح اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے۔ اپنے نشان کہ اسلام حق اور راحت بخش ہے۔ اور یہ مسئلے کہ تم راہ پر آؤ۔ اور مسلمانو!۔ تم سے ہمیشہ ایک ایسا گروہ رہے۔ کہ لوگوں کو بہلائی کی طرف بلاؤ۔ ہر ایک پسندیدہ کام کا حکم کرے۔ ہر ایک ناپسندیدہ کام سے منع کرے۔ اور وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے مین اور نہ بنوان لوگوں کی طرح کہ جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا۔ اور اختلاف مچایا۔ حالانکہ انکو اتفاق کی خوبیاں اور اتفاق کی عمدگی کے دلائل معلوم تھے۔ ایسے لوگوں کو بڑا عذاب ہوگا۔</p> | <p>لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَلِتَكُونَ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَقَرَّوْا وَخَلَعُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ</p> <p>پ۔ ۴۔ س۔ عمران۔ ۲۵</p> |
| <p>ای ایمان والو۔ اپنے گہرے سوچ کی گہرین اطلاع و اجازت کے بنا کہہ ہی نہ جائیو۔ بے اجازت و اطلاع جانا وحشیوں کا کام ہے۔ بلکہ سلام کر اجازت لو۔ (اگر اتفاقاً وہ نہ سنے تو تین بار تک چہو حدیث میں ہے)</p> | <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا إِذَا إِلَيْكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ</p> |

| | |
|---|---|
| لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِنْ لَمْ | یہ عمدہ باتیں ہیں۔ اور اسلئے بتائی جاتی ہیں |
| تَخَذُوا مِنْهَا أَحَدًا فَلَ | کہ ان پر عمل کرو۔ اگر وہ مان کوئی نہ ہو۔ تو وہ مان بدون |
| تَذْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَرَ لَكُمْ | اجازت مت جاؤ۔ اگر تم کو کہا جاوے کہ اس وقت تم کو |
| وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا | اندر آنے کی اجازت نہیں۔ واپس چلے جاؤ یہی |
| فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ | پسندیدہ طرز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مثال |
| يُبَالِغُ لَكُمْ عَلَيْكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ | پر واقف ہے۔ مان ایسے غیر آباد گہروں میں جان |
| حِجَابٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا | کیسی سکونت نہیں۔ اور تمہارا وہاں اسباب رکھا |
| غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ | ہے۔ بدون اطلاع و اجازت بھی جانا |
| وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَبْدُونَ وَمَا | رواہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ تم کسی |
| تَكْتُمُونَ قُلِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَفْضَحُوا | گہر میں بہلائی کو جاتے ہو۔ یا شہرت کو۔ تو کہہ دے |
| مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا | ایمان والوں کو کہ آنکھوں کو نیچا رکھا کریں۔ اور |
| فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَذْكَ لَهُمْ | شرنگا ہون کی حفاظت کریں۔ یہ نہایت پسندیدہ |
| إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ | بات ہے۔ اور جو کچھ اپنی زبانوں سے کہتے اور دیکھتے |
| وَقُلِ الْمُؤْمِنَاتُ لِيَعْنِضْنَ | اور اعضا سے لیتے ہو۔ سب کو اللہ تعالیٰ جانتا |
| مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ | ہے۔ ایسے ہی ایمان والی عورتوں کو بھی کہہ دے |
| فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ | کہ آنکھوں کو برائی سے بچا رکھیں۔ اور شرنگا ہون |
| زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا | کی حفاظت رکھیں۔ اور اپنے بناؤ سنگار کو مت |
| وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى | دکھلا دیں۔ مگر وہ حصہ لا بدی ہے جو ظاہر ہے اور |
| جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ | اوپر ہنسی کو ایسا اوڑھیں کہ جیب تک چھپ جاوے۔ |

| | |
|---|---|
| اور عورتیں اپنے بناؤ سنگار کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر | زَيْنَتُهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ |
| اپنے خاوندوں اور یا پون اور خسر اور اپنے بیٹوں | أَوْ آبَائِهِمْ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ |
| اور خاوند کے بیٹوں اور اپنے بہاؤوں اور بیٹھون | أَوْ أَبْنَاءَ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ |
| اور بہاؤون اور اپنی نیک بخت بی بیوں (عیسائی | إِخْوَانَهُنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ |
| مشن کی عورتوں کو جو لوگ اپنے گہروں میں آنے | أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ سَائِيَهُنَّ |
| دیتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں وہ غور کریں) | أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ |
| اور غلاموں اور ان نوکروں پر جنہیں عورتوں | أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرَ أُولِ |
| کی رغبت ہی نہیں (جیسے پاگل) اور بچوں پر | الْأَرْبَابِ مِنَ الرِّجَالِ وَالْطُّفُلِ |
| جو عورتوں کے معاملات سے واقف ہی نہیں۔ اور | الَّذِينَ كَمْ يَبْظُرُوا عَلَىٰ عَوْدَتِكُمُ |
| عورتوں کو واجب ہے۔ کہ ایسی طرح پاؤں زمین پر | النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ |
| نماریں کہ انکے کسی سنگار کی کسی کو ضرر ہو جاوے۔ | لِيُعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْكُمْ |
| اللہ کی طرف جو ع رکھو۔ ایمان والو!۔ تو کہ نجات | زَيْنَتِهِنَّ وَلِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ |
| پاؤ۔ اور نکاح کر دو اپنی بیوہ عورتوں کو اور اپنے | اللَّهِ جَمِيعًا آيَةُ الْمُؤْمِنِينَ |
| نیک غلاموں اور لونڈیوں کو اگر غریب مفلس ہیں | لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ وَانْكَحُوا |
| تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کرے گا۔ | الْأَيَّامَ مِنْكُمْ وَ |
| اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والہ بڑے علم والہ | الضَّالِّحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ |
| ہے۔ | وَمَا يَكُنْ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا |
| | فَرَسًا يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ |
| | وَاللَّهُ أَسَعُ عَلَيْهِمْ |

| | |
|--|---|
| <p>پ ۱۸- سن لور - ۳</p> | <p>پ ۱۸- سن لور - ۳</p> |
| <p>تمام ایمان والے آپس میں بہائی بہائی ہیں ایسے سے غریب تک شریف سے وضع تک اجنبی سے اپنے پرانے ہم قوم تک۔ اگر ایمان والوں میں سچ آیا دے تو ان بہائیوں میں صلح کرادو۔ اور شد سے ڈرتے رہو تو کہ تم پر رحم ہو۔</p> | <p>إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْحَمُونَ پ ۲۷- س حجرات ۱۳</p> |
| <p>سینہ ہم اپنے لوگوں اور غیر قوموں سے تعلق</p> | <p>سینہ ہم اپنے لوگوں اور غیر قوموں سے تعلق</p> |
| <p>او ایمان والو!۔ کوئی قوم کسی قوم سے مسخر نہ کرے جسے تم ہنسی کرتے ہو اور جسے تم مسخرہ بناتے ہو شاید تم سے اچھا ہو۔ اور نہ عورتیں ہنسی کریں عورتوں سے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جسے ایک عورت مسخر کرتی ہے دوسری سے اچھی ہو۔ اور اپنوں کو کوئی طعن مت دیا کرو۔ اور سبکی نسبت بُرا لقب مت لے لو ایسی کر تو تو ان سے بُرے لقب دینے والا اللہ تعالیٰ کے یہاں سے فاسق دیکھا رہو نیک لقب پاتا ہو اور مومن کہلا کر فاسق بننا برا ہے جو لوگ بُری کاموں سے باز نہ آئے وہی بدکار ہیں</p> | <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْخَرُوا مِنْ قَوْمٍ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْعَنُوا أَلْفَاظًا يَسُوءُ الْاِسْمَ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ كَفَرَ يَتَّخِذْ فَاوْكِئًا لَهُمُ الظَّالِمُونَ پ ۲۲- س حجرات - ۱۳</p> |

| | |
|--|--|
| <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا حَتِّبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا يَحِبُّ أَحَدُكُمْ إِلَىٰ كُلِّ حِمٍّ أَخِيهِ مَتَىٰ فَكَرِهْهُمُوهٗ وَلَقَوْلُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ پ ۲۶ - س حجرات - ۱۴</p> | <p>و ایمان والو! - بہتی بدگمانیوں سے بچو بعض بگمانی بدکاری ہوتی ہے۔ لوگوں کی عیب جوئی مت کیا کرو۔ اور ایک دوسرے کا گلہ کہی نہ کرو گلہ کرنا ایسا بُرا ہے جیسا بہائی کا گوشت کھالینا کیا یہ امر سیکو پسند ہے۔ بے ریب کسی کو بھی یہ بات پسند نہیں۔ اللہ سے اسکی نافرمانیوں پر دُرُود اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو نافرمانیوں کو چھوڑا اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ رحم کرتا ہے۔</p> |
| <p>يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ پ ۲۶ - س حجرات - ۴</p> | <p>(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) - ہم نے ہی تمکو پیدا کیا نر و مادہ سے۔ اور تمکو قوموں اور قبائل پر تقسیم کیا۔ تو کہ یک دوسرے سے تعارف رکھو اور بہترین یا درجے کے خدا کے بیان تم میں سے وہی خرد ہے جو بڑا پرہیزگار ہے اور جان رکھو۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔</p> |
| <p>وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِذْ فَعَّ بِالْإِثْمِ هِیَ أَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِی بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاٰنَہُ</p> | <p>نیکی و بدی۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مہم بلہ اور خوبی میں مساوی نہیں۔ بدی کی دفعیہ نیکی کے ساتھ کر دکھاؤ۔ اگر ایسا ہی حسن سلوک اپنے دشمنوں سے کر دکھاؤ گے تو تمہارے دشمن</p> |

| | |
|--|---|
| <p>دیکھ اور تکلیف دینے والوں پر عفو کرو اور ان سے درگزر۔ کیا تم کو پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے اگر اللہ تعالیٰ کا تم سے درگزر کرنا تمہیں پسند ہے تو اسکی یہی تدبیر ہے کہ تم لوگوں سے درگزر کرو۔</p> | <p>وَلَا تَعْفُوا أَذِلَّةً وَلَا مُجْرِمِينَ أَنْ تَعْفُوَ اللَّهُ لَكُمْ پ ۱۸- س نور - ۲۵</p> |
|--|---|

پانزدہم تعلیم اور تعلم اور علم کی ترقی کے واسطے

| | |
|--|---|
| <p>او اسلام والو!۔ تم سے ایسے لوگ ہو اہی کرین جو پہلانیوں کی طرف بلا دین اور ہر ایک پسندیدہ بات کا حکم کرین اور ہر ایک برائی سے روکیں اور وہی ہیں نجات پانوالے رہبان محمد بن منیر بنی کی تاکید ہے (کہی ہونا)۔ ان لوگوں کی طرح جو آپس پیٹ پڑے اور کہنے نشانوں کے بعد بھی اختلاف مچایا۔ یاد رکھو انہیں کو بڑا عذاب ہوگا۔</p> | <p>وَلَا تَكُنْ مِّنْ سَائِلِيكَ إِلَى الْخَيْرِ يَا هَرُونَ يَا مَعْرُوفُ وَيَتَهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا فَا اخْتَلَفْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ پ ۴- س عمران - ۲۵</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>اسلام والو!۔ تم تو بڑی عمدہ قوم پہلانیوں کے سہارا بنو ہو۔ صرف لوگوں کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بنایا۔ ہر پسندیدہ بات کا حکم کرتے ہو۔ اور</p> | <p>كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ</p> |
|---|--|

| | |
|--|---|
| <p>ہر ایک ناپسند امر سے روکتے ہو اور اسپسز بڑھ کر یہم بات ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو۔</p> | <p>وَيُؤْتِي مَن يَّوْنِ بِاللَّهِ - پ ۴ - س عمران - ر ۳</p> |
| <p>اللہ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ سے وہی دُرین خبر کو علم ہے۔ یعنی پاک علم والے ہی اللہ کے نافرمان نہیں ہوا کرتے۔</p> | <p>أَمَّا يَخِشِي اللَّهَ مِّنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ + پ ۲۲ س قاط - ر ۱۵</p> |
| <p>اللہ ایمان ارون اور پاک علوم کے عالموں کو ہی درجۃ پر پہنچاتا ہے۔</p> | <p>يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ پ ۲۸ - س مجادلہ - ر ۲</p> |
| <p>مخاطب! تو کہ پہلا۔ کہیں علم والے۔ اور جاہل ہی برابر ہوئے ہیں ہرگز نہیں۔</p> | <p>قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ پ ۲۳ - س زمر - ر ۱۵</p> |
| <p>اور تو اسے محمد کہہ دے۔ یا اسے مخاطب کہہ دے۔ اور میرے رب مجھے علم میں ہمیشہ ترقی دے۔</p> | <p>وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا پ ۵ - س تیمسراٹیل - ر ۱۵</p> |
| <p>نبی نے کہا۔ خدا کی پناہ۔ کہ میں جاہلون سے ہوں۔</p> | <p>أَعُوْذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ پ ۱ اول - س بقرہ - ر ۸</p> |
| <p>وہ لوگ ایسا کیوں نہیں کرتے۔ کہ انکی ہر ایک قوم و قبیلہ سے ایک بڑا گروہ دنیا میں سمجھ پیدا کرے۔ اور واپس ہو کر اپنی اپنی قوم کو علم سیکھا کر</p> | <p>فَلَوْ لَا أَفْرَأَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا</p> |

| | |
|--|--|
| برایون کے بدلتاج سے ڈراؤے۔ تو کہ انکی قومین برایون سے ڈر جاوین + | إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ پ ۱۱۔ س توبہ۔ ر ۳ |
| اگر تمکو علم نہ ہو۔ تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو + | فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ پ ۱۲۔ س نحل۔ ر ۵ |
| تمام کتاب والوں سے تو اللہ تعالیٰ مستحکم وعدہ لے چکا ہے کہ وہ لوگ کتاب کا مطلب لوگوں کی پہلائی کے لئے سنا دین۔ اور اہی کتاب کو نہ چھپا دین (آریو! تمہاری علی کارروائی کیا دکھاتی ہے) | وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتَشِيَّتُنَّ لِلنَّاسِ وَكَلَامَ تَكْثُفُوتَهُ پ ۱۴۔ س آل عمران۔ ر ۲ |
| اس شخص سے پہلی بات کسی جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا + اور اچھے کام کئے + | وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا پ ۲۴۔ س سجدہ فضل۔ ر ۱۸ |

شانزدہم تيامی کے حق میں فرمایا

| | |
|--|---|
| جو لوگ ظلم کی راہ سے یتیموں کا مال کہا جلتے ہیں وہ یاد رکھیں۔ وہ انکار سے کہتا ہوں آگ ہی ان کے پیٹ میں جاتی ہے۔ بے ریب وہ جلتے دوزخ میں پیٹھیں گے | إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا پ ۴۔ س نساء۔ ر ۱۲ |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>وَالْتَوَيْتُمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا النِّحْيَتَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ خَوِيًّا كَبِيرًا۔</p> <p>پ۔م۔ س۔ ساء۔ ر۔</p> | <p>میتوں کے اموال یتیموں کو دیدو۔ اور انکی اچھی چیزیں اپنی بڑی شیا سے نہ دلو۔ اور اپنے اموال سے ملا کر ہی انکے مال نہ کہاؤ پس بالکل انہیں کامل کہا جانا کیا تب اہوگا۔ بے شک یہ بات بڑی بدی ہے۔</p> |
|---|--|

ہفتدہم کوٹ اف وارٹس اور حجر کا راحت بخش قانون سمجھایا

اگر اس قانون پر عمل ہوتا تو دنیا سے ہزاروں مفاسد اٹھ جاتے۔ کیونکہ اس قانون
کے مطابق حکم ہے جب کوئی یتیم بالدار پہچا دے یا کوئی شخص گو کم عمر نہین مگر اپنے اموال
کو نادانی کم عقلی سے ضائع کرتا ہے۔ تو دونوں صورتوں میں صاحب مال کو
اس مال کے تصرف سے روک دو۔ اور اس مال کی حفاظت رکھو اور صاحب مال
کو بقدر ضرورت اس وقت دیتے رہو کہ عاقبت اندیشی سے شرج کر سکے۔

| | |
|--|---|
| <p>وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا وَأَرْزُقُوهُمْ مِنْهَا وَأَكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا وَابْتَغُوا إِلَيْنَا الْحَقَّ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ</p> | <p>نادان بچوں کو انکے مال نہ دیدینا۔ مال ہے تو معیشت اور گزارہ کا ذریعہ ہے ان ان بچوں کو کہانے اور پہننے کے لئے ان اموال سے کچھ دیتے رہو۔ اور انہیں میٹھی پیاری زبان سے تسلی دو۔ اور امتحان کرتے رہو۔ جب یتیم بڑے اچھے جوان بنج کرنے کے قابل ہو جاویں۔ اور تمہیں ثابت ہو جاوے</p> |
|--|---|

مِنْهُمْ رُشْدًا إِذَا ذُفَعُوا
 إِلَيْهِمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا
 تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَالًا
 أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ
 غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ
 فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ
 فَإِذَا ذُفِعَ إِلَيْهِمْ أَمْوَالُهُمْ
 فَآشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى
 بِاللَّهِ حَسِيبًا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ
 مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ
 مِمَّا قَلَّ مِنْهُ
 أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوعًا
 وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةُ أُولُو الْقَرْبَى
 وَالْيَتَامَى وَالسَّائِلُونَ
 فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ
 قَوْلًا مَعْرُوفًا وَيُخْسِلُ الَّذِينَ
 كُتِبَ عَلَيْهِمُ مِنَ خَلْقِهِمْ
 ذُرِّيَّتَهُمْ ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ
 فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَيَقُولُوا قَوْلًا

کہ اپنا آپ اب سنبھال لین گے۔ تو انکے مال انہیں
 دیدو۔ اور ایسا نہو کہ جائزہ طور پر انکے بڑے ہونے
 سے پہلے ہی تم خرد برد کرو۔

دو ائمہ۔ یتیم کے اموال کا نگران تو اس مال سے
 کچھ بھی نہ لے۔ مگر غریب نگران۔ مناسب حق اخذ نہ

اور جب یتیموں کا مال یتیموں کو دو تب ہی گواہ
 رکہہ لو۔ کہ چھ چیز میرے پاس تھی صحیح و سالم
 پوری تم نے دیدی۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کافی
 حساب کرنے والا ہے مان باپ اور رشتہ داروں کے
 مال کے وارث مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی کوئی
 کم کوئی زیادہ حق دار ہے۔

ہر ایک وارث کا حق الہی قانون میں مقرر ہے
 اور جب ورثہ کی تقسیم پر رشتہ دار یتیم اور مسکین
 جمع ہوں۔ تو انہیں اس میں سے کچھ دو اور جو بات
 کہو ایسی ہو کہ شریعت اسے پسند کرے۔

خدا کا خوف کرو۔ تمہارے بچے بچے اگر
 رہا دیں۔ اور تم مر جاؤ تو تم کو مرتے وقت کتنا ہی
 ان کا فکر ہوتا ہے۔ ایسے ہی عام یتیموں کا فکر رکھو۔

فَإِذَا ذُفِعَ إِلَيْهِمْ أَمْوَالُهُمْ
 فَآشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى
 بِاللَّهِ حَسِيبًا لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ
 مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ
 مِمَّا قَلَّ مِنْهُ
 أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوعًا
 وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةُ أُولُو الْقَرْبَى
 وَالْيَتَامَى وَالسَّائِلُونَ
 فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ
 قَوْلًا مَعْرُوفًا وَيُخْسِلُ الَّذِينَ
 كُتِبَ عَلَيْهِمُ مِنَ خَلْقِهِمْ
 ذُرِّيَّتَهُمْ ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ
 فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَيَقُولُوا قَوْلًا

| | |
|---|---|
| سَدِيدًا اِنَّ الدِّينَ يَكُونُ | اور جو بات کہو بڑی پختہ ہو۔ |
| اَمْوَالُ الْيَتَامَىٰ كُلَّمَا اَتَمَّ | جو لوگ یتیموں کے مال کہا جاتے ہیں۔ بے ریب بچے |
| يَاكُلُوْنَ فِي بُطُونِهِمْ | پیٹ میں آگ ڈالتے ہیں۔ اور جلتے دوزخ میں |
| نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا | پیشہ بین گے۔ |
| پ۔ ۴۔ س۔ نساء۔ راول | |

ہندوہم غلامی کی پرانی رسم کے ہتھیال کی ہڈی مائی

| | |
|--|--|
| فَاَذِ الْقَيْتُمُ الدِّينَ كَقَرَّةٍ | جب کفار سے تم معرکہ آرا ہو تو ان دشمنوں کی گردنیں |
| فَضْرِبِ الرِّقَابَ حَتَّىٰ اِذَا | مارو۔ یہاں تک کہ تم فتح مند ہو جاؤ پھر دشمنوں کو قید |
| اَخْنَضْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا | کرلو۔ آخر۔ احسان کر کے چوڑ دو۔ یا جرمانہ لیک |
| الْوَتَاكُ فَاَمَّا مَنَّا بَعْدُ وَاَمَّا | رہا کرو۔ |
| فِدَاءٌ حَتَّىٰ تَصْعَ الْخَرْبُ | |
| اَوْ ذَا رَهَاءَ | |

پہر اسپر ہی الٹا بنیں فرمایا۔ بلکہ اور جگہ کے گرفتار غلاموں کے رہا کرانے کی سطور
اوس مذہبی چندہ میں جس میں ہر ایک مسلمان کو جو پچاس باون روپیہ کا بھی مالک
ہو۔ اسی ارٹ مائی روپیہ فیصدی کے حساب سے دینے پڑتے ہیں۔ ایک رقم غلام
آزاد کرنے کی ہی قایم کی۔ بدون اسلام کے کسی مذہب نے یہ تدبیر تجویز کی ہو تو
کوئی نشان دے۔ بلکہ مادر اسکے اور بہت سی تدابیر قایم کیں جتنکے ذریعہ غلام
آزاد کئے جاوین مثلاً فرمایا۔

| | |
|--|--|
| <p>اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فِي هَذِهِ مِمَّا اللَّهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ پ ۱- سن توبہ - ۸۵</p> | <p>خیرت تو فقیرون مسکینوں - اور صدقات کی کارکنوں اور ان کافروں کا جنکو اسلام و مسلمانوں سے لگاؤ ہے حق ہے صدقات کو غلاموں کے آزاد کرنے اور خیر حاصل آفتین آئی ہیں انکی امداد دینی اور دنیا کاموں جہاد وغیرہ - اور مسافروں کی مدد گاری میں خرچ کرو - پھر امرائے کثیر سے نہایت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ علم والا ہے -</p> |
|--|--|

| | |
|--|--|
| <p>وَالَّذِينَ يُطَاغَرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لَهَا فَإِنَّ رَقَبَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَّخِذُوا پ ۲۸ - سن مجادلہ - ۲۸۱</p> | <p>جو لوگ اپنی بے بیوں کو مان کہ بیٹھے اور انہیں الگ کرنا چاہتے ہیں پھر سببات پر نام ہوئے انہیں لازم ہے کہ بی بی کے پاس جانے پہلے غلام آزاد کریں وغیرہ وغیرہ -</p> |
|--|--|

| |
|--|
| <p>اور جنگ کے قیدیوں کو بجائے اسکے کہ جیل خانوں میں جاہل بنائے جاویں یا جاہلوں کی صحبت میں رکھے جاویں - اہل اسلام کے گھروں میں اس طور پر رکھنے کا حکم ہوا کہ انہیں بہاویوں کی طرح رکھو جیسے آپ کہاتے ہو ویسا کہلاؤ جیسا آپ پہنتے ہو ویسا پہناؤ - انکی عمدہ تادیب کرو -</p> |
|--|

نوزدہم عام احسان

تمام مذاہب کے بڑوں کی بے ادبی سے منع کیا - اور فرمایا -

وَلَا تَسْبِقُوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ يَسْبِقُوا اللَّهَ عَدُوًّا لِيُغَيِّرَ عَلَيْهِمْ

کبھی نہ کہنا انکو جنکو لوگ پوجتے ہیں اور جنہیں لوگ
اللہ تنہا کے ویرے کرتے ہیں۔ اگر تم برا کہہ بیٹھو گے
تو بت پرست تمہارے مقابلہ میں نہ سمجھنے سے اللہ
پ ۷۔ س ۱۹۔

کُلُّ نَبِيٍّ مِّنْهُمْ دِينٌ كَمَا أَنَّا تِلْكَ قُلُوبُ الْكَافِرِينَ

کلیہ تمام نبیوں کا دین ایسا ہے جیسا کہ ان کافروں کا
ان مِنْهُمْ قُلُوبُ الْكَافِرِينَ تِلْكَ قُلُوبُ الْكَافِرِينَ
نَدْبُو۔
پ ۲۳۔ س ۱۵۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

مستحق وہی ہیں جنہوں نے مان لے وہ حکام جو ہیں
تجہ پر اترے اور وہ احکام ہی جو تجہ سے پہلے نام
وَالَّذِينَ هُمْ يُوقِنُونَ

لوگوں کی ہدایت کو نازل ہو چکے ہیں۔ اور پہلے
أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ

دن پر انکا یقین ہے خدا کی طرف سے وہی یہی
رہ پر ہوئے اور وہی نجات پانے والے ہیں۔
پ ۱۔ س ۱۔

کسی نبی کی نسبت طعن نہیں کیا۔ انبیاء کی تعلیم پر کہیں بھی نکتہ چینی نہیں کی
بلکہ نصح کو بدوین طعن و تشنیع بیان کیا ہے مطاعن بیان کر نہیں بالکل سکوت
فرمایا۔
طعن کیا گیا ہے کہ مسلمانوں میں جو کسل اور سستی۔ حرام خوری۔ عیاشی

فضول خرچی غور ہے وہ صرف اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ گو میں کہتا ہوں
آیات ذیل کن لوگوں کی مقدس کتاب میں ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا
أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ
پ ۳۔ س بقرة۔ ر ۵

ایمان والو!۔ اپنی کمائی اور زمین کی عمدہ برکات
سے جو ہنے تمہارے لئے نکالے ہیں اچھی اچھی چیزوں
خدا کی راہ میں خرچ کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اكُلُوا
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ
وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْبُدُونَهُ
پ ۲۔ س بقرة۔ ر ۵

اے ایمان والو!۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیزوں
سے نہایت شہری اور پسندیدہ کامیون کو کھاؤ۔ اور
اللہ تعالیٰ کا شکر یہ کرو۔ اگر اسکے فرمانبردار ہو۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا
بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِنُكُلُوا
فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ
بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ
پ ۲۔ س بقرة۔ ر ۵

آپس میں ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طور پر مت
بہاؤ۔ اور نہ اپنے مالوں کو حکام تک پہنچاؤ کہ
اس ذریعہ سے لوگوں کے اموال کو دباؤ اور جان بوجھ
بدی میں مبتلا رہو۔

وَلَا تَقْرُبُوا الرِّبَا إِثْمًا
كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ
بُذْرًا

بدکاری کے پاس بھی نہ جاؤ زنا بڑی بیحیائی۔ اور
برائی ہے اور بُری راہ ہے۔

| | |
|--|---|
| | سید ۱۵۔ اس کی اسرائیل۔ ۱۴ |
| <p>اور ایمان والو!۔ شراب۔ قمار بازی۔ بت پرستی۔ شکون لینے پہ شیطانی کام بڑے ہی گندے ہیں پس ان سے بچو تو کہ نجات پاؤ۔</p> | <p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَأَجَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝</p> <p>پ۔ ۱۵۔ س مجائدہ۔ ۱۴</p> |
| <p>بستم عیاشی سے یہاں تک نفرت دلائی کہ بدکار عورتوں اور کبیوں سے نکاح کے بارے میں کہا۔</p> | |
| <p>بدکار تو بدکاروں یا بت پرست عورتوں کو ہی نکاح کرتے ہیں اور بدکار عورتیں بھی ایسی ہیں کہ انہیں بدکار یا مشرک ہی بیاہیں اور ایمان والوں پر تو یہ باتیں حرام ہی ہیں۔</p> | <p>أَلَمْ تَرَ أَنِّي لَأَنتَكِمُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ كَرْمَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ لَا يَنْكِحُهَا الْمُؤْمِنُونَ إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحَرِّمٌ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝</p> <p>پ۔ ۱۸۔ س نور۔ ۱۷</p> |
| <p>بست و حکیم سرفراز حق تلقی اور غرور کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے</p> | <p>وَأَبِى ذَٰلِ الْقُرْبَىٰ حَقُّكَ وَ رَشْتَةُ دَارُونَ يَسْكِنُونَ يَسْأَلُونَ كُلَّ كَرْمٍ حَقَّ دَارِهِ</p> |

| | |
|--|--|
| <p>اور فضولی مت کرو۔ فضولی والے شیطانوں کے وَلَا تَبْذُرُوهُنَّ أَهْلَ الْمَبْنِیِّ بَيْنَ كَلْفِ الْإِخْوَانِ الشَّیْطَانِ - پ ۱۵ - من تبی اسرئیل - ۲۳</p> | <p>الْمُسْتَكِينِ وَابْنِ السَّيْلِ وَلَا تَبْذُرُوهُنَّ أَهْلَ الْمَبْنِیِّ بَيْنَ كَلْفِ الْإِخْوَانِ الشَّیْطَانِ - پ ۱۵ - من تبی اسرئیل - ۲۳</p> |
| <p>اترنا ہوا زمین پر مت چلا کر۔ کیا تو زمین کو پہاڑیگا کہی نہیں۔ اور اونچائی اور بلندی میں پہاڑ کو نہ پہونچیگا۔ تمام چھ بڑی باتیں تیرے رب کو ناپسند کُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّهِ - رَبِّكَ مَكْرُوهًا پ ۱۵ - من تبی اسرئیل - ۲۳</p> | <p>وَلَا تَقْشِرُوا فِي الْأَرْضِ قَرَصًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّهِ - رَبِّكَ مَكْرُوهًا پ ۱۵ - من تبی اسرئیل - ۲۳</p> |
| <p>رہی یہ بات کہ یہ قصص قرآن میں کیوں ہیں سو اس پر گزارش ہے۔ آدم و حوا۔ شیطان کا قصہ صفحہ نمبر ۱۹۰ تصدیق سے شروع ہوتا ہے۔ اس پر غور کرو۔ کیا صرف کہانی ہے؟ سیدنا موسیٰ نبی و نوح نبی و لوط علیہم السلام کے مختصر قصے تصدیق نمبر ۱۹۰ میں مندرج ہیں لقمان ص ۶۳ وسکتہ در نمبر ۶۱۔ یاجوج ماجوج کے قصے تصدیق صفحہ نمبر ۶۸ میں مذکور ہیں سنگ اسود کا تذکرہ آگے آتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اس وقت سنا دیتے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں کہ کیا یہ کہانی لغو ہے یا تمام بلند پروازیوں اور ترقیوں کی جڑ ہے۔</p> | <p>رہی یہ بات کہ یہ قصص قرآن میں کیوں ہیں سو اس پر گزارش ہے۔ آدم و حوا۔ شیطان کا قصہ صفحہ نمبر ۱۹۰ تصدیق سے شروع ہوتا ہے۔ اس پر غور کرو۔ کیا صرف کہانی ہے؟ سیدنا موسیٰ نبی و نوح نبی و لوط علیہم السلام کے مختصر قصے تصدیق نمبر ۱۹۰ میں مندرج ہیں لقمان ص ۶۳ وسکتہ در نمبر ۶۱۔ یاجوج ماجوج کے قصے تصدیق صفحہ نمبر ۶۸ میں مذکور ہیں سنگ اسود کا تذکرہ آگے آتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اس وقت سنا دیتے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں کہ کیا یہ کہانی لغو ہے یا تمام بلند پروازیوں اور ترقیوں کی جڑ ہے۔</p> |

| | |
|---|---|
| <p>ہملاؤ یہ بیان تو کرو۔ اس شخص کی طرف جسے ابراہیم راستہ باز سے رب کی بابت بحث کی۔ کیا یہ بحث بدلہ ہی اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پادشاہی سے رکھی تھی۔ جب ابراہیم علیہ السلام راستہ باز نے کہا میرا رب تو ایسا طاقتور ہے۔ کہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ تو اوس نادان (غور کرو)۔ کیا جواب دیا نہیں ہی مارتا اور زندہ کرتا ہوں۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ ایسا نادان ہے۔ کہ زندہ کرتا اور مارتا ہی نہیں سمجھتا۔ تو فرمایا۔ اچھا اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق کی جانب سے طلوع کرتا ہے۔ تو سورج کو مغرب کی طرف سے لاؤ دکھا۔ اتنی بات سن کر کافر بعلین جہانکھنہ لگا۔ اور اللہ تعالیٰ تو ایسے بدکاروں کو بحث کی سمجھ بھی نہیں دیتا۔</p> | <p>اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِي جَعَلْنَا اِبْرٰهِيْمَ فِي رَبِّهٖ اَنْ اَشْكُرَ اللّٰهُ الْمَلِكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ يٰرَبِّي الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ اَنَا اَحْيٰ وَاُمِيتُ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يٰنَبِيَّ بِالْشَّيْءِ مُزِجُفٍ فَاَتَتْ هِمَا مِّنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ پ ۳۔ س بقوم۔ ۲</p> |
| <p>اور بیان کر دے اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ یہ ہے وہ راستہ باز بنی تھا۔ ابراہیم نے اپنے باپ کو کہا اے پیارے باپ کیون بتوں کی پرستش کرتا ہے۔ وہ تو تمہاری دعاؤں کو سنتے نہیں۔ تمہاری حالت کو دیکھتے نہیں۔ اور اگر سنتے اور دیکھتے ہی تو تمہاری کچھ بھی حاجت براری نہیں کر سکتے۔ میرے</p> | <p>وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ لَا تُبَدِّلْ لِي تَعْبَادًا مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يَبْصُرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا يٰاَبَتِ اِنِّي قَدْ جِئْتُكَ مِنَ الْعِلْمِ</p> |

| | |
|---|---|
| پیارے باپ۔ مجھے تو خدا پرستی کے فائدہ کی بجائے | مَا لَكُمْ يَا نِيكَ فَاتَّبَعْتُمْ هَذَا |
| ہے مجھے معلوم ہے۔ کہ بت پرستی ہمارے مذہبی۔ | صَلَاةُ سَيُوكَا يَا بَت لَا تَعْبُدُ |
| اخلاقی۔ وغیرہ وغیرہ میں مضرب ہے۔ مگر افسوس | الشَّيْطَانُ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانُ |
| تجھے ان باتوں کی خبر نہیں۔ پس تجھے چاہئے میرا | الْمَنْعَمِينَ عَصِيَا يَا بَتِ اِنِّ |
| کہا مان۔ میں تجھے سیدھی راہ بتا دوں گا۔ اے | اَصْحَابُ اَنْ يَمْسَكَ عَذَابُ |
| پیارے باپ نافرمان اور رحمت سے دور شیطان | مِنْ اَرْحَمِنَ فَتَكُونُ لِلشَّيْطَانِ |
| کی فرمانبرداری مت کر۔ شیطان تو رحمن جیسے محسن کا | وَلِيًّا قَالَ اَرَا عِبَادُ اَنْتُمْ |
| نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ بے ریب بھج | اِلَهِي يَا اَبْرَاهِيْمُ لَنْ |
| تو ڈرے۔ کہ تجھے رحمن بھی عذاب دے۔ اور تو | لَمْ تَنْتَهُ لَا تَجْعَلْ وَاهٍ فِي |
| شیطان کا ساتھی ہو جاوے۔ ابراہیم کے باپ | مَلِيًّا قَالَ سَلِّمْ عَلَيْكَ |
| نے جواب دیا۔ کیا تو ہمارے بتوں سے پہر گیا۔ اگر | سَاَسْتَغْفِرُكَ رَبِّي اِنَّهٗ كَانَ |
| تو اپنے خیال و اعتقاد سے نہ ٹلا۔ تو میں تجھ کو نگار | فِي حَقِّيًّا وَاَعَزَّ لَكُمْ وَمَا |
| کر دوں گا۔ پس چاہئے۔ کہ تو مجھ سے بچ کر کہن چلا جا | تَدْعُونِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَ |
| ابراہیم نے کہا تجھے بڑے اعتقاد سے سلامتی ہے۔ | اَدْعُوا رَبِّي عَسَى اَنْ اَكُونَ |
| میری طرف سے تجھے دیکھ نہ پہونچے۔ میں تو | بِدَعَاءِ رَبِّي شَفِيًّا فَلَمَّا |
| بہر حال اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگوں گا | اَعْتَرَكُمُ وَمَا لِعِبَادُونَ |
| وہ مجھ پر مہربان ہے۔ اور تم سے۔ اور تمہارے | مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَيَّا لَكُمْ |
| بتوں سے جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو سب کے | اِسْمًا وَيَعْقُوبُ كُلًّا جَعَلْنَا |
| الک ہوں۔ اور صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں | نَبِيًّا وَوَهَبْنَا لَهُمُ مِّنْ قَبْلِ |

| | |
|--|--|
| <p>اور امید ہے۔ کہ جسطرح تم بتوں کو پکار کر پورے کامیاب نہیں ہوتے۔ یقیناً میرا حال ایسا ہوگا۔ پس جب ابراہیم ان لوگوں سے اپنے بت پرست باپ اور اپنی بت پرست قوم اور ان کے بتوں کو الگ ہوا۔ تو اسے اللہ تعالیٰ نے بنی بیٹا اسحق جیسا اور نبی پوتہ یعقوب جیسا عطا فرمایا۔ اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اتنے انعامات بخشے۔ جنکے بیان کی حاجت ہی نہیں۔ کیونکہ بڑی خاندان کے برکات ظاہر ہیں۔ تمام دنیا کے لوگ ان کی مرج اور ثنا کرتے ہیں۔</p> | <p>وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا پ ۱۶۔ س مریم۔ ۳۲</p> |
| <p>ابراہیم کی وہ خبر اپنی ریہ سنا۔ جب اُس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا۔ کہ تم لوگ کسی پرستش کرتے ہو۔ ابراہیم کو باپ اور قوم نے جواب دیا کہ ہم تو بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں کے پاس بیٹھ رہتے ہیں ابراہیم نے کہا۔ کیا یہ بت تمہاری پکار کو سنتے ہیں۔ یا کیا تم کو نفع دیتے ہیں یا تم کو کوئی دکھ دیتے ہیں۔ بت پرست لوگوں نے جواب دیا۔ ہم بت پرستی کی دلیل تو نہیں دیتے مگر بتنے اپنے بزرگوں کو پایا ہے۔ کہ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ بت</p> | <p>وَاتِلْ عَلَيْهِمْ نَبَاَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِلْأَيُّتَةِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا لَنَعْبُدَ آصْنَانَا مَا فَتَنَّا لَهُمَا عَافِيَيْنِ قَالَ هَلْ لَيْسَ عُونُكُمْ إِذْ تَدْعُوْنَهُ أَوْ يَنْفَعُوْكُمْ كُفُّ أَوْ يَضُرُّوْنَ قَالُوا بَلْ جَدُّنَا أَبَاءُ نَاكَذِبُ لَكَ يَفْعَلُوْنَ قَالَ أَتَأْتِيْتُمْ مَا كُنْتُمْ</p> |

تَعْبُدُونَهُ أَنتُمْ قَائِلُوا كُفُّوا
إِلَّا قَدَمُونَ ۖ فَاتَّهَمُوا
عَدُوًّا لِّلرَّبِّ الْعَالِينَ
الَّذِي خَلَقَنِي مِمَّا يَهْدِي
وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي كَيْفَ يَشَاءُ
وَإِذَا أَمَرْتُ فهُوَ يَسْتَفِينُ
وَالَّذِي يُبَيِّنُ لِي نَجَاتِي ثُمَّ يُخَيِّبُنِي
وَالَّذِي فِي كُلِّ شَيْءٍ مُّخْتَلِفٌ
يُفَصِّلُ الْخَطِيئَاتِ يَوْمَ الدِّينِ
رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَارْحَمْنِي
بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ
صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ وَاجْعَلْنِي
مِنْ ذُرِّيَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ
أَعْفِرْ لِي إِنِّي كَانُ مِنْ
الضَّالِّينَ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ
يُبْعَثُونَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ
وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ وَأَرْزُقْنِي الْجَنَّةَ
لِلْمُتَّقِينَ ۚ

ابراہیم نے جواب میں کہا۔ سُنو تم بت پرستی کے
معتقد تو کہا کرتے ہو۔ کہ جنکی پرستش ہم کرتے
ہیں۔ اگر ہم چوڑ بیٹھیں۔ تو شاید ہمیں دکھ میں
سُنو! جن لوگوں کی تمنے اور تمہارے باپ دادا
پرستش کی۔ وہ سب کے سب۔ مجھے بُرے
لگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ رب العالمین کے سوا کوئی
بھی مجھے پیارا نہیں۔ وہی رب جسے مجھے پیدا کیا۔
اور وہی میرا راہ نما۔ اور مجھے منزل مقصود تک
پہنچانے والا۔ وہی جو مجھے کھانا دیتا ہے۔ اور پانی
پلاتا ہے۔ اور جب کہی اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہوں
تو فضل سے شفا بخشتا ہے۔ وہی جو مجھے مارے۔ اور
پہر جلاوے۔ وہی جس پر مجھے امید ہے۔ کہ بُری اعمال
کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کے وقت مجھے معاف
دیگا۔ اے میرے رب مجھے سمجھ عطا کر۔ اور پہلے
لوگوں کے ساتھ رکھ۔ اور مجھے اپنی
انعام والی جنت کا وارث کر۔ اور میرے باپ پر
عفو کر۔ وہ تو بھولا اور بہک گیا۔ اور مجھے قیامت
میں ذیل ذکر۔ قیامت کا وہ دن ہے جس میں مال
اور اولاد کام نہ آوے۔ مگر وہی نجات پاوے جو

بپ ۱۹- سن شعر - دہ اللہ تعالیٰ کے پاس سلامت وامے دل کے ساتھ آیا۔

مکذب - ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا بعد اظہار کل قرآن شریف کے ہر چند غور و فکر سے دیکھا کوئی ضرورت الہام قرآن کی بنیاد گمان نہ ہو سکتی۔ چہ جائیکہ ثبوت و اطمینان سوائے قصص جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف شریف کرے جو دید مقدس میں نہو تب ہمیں ہی موقع کلام کا ہو۔

مصدق ایک پادری نے قرآن کریم کی عدم ضرورت پر ایک رسالہ بنایا۔ عدم ضرورت قرآن، لکھا ہے۔ یہاں مکذب براہین نے وہی مضمون اپنے مطلب پر لا ڈالا ہے اس جگہ کوئی اپنا کمال نہیں دکھایا۔ رسالہ عدم ضرورت قرآن کے مصنف سے میرے ایک دوست نے بالموافقت گوین کہا ہے۔ پادری صاحب! دنیا میں نیک ہی گزر چکے ہیں۔ اور بدکار بھی کتابوں کے مصنف ہی خدنگ پیدا کر چکا اور تصنیفات کو تباہ کر دینے والے عیسائی بھی جیسے ڈکلائن اینڈ فال آف رومن اسپائر وغیرہ میں اسکندریہ کے عظیم اشیان کتب خانہ کے بابت مذکور ہے۔ اور جیسے جویون کے اعمال سے ظاہر ہے کہ پچاس ہزار کی کتابیں انکی تعلیم سے ہلا دی گئیں (دیکھو اعمال ۱۹ باب ۱۹)

اور آریہ دت میں بدھ اور جینیوں نے کتابیں جلا دیں جیسے ستیا رتھ پرکاش طبع اول کے صفحہ نمبر ۳۱۲ میں مندرج ہے۔

پادری صاحب! برے اور پہلے سب تو ہو چکے اب اللہ تعالیٰ کے کوچے لوگوں کے پیدا کرنے اور بروئے کے خالق ہوتے کی کیا ضرورت ہے۔

پادری صاحب اس سوال کے جواب سے اس وقت ہی قطعہ تھے بلکہ آج ہی چپ ہیں
 مگر میرا اس کتاب میں پادریوں کے جواب دینے کا ارادہ نہیں اور نہ میری مخالفت
 کا منشا ہے کہ انہیں ایسے جواب لکھے جاویں۔ بلکہ بیان تو یہ تفتیش ہے کہ قرآن کریم
 نے اپنی ضرورت کو کس طرح ثابت فرمایا ہے۔ اسلئے مجھے یہ بیان کرنا پڑا کہ
 قرآن کریم اپنی وجہ ضرورت میں کیا کچھ بیان کرتا ہے سو ان وجوہات کو لکھنا پڑا
 مگر استفادہ کرنے سے چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ کہ مکتذب نے تلمذیب کے صفحہ نمبر ۵ میں
 لکھا ہے ”ہم لوگ جو ناسخ کو مانتے ہیں کسی کا اہام پانے سے محروم رہنا اسکی شامت
 اعمال جانتے ہیں کہ پس ہم آریہ کو کہتے ہیں ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کسی
 ایسی بد عملی میں گرفتار نہ تھے جسکی شامت کے باعث اہام سے محروم رہتے۔“

سوچو۔ ۱۔ اور غور کرو۔ ۱۔ قرآن کریم ہمارے سید و مولا جناب رالتماب صلی اللہ
 علیہ وسلم کو قرآن لانے والا رسول ثابت کرنے اور حضور علیہ السلام کو قرآنی مادی
 بنانے پر فرماتا ہے کہ اس قسم کا عہدہ رسالت و نبوت کا عطا کرنا ایک خاص شخص
 کی نسبت ہمارا فضل ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بے قیود و مطلق نہیں
 ہو سکتا۔ اسلئے کہ ہمہ قدرت ہمہ طاقت کا فضل ہے۔ اگر ایک شخص کے حال پر
 بار بیٹھا کی نظر عنایت ہو اور اللہ تعالیٰ اسے مغز و ممتاز مادی اور رسول
 بنانا۔ اور اسے قرآن جیسی کتاب دینا چاہے اور پھر رسول نہ بنا سکے اور قرآن
 جیسی کتاب نہ دے سکے تو کیا اللہ تعالیٰ قادر مطلق کی طاقت بیکار نہ ہوگی؟۔

اس ہمارے سید ابن ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی
 نسبت جب آپ کے پہلے مخاطبوں میں سے چند نا سمجھ اور نا عاقبت اندیشوں کا

اسی قسم کا اعتراض کیا تھا۔ تو وہ دو گروہ تھے۔ عرب کے قدیم باشندے اور یہود۔ دونوں کو قرآن کریم میں اس طرح جواب دیا گیا۔ اول عربوں کے سوال کے اس طرح نقل فرمایا ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْفَرِثِيِّينَ عَظِيمٍ اَوْ جَوَابِ
مِنْ فَرَايَاہ۔ اَهُمْ لَيَفْسِدُوْنَ رَحْمَتُ رَبِّكَ اِنْ كُنَّ قَوْمًا لَا يَفْقَهُوْنَ مَعِيشَتَهُمْ
فِي الْاَلْحَادِ النَّانِيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّبَلِّغُكَ بَعْضَهُمْ بَعْضًا
سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَكْتُمُونَ

اس سوال و جواب میں ایک لطیفہ غور کے قابل ہے۔ اُٹھی۔ اُن پڑہ۔ عربوں نے یہ تو نہ کہا کہ رسول کیوں ہوا؟ اور اللہ تعالیٰ نے کیوں رسول کریم بھیجا؟ کیونکہ آخر اتنی تو سمجھ رہے تھے کہ رسولوں کا آنا ملہوں کا پیدا ہونا بیوجہ نہیں ضرور ان کا بابرکت وجود برکات کا شمر ہے مگر یہ یہ کہا کہ رسولوں کا آنا بے شک ضروری اور فضل ہے۔ پر جنبہ دینی فضل ہو رہا ہے وہی اس روحانی فضل کے مورد کیوں نہ ہو؟ اگر میری رسول ہوتے تو بڑی کامیابی ہو جاتی۔ پاؤ ریو!۔ آریو!۔ کاش تم اتنی عقل رکھتے! اور جواب سے یہ ظاہر کیا جب دینی ترقیات کو دیکھتے ہو کہ بعض ترقی کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے

ملہ اور عربوں نے کہا یہ قرآن کلام و طایف کے کسے بڑے آدمی پر کیوں نہ اترے؟
اس قرآن کا نازل ہونا قرآن کا نازل ہونا تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اتنا ہی نہیں سمجھتے کہ دنیا کے گزرا سے میں نبی ہوں
ہی تنہا کہ کچھ اور بعض کو بعض پر مختلف درجوں کے فضائل دیگر عزت بخشی ہے تو کہ ایک دوسرے کے کام کو میں بادشاہ
رعایا کا خادم اور عیال بادشاہ کی خدمت گزار عیال ہری دنیا دولت کی تقسیم لوگوں کی تجویزوں پر نہیں تو نبوت و رسالت
قرآن تمام چیزوں پر کہہ ہو جسکو یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کیا اس رحمت و فضل کو یہ لوگ اپنے ناقص نقل و پیغمبر کرنا
چاہتے ہیں۔ پتہ ۲۵ - ۹

ہیں اور بعض سخت تنزل میں گرفتار۔ پس معانی معاملات کو دنیا کو حال پر کیوں نہیں قیاس کرتے جیسے دنیاوی عزتوں کی تقسیم الہی ارادوں اور اسکے قدرتی اسبابوں پر ہو رہی اور تمہاری عقلیں دماغ پوری حاوی نہیں ایسے ہی روحانی عزت بھی جس کا اعلیٰ حصہ نبوت و رسالت ہے۔ تمہاری غلط منطق سے کیوں نہیں مل سکتی۔ مان یہاں ختم نبوت پر بحث ہو سکتی ہے۔ مگر وہ دوسری بحث ہے جو عنقریب ہم خود بیان کریں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ اور یہود اور عیسائی ضرورت قرآن کے دریافت کرنے والوں کو فرمایا۔

اَمْ يَحْضُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلٍ فَقَدْ اَتَيْنَا آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيْمًا

عیسائی یہودی مانتے ہیں کہ ابراہیمؑ استباز کے ساتھ اسکی راستبازی پر وعدہ کیا کہ اسکے گہرانے کو مغرور و ممتاز کیا جاوے۔ اور اسکے گہرانے تمام گہرانے برکت پاویں۔ (پیدائش ۱۲ باب ۵)۔ یہ وعدہ جیسا اس استباز سے الہامی طور پر کیا گیا ویسا ہی احمد اللہ اسکا ظہور مشاہدہ میں آتا ہے۔ غور کرو۔ آریہا گہرائی کی کتابونجی اشاعت اور ابراہیمؑ گہرائی کی تعلیمات کی اشاعت دیکھیں ابراہیمی تعلیمات کی اشاعت عیسائیوں کے ذریعہ سے ہون یا اہل اسلام کے وسیلہ سے۔

یہود نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے مدینہ طیبہ میں ایک دوا کہیلا۔ اور

کہ کیا ان یہود اور عیسائیوں کو یہاں یہ خدا یا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یوں میں رسول بھیجا اور اس کتاب دی تو انہیں کون تم ابراہیمؑ کے فرزند ہو۔ اب یہی تو کتاب اور حکمت اور بڑی بادشاہت ابراہیمؑ کی نسل کو ملی ہے کیونکہ اسمعیل ابراہیمؑ پہلو تھا اور قریش جنہیں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہوئے ایسی اولاد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہوئے ابراہیمؑ کی نسل والو اسعبدہ رسالت ابراہیمؑ کے گہر سے نہیں نکلا پس تمہیں کیوں خدا کیا۔ سچا رہو۔

حضرت علیہ السلام سے لوگوں کو بتایا اور کہا

وَلَا تَقُولُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا بِمَنِّكُمْ

اسکے جواب میں قرآن فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ أَلْهَدْتُمْ هُدًى مِنَ اللَّهِ أَنْ يُؤْتِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ مَالًا أَوْ تَبْنِيَهُمْ أَوْ يُجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

سَيُؤْتِيَكُمْ قُلُوبًا رَافِعَةً ۚ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

غرض اللہ تعالیٰ کا وہ فضل۔ ارادہ علم اور قدرت جسے وہ مخلوق کو پیدا کرتا۔ اور

عزت کے لائقوں کو عزت دیتا ہے۔ اسکی انگلیں اور اسکا پورا ہونا ایک لادہبی امر

ہے۔ کیونکہ اسکا کوئی مانع نہیں۔ جب سیدنا نبی عرب کو اسنے اپنے خاص فضل اور

رحمت سے نبی رسول۔ رسولوں کا سردار رسولوں کا خاتم بنایا۔ اور اسے قرآن

جیسی ایک کتاب دینی چاہی تو اس قادر مطلق کے فضل و ارادہ کا کون مانع ہے

یہ دنیا۔ اور دنیائے لوگ اسکا ملک اور ملک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے ملک کی

رعایا پر مختلف جہانی حکام بنایا کرتا ہے تو کہ انکا انتظام دنیا میں کسی قدر امن کو

قائم رکھے۔ روحانی انتظام جہانی انتظام سے زیادہ ضروری اور توجہ کے قابل

ہے۔ اگر دنیا کے انتظام کیواسطے اللہ تعالیٰ نے مختلف ناظم بھیجے تو دنیوی

انتظام سے زیادہ دینی روحانی انتظام کیواسطے کئی ناظموں کا آنا ضروری نہیں!

اے لو کہدے وہ خاص ہدایت جسے الہی کہتے ہیں وہ تو یہی ہے کہ وہ باحوالے کوئی مثل اسکی کہ دیکھو

ترمذی (۱۸) باب ۱۸) بلکہ تہجرت میں غالب آوے تمہارے پاسنے رب کے سامنے تو کہدے یہ نبوت

اور رسالت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اسکیکے اتہہ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسیع و علم والہ خاص

عزت و رحمت جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والہ ہے۔ پت ۳۲ من الاموال

دوسری ضرورت

جزیرہ نما عرب کے لوگ الہیہ مواظبت سے مدت تک محروم رہے۔ توریت اور انجیل نے عرب کے جیتنے میں کوئی کامیابی نہ دکھائی۔ پہلا میدان جسکی تعلیم سے ہم آریہ ورتی لوگ باوجود کوشش کے ہی واقف نہیں ہو سکے۔ کیونکہ فائدہ اٹھانے کا تجربہ نہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ تمام بلاد کے لوگ بیرونی یا اندرونی یا دونوں قسم کے معلموں کی تعلیمات کو قبول کرتے اور مان سکتے ہیں اور جیسی جہانی فتوحات میں بیرونی لوگوں کے محکوم بن جاتے ہیں۔ ویسے ہی روحانی فتوحات میں دینی فاسخوں کے ماتحت ہو سکتے ہیں۔

یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ پرجوا فرشتامی مذہب کا پڑا ہے۔ اسے ظاہر ہے۔ کہ اصل اور پاک عیسائیت درکنار اور سیدنا مسیح علیہ السلام کا رسول ماننا کیا۔ یلوگ ابن اللہ بلکہ خود خدا ماننے کو تیار ہیں۔ ہند۔ سند۔ افغانستان۔ چین کے حالات ظاہر ہیں۔ کہ چین والے تو نہایت کمزور قوم آریہ ورتوں سے ایک غیر الہامی شخص کو تم کی تعلیم ماننے کے لئے ہی تیار ہیں اور بلاد کی حالت پر اگر نگاہ کو دوڑاؤ۔ اور افریقہ کی اندرونی اس پہلاؤ پر نظر کرو جس میں اسلام سر توڑ اور کچھ عیسائی مذہب ترقی کر رہا ہے۔ تو میری اس عرض کی صداقت پر ناظرین کو کلام نہ ہوگا۔ تجربہ اور شاہدہ نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ صرف عرب کو بلکہ قریش اور ان میں ہی حجازی اور اہل مکہ ہی خصوصیت اس دنیا میں ہے۔ لوگ ہیں جن پر عام طور سے غیر قوموں کی ظاہری یا باطنی تاثیر نے اثر نہیں کیا۔ (دیکھو یرمیاہ کی کتاب ا۔ باب ا۔ ج)

دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گذری جسکے مرکز پر بیرونی حملوں کے زد کا اثر نہیں پہنچا جسے ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ نیوہولینڈ۔ نیوزی لینڈ وغیرہ اور انکی یروشلم اور پیٹرامون کے معبد۔ پارسیوں کی ایرانی آتشکدہ بابل۔ کائنشی جی۔ لاسہ۔ انطاکیہ وغیرہ کو دیکھ لیا۔

کسی بین مکہ یا مکہ والوں کی آن نہ دیکھی۔ جب دنیا پر۔ اور دنیا کے مادیوں پر اور مادیوں کے جان نثار مشنریوں پر محبت کے طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ کوئی بھی عرب کے مرکز تک رستہ بازی کو کامل طور پر نہ پہنچا سکا۔

جب پہلے آپیشکون اور مشنریوں نے اس قوم عرب کی نسبت یہ کمزوری دکھائی اور انہر اتمام محبت نہ کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل۔ اور رحم نے جوش

مارا۔ اور اس قوم کو محروم نہ کہا بلکہ وہاں ایسا مادی پیدا کر دیا اور اسے قرآن جیسی

کتاب دی۔ جسکی قوی تاثیر نے وہ تمام صداقتیں اور رستہ بازیان جو

دنیا بھر کے لہجوں کے پاس اور پاک کتابوں میں منہج تھیں۔ مرکز عرب کو بھی پہنچا دیں اور اس طرح جو الزام دنیا کے رستہ بازی مشنریوں پر تھا کہ انہوں نے اپنا پورا کام

نکلیا یعنی مرکز عرب کو نہ جیتا۔ سکو اٹھا دیا۔ اور ان رستہ بازیوں اور رستہ بازیوں

کی بدلہ میں حضرت نبی عرب اور قرآن کریم نے کفایت کی۔ اور رستہ بازیوں کے

سچے ارادے کی تکمیل قرآنی ضرورتیں ثابت کر دی ترقی چونکہ بتدریج دنیا میں

پہنچتی ہی۔ اسلئے وہ تمام صداقتیں ہمارے سید و مولے محمد رسول اللہ صلی

علیہ وسلم کی طفیل اول عرب کے مرکز اور تمام عرب میں پہنچیں۔ پھر اس کے

جانشینوں کی وساطت سے اور بلاد میں پھیل رہی ہیں اور اسید

ہے آہستہ آہستہ تمام دنیا پر اس مجموعہ صداقتوں کی حجت قائم ہو جائے گی۔ چونکہ تجربہ بہرہ پر مشاہدہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اور لوگوں پر اور ان کی مرکز پر مختلف مشنریوں کا اثر پڑتا رہا۔ اور ان مشنریوں پر اور ان کے مرکز پر عرب کا اثر پڑ سکتا ہے۔ تو اس نیچر کے تجربہ اور مشاہدہ سے پورا یقین ہے۔ کہ تشریعی نبوت ختم ہو چکی۔ کیونکہ اب کوئی برا عظیم نہیں رہا جسکے عام باشندے ایسے ہوں کہ انہیں کسی قومی اہمیت مشن کا اثر نہ پڑ سکے۔ بلکہ کل دنیا کا اثر دوسرے پر۔ اور عرب کا اثر دنیا پر ثابت ہو چکا۔ اب موجودہ دنیا پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ عرب کا درہ مستقل۔ وفادار استیلا مشن قائم ہو تو تمام قومیں اسکی بات ماننے کو تیار ہیں اس مضمون کو قرآن کریم طرہ بیان فرماتا ہے۔

وَهَذَا الْكِتَابُ أَنْزَلْنَاهُ مَبَارَكًا فَاتَّبِعُوهُ وَالْتَقُوا إِلَيْكُمْ تُرْجَمُونَ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَأَنْزَلْنَا عِزِّدِينَ اسْتَهْمَ لَغْفِيلَيْنِ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا أَهْدَى مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَاتٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةً

لَمْ يَكُنِ السَّادِينَ كَقَرُّوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ

یہ بارگاہ کتاب ہے جسے ہی امارا۔ پس اس کے مطابق عمل درآمد کرو اور اپنے آپ کو ان فرامانی کے بذاتجہ سے بچائی رکھو تو کہ رحم پاؤ یہ کتاب تمہیں اسلئے دی ہے کہ کہیں یہ نہ کہنہ دو کہ الہی کتاب ایسے پہلے ایسے دو گروہ یہود و عیسائیوں کو اتاری گئی۔ جنکے علوم سے ہم بے خبر تھے۔ یا یہ نہ کہہ دو اگر ہمیں الہی کتاب ملتی۔ تو ہم پہلوں سے زیادہ راستی کے راہ پر چلتے۔ پس سزا تمہارے رب کی طرف سے تمہیں کبھی مفصل کتاب ملی ہے۔ جو راہ نما و رحمت ہے۔

مَنْفَكَيْنَ حَتَّى نَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَشْلُقُ أَصْحَافًا
مُّطَمَّعَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝

عرب جو دنیا پر کوجم کا خطاب دیتے تھے کیا نہیں کہہ سکتے تھے۔ ہم عجوبہ گو نگون کی کب
مانیں۔ کہنے عرب کو

وَأَعْلَمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرُّوا ۚ وَأَذْكُرُوا الْفَيْتَةَ لَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ كَذَلِكَ يُضَاهِي
فَالْفَبْنَ قُلُوبِكُمْ كَالْعَمِّ دَكِرَةٍ فَاصْبِرُوا بِرَحْمَةِ اللَّهِ إِلَى الْخُلُوفِ ۚ كَالْقَبِ دَا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ جَمِيعًا كَسْ لَہ۔ ذرہ اسکا نشان دو !

تیسری ضرورت

دنیا میں ہم سادات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہوں نے بقدر
امکان راستی اور سربازمی کو دنیا میں پہنچایا۔ مگر انکے ناعاقبت اندیش۔ اور
جھوٹے بلکہ سمجھ پیڑوں نے انکی پاک تعلیم میں نا فہمیوں کو ملا دیا اور اس میں ختلاف
مچایا۔ ہندوؤں نے اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ کئی اوتاروں۔ کچھ۔ مچھ۔ اور سور۔
کے شہکال پر دنیا میں آنا اعتقاد کیا۔

عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے خاکسار بندے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ
وسلام کو خدا یا خدا کا ازلی بیٹا یقین کیا۔ بلکہ ان میں رومن کہتے لوگ نے سیدنا

صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا اور مشرک کہی اپنی جہتی نہ ملنے اگر اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ کا رسول جو کہلی دلیل ہے نہ آتا۔ اور
وہ ایک صحیفہ جن میں کئی مضبوط کتابیں جو دین مذہب نہ سنا تا۔ پتا۔ سورہ مینہ۔ ۲

اللہ تعالیٰ کے سے پہنچا رو کیا معنی تمام کمال ظاہر و باطن الہی اور دیکھ کر ہو جائے اور یہاں کہ کچھ خدا کے اور کچھ غیر کے
بے ہو اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو تو سوچو۔ تم کیسے آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔

اسلام کے باعث تم سب کے ایک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپس میں بہائی بہائی ہو گئے ایک دوسرے کے غیر خواہ
ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے۔

۱۔ اولوگو۔ ۱۔ ہے یہی جن تم سب لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

سیح کی والدہ صدیقہ مریم کو بھی معبود ٹھہرایا۔ یہود و بن نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہنچائی۔ آریہ بھی اے تو یہاں تک گرے کہ باری تعالیٰ کی ہمہ قدرت سرشب کتیمان ذات کو اپنے پرتقیاس کر کے کہہ دیا جیسے بدون میٹر اور مادہ کے مخلوق میں کو کسی شخص کوئی چیز نہیں بنا سکتا۔ باری تعالیٰ سے ہی بدون مادہ کے کسی چیز کا بننا آئندہ اور محال ہے۔ اور اس فاسد قیاس کے باعث کروڑوں کروڑ ذات عالم کو غیر مخلوق۔ کروڑ کروڑ ارواح کو غیر مخلوق کہہ بیٹھے۔

ابدی نجات کی سچی طلب ہر سلیم الفطرۃ کے قلب میں موجود ہے۔ اس کے حصول کی واسطے لوگ کیسے بھول ہو تیاں میں پڑے ہیں پیچہ تو یقین کر لیا ہم ابراہیمؑ راستہ کے فرزند ہیں صرف اسی رشتہ کے باعث نجات پا جائیں گے جیسا کہ مین لکھتے ہیں

لَنْ نَسْتَنْتَا النَّارَ اِلَّا اَنْتَا مَا مَعْدُودَةٌ

عیسائی تو ایسی حالت میں جا پڑے۔ کہ اپنی ساری لغتوں ملامتوں کے بدترین حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ ملعون بنایا۔ (دیکھو نامہ گلستان ۳ باب ۱۳۔)

اور بعض نے مع بعض آریہ ورتی سادہ ہون کے رہبانیت اختیار کی۔ آریہ جو گہیرائے اور بھولے تو تناسخ کے قائل ہو کر ابدی نجات کے ہی منکر ہو بیٹھے۔ اور بعض آریہ ورتیوں نے تو اپنی نجات کے واسطے باری تعالیٰ کو ستوا اور کچھ اور کچھ۔ تک اتار لینے والا مان لیا۔

لہ گئی گشتی کے دن ہی ہیں تو آگ چھوئے گی سپر نجات پا جائیں گے۔

ایسے لوگوں کے واسطے ضرور تھا۔ کہ ایک زبردست ملہم والہا م آوے جو ان کو ان عظیم الشان غلطیوں سے بچاوے یا آگاہ تو کر دے۔ اور وہ ہمارا مادی اور ہمارا قرآن تھا۔ جس نے ان بطلانوں کا ابطال فرمایا غرض ایسی ضرورت کی نسبت فرمایا۔

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ لَقِصُّ عَلَىٰ نَجَىٰ إِسْرَائِيلَ أَكْثَرُ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ +
وَمَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ +

اِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ لَقِصُّ عَلَىٰ نَجَىٰ إِسْرَائِيلَ

آریوں سے جس قدر اختلاف ہوا ہے قرآن کریم کے ذریعہ یہاں فیصلہ قول لکھ دیا ہے۔ باقی یہودیوں سے ذلیل ہو رہے ہیں۔ کہ سر دست ان کے واسطے قلم اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اور عیسائیوں کے واسطے بقدر ضرورت اہل اسلام نے ہر زمانہ میں اتمام حجت کر دیا ہے۔ جنہیں خاکسار نے ہی چار مجلد کی کتاب جس کے دو مجلد شائع ہو چکے ہیں۔ اور باقی بھی انشاء اللہ شائع ہونے لگے ہیں۔ لکھ دی۔ اور یہاں ابطال الوہیت مسیح غالباً اندونون شائع ہو جائیگا۔ اس لئے یہاں ہر ایک مسئلہ پر بحث نہیں کرتے۔

چوتھی ضرورت

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے دنیا میں آئے اور انہوں نے الہی الہام

لے لے یہ قرآن ہی اسرائیل پر اکثر وہی باتیں ظاہر کرتا ہے جس میں وہ اختلاف مجاہد رہے ہیں۔ پتہ ۲۰۔ سورہ نمل ۲۰۔

اس لئے قرآن تو صرف اس لئے تجلے پر اتار دیا ہے کہ جن باتوں میں انہوں نے اختلاف کر رکھا ہے اس سے ان کو ظاہر کر دے اور یہ قرآن ہدایت و رحمت ہے۔ ایمانداروں کے لئے۔

اس لئے یہ قرآن ایک فیصلہ کی بات ہے۔ اور یہ قرآن کوئی نہیں اور نسخہ نہیں۔

لوگوں کو بت پرستی سے روکا۔ مگر آخر کار لوگوں کی سابقہ بت پرستی مادیوں کی حجت کے ساتھ ایسی ملی۔ کہ مادی ہی مہبود بن گئے۔ دیکھو حالات حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور رام چندر جی اور سہی کرشن جی کے۔ مگر مادی اسلام نے اس دعوت توحید کو ہر طرح پورا کیا۔ کہ اپنی عبودیت کو الہی توحید کا لازمی جز و قرار دیا اور کہول کہول سنا یا۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ فَاستقيموا
إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ وَبَيْنَ الْمُشْرِكِينَ

پاکجوبن ضرورت

حضرات انبیاء اور رسولوں (صلوات اللہ علیہم وسلم) کی وساطت اور ان کے
جان نثار پیروں کی کوشش سے صد اقلیتیں اور راستباز یان دنیا میں پہلپتی
رہیں۔ اور لوگوں کی اتحاد اور ترقی کے موافق مختلف ملکوں میں مختلف
وقتوں پر اللہ تعالیٰ نے صد اقلتوں کے لانیوالے راستباز یوں کے پسپا نیوالے
پیدا کئے۔ مگر ہر ایک مادی نے جہان وہ روحانی قوانین اور ضروری جسمانی
قاعدے الہی الہام سے سکھائے جو انسانی نوع کے لئے مشترک النفع تھے ان
ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو کچھ قواعد و ضوابط مختص الزمان و مختص المقام ہی
تعلیم کئے۔

علاوہ برین ترقی یافتہ قوم جسکو کبھی الہی الہام نصیب ہوا۔ آخر وہ الہی نافرمانیوں کے باعث ادبار میں آ گئی۔ اسے الہام کی حفاظت ہی نہ ہو سکی۔ یا وہ طمعِ تجرّاء

ملہ کہہ کر اس میں قائم دنیوی معاملات میں امتداد دی ہوگی اور ان میں مجاہدین فرقہ سے ایڑی فوجی ہوتی ہے کہ
تہا را عیو دا ایک ہی ہے اس کا احکام کسی عبادت دی میں کیے ہو جاوے اور برکتیں کی نفرت کی حالتی جاسی سے انکو شتر کین کے
لے لے لاکت ہے +

زبان ہی مر گئی جسمین وہ لہام ہوا تھا۔ یہاں تک وہ قوم ادبار میں پہنچی کہ اس
 میں اپنے نام و مہی کے جانشین ملہم اور مقدس لوگ جو اس زبان کو ہمیشہ زندہ
 رکھیں اور ان تعلیمات کو مختلف تدابیر سے پہلایا کریں انکا آنا ہی سو قوف ہو گیا
 جیسے آریہ اور عیسائیوں میں۔ اور انکے بعد یہود و ن پارسیوں وغیرہ میں شہادہ
 کیا جاتا ہے۔ اور اس قدیم لہام کی تفاسیر ہی ایسی مختلف ہو گئیں کہ حق کا ہال
 سے جدا کرنا محال ہوا۔ اور قوی التأثير مخلص ملہم جسکو اللہ کی طرف سے تائید ہو
 اس قوم میں پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ اور تو تم کو جو صداقتیں پہلاوے لہام
 فرماتا ہے۔ اور اسے قوت بخشتا ہے۔ تمام قرآنی صداقتیں اگر دنیا کی مختلف
 کتابوں الذلٹمنٹ۔ نیوٹنمنٹ۔ سقراط کے ملفوظات۔ چارونڈ
 ژند۔ و سستا۔ و سائیر وغیرہ سے عبری۔ یونانی۔ دیدک سنسکرت۔ درتی۔
 کالڈی۔ چین۔ وغیرہ اللہ سے لینی پڑتیں اور انہیں انکے مفسرین کے غلط
 خیالات کو الگ کرنا پڑتا۔ تو کی شکل بلکہ محال کام ہوتا۔ پہراگر کوئی ایسا جان بڑ
 ہوتا بھی اور وہ شب روز کی محبتوں سے کسی حد تک پیونج ہی جاتا تو اسکو
 دوسروں کے تسلیم کرانے میں کتنی دقتیں ہوتیں نامل کروا۔ جو کچھ کہتوں میں
 سے ہم لاتے ہیں۔ جو لطیف دودہ خون و گویر کے درمیان سے چار یا یون
 کی وساطت سے ہمیں ملتا ہے۔ جو لطیف لطیف میوے راحت بخش میوے
 ہم باغون سے لاتے ہیں اور وہ نہایت صحت بخش چیز پوشہد کی کہی کی
 وساطت سے ہمیں ملتی ہے۔ اگر ہم اپنی کمسڈی آلات کے ذریعہ لینا چاہو
 تو کتنی مشقت پہر غلطی و نا فہمی میں مبتلا ہوتے اللہ تعالیٰ تمام تعلیمات کو قرآن

میں یکجا جمع کر دیا ہے۔ اور ہمیں مختلف السنہ اور اقسام اقسام کی کتب کے جابجا ایک آسان کتاب پڑھ لینا کافی ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰہ۔

اب ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کوئی روحا صداقت قرآن سے باہر نہیں اسی ضرورت کی طرف قرآن شریف اشارہ فرماتا ہے یہاں فرماتا ہے۔

ثُمَّ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی اُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْوِدُوهُمْ اَلْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ اِلَّا تِبْيَانًا لِّمَنْ اُوْحِيَ اِلَيْهِمْ لِيُخْلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُذَكِّرُوْنَ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَالْتَخَيَّرَ الْاَرْضَ يُعْدِّ مَوَاقِلَ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةٌ لِّقَوْمٍ يَّتَذَكَّرُوْنَ وَاَنْزَلَ كُنُوزَ الْاَنْعَامِ لِعِبَادٍ يَّسْتَفِيْهُ كُمْ مِّنْ اَفْئِدَةٍ مِّنْ بَيْنِ قَرْنٍ وَدَحْمٍ لِّبَنَاتٍ اِلِصَّاصًا سَابِغًا لِّلشَّيْرِ بَيْنَ يَدَيْهِمْ مِّنْ اَمْرَاتٍ الْخَبِيْلِ وَالْاَعْنَابِ يَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سُرُكًا وَرَنَزًا قَاٰحِنًا اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى الْغُلٰمِ اَنْ يَّتَّخِذِ مِّنْ اَنْجِبَالٍ يُّوْحٰى اَوْ مِّنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَغْرِسُوْنَ فَنُفِثَ كُلٌّ مِّنْ كُلِّ النَّخْلٰتِ فَاَسْلٰكُى سُبُلَ رَبِّكَ ذُلُكًا يَخْرُجُ مِنْ بَطْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةٌ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ بآ- ۱۷-

سُحُل - د- ۱۷

۱۷۔ اس کی قسم تجھ سے پہلے ہی ہم نے رسول بھیجے۔ پھر دوسرا شیطان نے لوگوں کو انکی جہلیان جو صحیح کرتا کہ وہ کھائیں۔ وہی آج انکا دوست اور والی ہوا۔ اور ایسوں کے دو کھدکی مار رہے۔ اور قرآن تو تجھ پر انکی فزادہ کے لئے نازل کیا ہے۔ کہ جن اہم دینی معاملات میں لوگوں نے اختلاف مچا رکھا ہے۔ تو کہو کہ سنا ہے کہ ان اختلاف میں حق کیا ہے۔ علاوہ برین تمام صدقہ فتنوں کو یکجا جمع کر کے تباہی والا۔ اور یقین کرنے والوں اور اس کے مطابق عمل رکھنے والوں کے واسطے بڑے نفع و رحمت کا ذریعہ ہے۔ اس کی بول سے پانی اُٹارتا ہے جسے اسے ویران زمین کو آباد کیا اس قدر ترقی ظاہرہ میں نبوت کو نشان میں

اور فرمایا

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الْخَبِيرَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِمْ حُكْمًا
بَيْنَهُمْ يَوْمَ تَزْلُ الْأُكُودُ

اور فرمایا

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ الْمُنْشَرِكِينَ مُنْكَفِرِينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ
الْبَيِّنَةُ مِنْ رَبِّ اللَّهِ يَتْلُوا صُحُفًا مُطَهَّرَةً لَا فِيهَا كُتُبٌ قِيمَةٌ

چھٹی ضرورت

جس میں سوال کے اس حصہ کا جواب بھی ہے۔ کہ قرآن میں کیا ایسی صداقتیں بھی ہیں جو اور کتب میں موجود نہیں۔ صداقتیں۔ راستبازیان۔ قرآن کریم سے پہلے بھی دنیا کے مختلف اقوام کے پاس موجود تھیں۔ گو محرف و مخلوط ہی کیون نہوں مگر پرہی وہ صداقتیں صرف دعوے ہی تھے۔ جسکی عوام کو حاجت تھی

۱۔ اور پہلی صداقت والی کتاب تیری طرف مازل کر دی جسے سچ کہہ دیا اور اس کتاب کو جو اس کتاب کے سامنے ہے اور تمام مواظف پر مثال ہے۔ پس ان میں اس صد کی اتاری کتاب پر حکم کر دے۔ اہل کتاب اور مشرکوں کا کافر کہہ دے اپنی شرارت و کفر سے کہی نہ ملے اگر اللہ کا ایسا رسول جو ایک ہی دلیل ہے نہ آیا۔ اور یہ پاک صحیفہ جس میں تمام مضبوط کتابیں موجود ہیں نہ پڑھ سنا تا۔

مثلاً بقایا صریحہ ۳۰ (مگر اس قوم کے لئے جو سنئے۔ سنئے والو! جو کچھ یاد رکھتوں سے لائے ہو وہ سب کچھ پہلے ہی موجود ہوتا ہے۔ مگر جناب پانی نہیں برتا۔ تب تک تم اور تمہارے کہنتوں کے طبی قوی یہ ہر ذریعہ مان عہدگی سے کیا بلکہ دنیا ہی نہیں کر سکتے ایسی ہی صداقتیں ہی بڑی تعلیمات اور ہو کہوں سے ملی علی موجود ہیں تم تیز نہ کر سکتے اگر یہ اتنی الہام اندر کی طرف سے ہوتا ہے یہ رب تمہارے دودھ دینا اسے چار یا پانچ میں ہی کیا ایسا سچ جانی نظارہ دعائی نصیحت لینے کو موجود ہے کہ ہم ہی ملو جا رہا کو سن ہو۔ لہذا گو میں ملا خوشگوار دودھ الگ کر کے لاتے ہیں خود کو دودھ کے ذرات اور عام ذرات سے علی نشی۔ گھر کی الہی سامان کے الگ کئے اور انکو رکھو کے پہلوں سے سر کر۔ اور کہانے کے لئے عیسوہ اور مین کو ان میں سے عہدہ عہدہ بنیاد و رس لینے ہو اس قدرتی نظارہ دیت ہی عقلوں کے واسطے نشان ہے۔ کہ یہ ذرات جسے شہدیت ہے۔ موجود تو

علی العموم سابقہ کتب میں ان دعویوں کے دلائل موجود نہ تھے۔ اگرچہ ان دعویوں کے دلائل تھے ہی۔ تو پہلی کتابوں میں آئیوا لے باطلہ اسباب کی تردید میں دلائل گفتگو کا سامان بخلاف قرآن کے موجود نہ تھا بلکہ یوں ہی کہنے کہ قرآن ایسی صداقتوں کی جامع کتاب نازل ہوا ہے جسکی جمعیت کے سامنے کسی نئی اور پرانی پشتک کو مقابلہ کی تاب نہیں۔ میں نے کئی دفعہ تھرن کے ایک ضروری مسئلہ نکل چرھیا یوں سکھوں مہدون سے۔ سوال کیا۔ کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت پر کوئی خاص قول جناب سیدنا مسیح کا یا اسکے رسول بنانے والا کا اپنی کامل کتاب انجیل سے پیش کرو۔ گورنا نک جی کے گرنہ صاحب سے تباؤ۔ وید کی خالص شرتی سے یا شرتی کے خاض ملہوں کے قوال سے دیکھاؤ کسی نے یہی آج تک تو کوئی نشان ہی نہیں دکھایا۔ جب ایسے ضروری مسائل پر بھی بحث نہیں تو ہماری کل روحانی ضرورتوں کو کیونکر یہ کتاب پورا کر سکتی ہیں۔ اور اگر ایسے مسائل میں جنکا ذکر اوپر گذرا ہے یوں یا نیچرل سیٹ لوگوں کے قواعد سے کام لیتا ہے۔ تو اپنی کتاب کے کامل ہونیکا دعویٰ سے مت کر دے۔ غرض۔ اگر صداقتوں کا ایک جامع ہونا اور انکا مدلل ہونا عقلا کے نزدیک کوئی ضروری امر

تھا۔ تو ایسا صرف مسیح ہی تھا ہی۔ مگر انہی عطا کردہ قوت سے کس طرح انکا کیا کر دیا۔ ایسی ہی صداقتیں ہی خلیفہ مکیوں میں موجود مگر مخلوط تھیں اس اہام کے ذریعہ نبی عرب کو ہر ایک جامع ہو گئیں شہد کی گہمی کو تیرے رب ہی نے وحی پہنچی کہ یہاں توں اور دوسروں اور بعض سیلون میں گھرنا۔ اور اپنے مذاق کے تمام مہدون سے سکھانا نہ دوا ہو کر اپنے رب کی تائید سے جو راہوں پر چل اس گہمی کے اندر سے مختلف رنگت کی شرت کی انگلی ہے جس میں کئی لوگوں کے لئے شفا ہے یہ سب ہمیں ذکر والوں کے واسطے ان ہے۔ یہ جواب ہیں ان لوگوں کے دماغ پر کہتے ہیں نشان اگر ہم کتب اللہ کا اعتبار سے ہے +

ہے۔ اور ہے۔ تو قرآن کریم کا نازل ہونا ہی ضروری ہے۔
مثلاً اللہ تعالیٰ موجود ہے ایک ضروری مسئلہ ہے جس پر قرآن نے یہ دلیل
دی ہے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ
لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں۔ ایک دوسرا مسئلہ ہے۔ اس پر قرآن فرماتا ہے۔
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔

قرآن کی کلام الہی ہونے کی دلیل فرماتا ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ بِآيَاتِ الْاُول
سورہ لقمان ۳

اور فرماتا ہے

قُلْ لَّيِّنَ اجْتَمَعَتْ إِلَّا النَّاسُ وَابْحِ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ
بمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

۱۔ اگر زمین آسمان کے مابین ایک ایسا کھوکھلا گلی اور چھوڑی پوچی جادین تو یہ دونوں خراب ہو جائیں گی چونکہ
جہالت۔ دہم پرستی۔ نفاق۔ و شرارت۔ بت پرستی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور ان باتوں سے اس آبادی میں
ویرانی کا آجانا ضروری ہے۔

۲۔ اگر اس کتاب میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر اناری ہو کر نازل فرمایا ہے۔ اور تمہارے خیال میں ہے
کہ اس شخص نے خود ہی بنالی ہے۔ تو مصنوعی مصنوعی ہو سکتی ہے۔ اسکی مثل ایک سورہ بنا لاؤ۔
۳۔ تو کہہ دے کہ اگر تمام جن اور آدمی اس پر ہر جادین کہ قرآن کی سی کتاب بنا لیں۔ تو ہرگز اسکی مثل
نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی پیٹہ بہرین۔ اور ہم مدد گاری کریں۔ کیونکہ قدرتی مصنوعی
نہیں ہو سکتی۔

اور فرمایا ہے

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا

یاد رہے۔ اختلاف دوسرے قسم کا ہوا کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہو۔ دوم یہ کہ کوئی قرآنی مضمون نیچرل فلسفی یا کسی سچے علوم کے خلاف ہو۔ قرآن میں ہر دو قسم میں سے کسی قسم کا اختلاف نہیں اس تیرہ سو برس میں نیچرل فلسفی کی کتنی سرٹوڑ ترقی ہوئی۔ مگر کچھ بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت نہ ہو سکی۔ ثان عامہ قرآنی دلائل کو تو عامہ علماء اسلام اور متکلمین ملتہ خیر الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے رہے۔ اور کرتی ہیں۔ اور کریں گے مگر قرآنی آیات بنیات تو ایسے ہی ہیں کہ ان کی پرزور تاثیرات سے ہمیشہ ظلی طور پر اس قسم کے غمخیز اسلام میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اپنی پاک تاثیرات دنیا میں الہی سچی توحید اور اپنی کتاب کے فاضلہ اخلاق کو پہچان کر رہے ہیں۔ اور غیر توحید پر مختلف بیانیوں سے اس الہی محبت اور فضل کو پورا کیا کرتے ہیں جنکے لئے لہو لہو اور کتا بوں کا آنا الہی کتاب ماننے والے مذاہب میں ضروری ہے۔ ہمیشہ ہر صدی میں اس تحریف اور ایذا اور نقص کو دور کرتے ہیں۔ جو انسانی آزادی کو ثابت سچے مذہب میں آجاتی ہے۔ اور ہمیشہ قوم کو جگاتے اور اصل کتاب کو پہچانتے ہیں۔ حال ہی کے اہل اسلام کو دیکھ لو کیسے کمزور ہیں ضعیف ہیں مگر اپنی کتاب کا درس اسکی اصلی زبان میں کس قدر دے رہے ہیں۔ عیسائی۔ آریہ۔

۱۔ اگر قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شخص کا بنا یا ہوتا تو اس میں تہوڑا کچھ بہت ہی اختلاف ہوتا۔

پارسی ذرہ انگہ اٹھا کر دیکھیں۔ اور مونہ پر سے پردہ اٹھا دیں۔

اور

لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ ط

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاسِ كُلِّ مَآئَةٍ سَنَةٍ مِّنْ يَّجِدُ لَهَا دِيْنَهَا
 کا مصداق نبی کریم اسلام کی طرح اپنی صداقت کو کون ظاہر کرتا ہے۔ عملی حالت پر
 نگاہ کروادھر کوئی اسلام میں شریک ہوا مسلمانوں کا بہائی بن گیا۔ جماعت
 اسلام میں شریک کہانے میں۔ مصافحہ کا ہاتھ ملائے میں آزاد۔ قرآن پڑھو
 میں قوم کا مساوی مستحق۔ مسجد میں غرض ہر امر میں جماعت اسلام کے بادشاہ
 اسلام کا ہی اسلام میں ہم پلہ یورپین چرچ میں نیو عیسائیوں کے لئے علی
 مانیت کہانی میں انکی تحقیق کو ہم ذکر کے آریہ کے حالات سے ختم پوشی ہی کرنا
 مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ آج تک انہوں نے کسی غیر قوم کو وید پڑھا یا۔ اور نہ وید کو
 پڑھا کر اپنے ساتھ یہیے تکلف آریہ کے معقود میں کسی کو مساوی حق دار کیا ایسی ہی
 عملی ضرورتوں کے پورا کرنے کے واسطے قرآن نازل ہوا۔ جیسے فرماتا ہے
 قَدْ جَاءَكُمْ نُورٌ هَآءَانِ مِّنْ رَبِّكُمْ فَانْزِلْنَا إِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا۔

اور فرماتا ہے

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا

لے ایک لائق میری امت کا اپنی رہنمائی کے باعث ہمیشہ غالب رہیگا۔

لے اور ہر صدی کے سرسہ پر اللہ تعالیٰ اس امت میں اسے لوگ پیدا کرتا ہے جو اصل میں اینا دیون اور تھریون
 کو دور کرتے رہتے ہیں اور جابلوں کی غلط تاویلات کو ہل کر کے ہمیشہ میں کو ترو تازہ اور نو بنور کہتے ہیں
 اس میں خیر و گئی نہیں آنے دیتے۔

لے بے ریب تھاری باس نبی رب کی طرح ہوا ایک برہان آگئی اور چنچری تھار کی طرف ایک ایسا نازل فرمایا
 جس میں ذرہ نور ت نہیں اور ہر طرح خالص ہے۔ لے پھر تم اللہ کے فضل و انعام سے بہائی بہائی ہو گئے۔

ساتویں ضرورت

قرآن والی صداقتیں مختلف بلاد-مختلف کتابوں میں اگر مان لین پہلے ہی موجود تھیں۔ مگر اول تو ان کتابوں کا غیر محرف ہر تک بہم پہنچنا اور پھر ان صداقتوں پر نہایت پُرانی بولیوں کے ذریعہ واقف ہونا اور انکی تفاسیر میں سے غلط کو صحیح سے الگ کرنا کیسا مشکل اور محال ہوتا۔ پھر آخر ان صداقتوں کے مجموعہ کو بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں بیان کرنا ہی پڑتا۔ علاوہ برین جو ایک پیرایہ میں سجانے اور دوسرے پیرایہ میں بتانا بلحاظ رحم اگر ضروری ہے۔ تو اوسی ضرورت پر قرآن نے فرمایا ہے

لَتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَيْتَهُمْ مِنْ نَذِيرٍ۔

اور فرماتا ہے

قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا

آٹھویں ضرورت

جب اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان کے درمیان غرض جو انسانی ضرورت کی اشیا تہی پیدا کر چکا تو اس نے انسان کو جسکا وجود بقا ان اشیا پر موقوف تھا پیدا کیا۔ اور اوس میں علاوہ ان قوی کے جو جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ میں موجود ہیں نیک و بد علوم و خلاق کا مادہ ہی رکھ دیا۔

سہ جن لوگوں کے پاس کوئی ہی ایسا علم نہیں پہنچا جو لوگوں کو انکی نافرمانیوں سے ڈا دے۔ تو انکو بھی ڈرا دے۔
لے یہ قرآن عربی زبان میں ہے اسلئے کہ تو ان نافرمانوں کو ڈرا دے جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ جو دنیا کے تمام شہروں کی مری ان ہے۔ اور توحید الہی کی تعلیم دنیا کا اصل ہے اور ان تک ہی نافرمانی کا ڈر پہنچا دے جو اس شہر کے گرد رہتے ہیں۔

علمی حصہ میں انسان ان سوشیل مارل۔ پولیٹیکل قواعد و ضوابط کا محتاج تھا۔
 جلے باعث اکل۔ شرب۔ لباس۔ آسائش۔ آرام۔ جماع۔ اور تمدن۔ واسن
 میں۔ ابتداء۔ انجام۔ نشیب۔ و فراز۔ پرشائستگی۔ آخر۔ افادہ۔ و استفادہ
 ہی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ وہی علوم لینے کا حقدار ہو جاتا ہے اور علمی حصہ میں انسان
 ارادہ استطاعت کو لیکر کبھی باری تعالیٰ سے انس و محبت پیدا کر کے استقلال
 استقامت۔ فراخ۔ حوصلگی۔ نفع سبائی۔ عاقبت اندیشی سے ایسا پاکیزہ باطن
 بنتا ہے۔ کہ ظاہری نجاست کیساتھ ہی بارگاہ الہی میں مناجات نہیں کرتا۔ مگر انسانی
 شہر بے مہار۔ ہر ایک ضرورت میں عاقبت اندیش۔ رہبان۔ فرعون۔ مضطرب
 تنگ دل۔ بخیل۔ ایسا گندہ کہ پاکیزگی کا نام ہی بخانے۔ ہو جاتا ہے فطرۃ کی موافق
 سچی آدم وہ شیا کا نام نیکی اور مخالف شیا کا نام بدی ہے۔ مگر رسم۔ رواج۔ آب و ہوا۔
 ناقص تعلیم۔ افلاس۔ دولت مند کی حکومت کی بُری تاثیر انسان کو ایسی پست میں پہنچاتی
 ہے۔ کہ مخالف اشیا کو موافق اور موافق کو مخالف سمجھ کر عقل و تمیز کو کہو بیٹھتا ہے۔
 فطری تمیزہ قوت اور نور ایمان۔ اور کائنات جسے نفس لوآئمہ کہے وہ ایک بیج
 کی طرح ایسے کمزور ہو جاتی ہے کہ ہمیں ایجاد کیا تمیز ہی نہیں رہتی سمو!۔ میرے
 ایک پیارے نوجوان نے (اللہ تعالیٰ اسے علم و عمل میں ترقی دی) آگنی ہو تو ری
 کو اسکی اس لفظ کو سن کر کہ ہے پرہیز تیری راحت بخش بارگاہ کے پاس لوگوں کو لا یا چاہتا ہے
 مگر وہ نہیں آتے! سچی دعا کے بعد کہا۔ کیا آپ یقینی طور پر ہمیں اس بارگاہ تک
 پہنچا دو گے۔ جبکہ دعویٰ کرتے ہو۔ تمہا گنی ہو تو ری نے کہا۔ یقیناً میں نہیں کہہ سکتا
 کہ تم میرے تعلیمات کے ذریعہ ضرور وہاں تک پہنچ جاؤ گے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہی

میرے اقوال کی غلطی ثابت ہو جاوے تب میرے پیارے نوجوان عزیز نے
 (اعطاء اللہ علما وعلما آمین) کہا ہم نجات کے طالب ہمارا کائنات ضعیف ہے۔
 غلطی سے محفوظ نہیں۔ ایک طرف محمد صاحب ہمیں بلاتا ہے۔ ادھر آؤ۔ میں
 یقیناً تمہیں نجات تک پہنچا دوں گا۔ دوسری طرف کہتے ہیں ادھر آؤ
 شاید میں ہی پہنچا دوں تب آؤ کے پیچھے چلیں۔ سپر گنی ہو تری
 ساکت ہوئے

فَبِهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

غرض جب ان اسباب سے جکا ذکر اوپر ہوا تمیز ٹھیک نہیں رہی۔ تو ان
 کو یقینی کلام وہ مقنن دہمیر کے ملنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تب ہمہ قدرت
 بہ فضل۔ ہمہ طاقت۔ اللہ تعالیٰ جسکی گہرین نخل ہمیں اسکی طرف
 سے الہام ہوتا ہے۔ پہر جو کچھ ایک ملک میں الہام سے سکھایا۔ ممکن ہے کہ
 دوسرے ملک میں اس الہامی تعلیم کا اثر نہ پہلے۔ اسلئے دوسری قومیں اللہ تعالیٰ
 ہمیں پہنچاتا ہے جیسے فرماتا ہے۔

فَإِنْ مِنْكُمْ أَصْحَابُ الْأَخْلَاقِ يَهْتَدُونَ

اور فرمایا

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا

لہذا تب نہ کہ سلام نگاہیں جہانکے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر کار کو منتزل مقصود تک نہیں پہنچاتا
 بلکہ نافرمانوں کو نافرمانی پر ڈرانے والے ہر قوم میں گذر چکے۔
 جب تک ہم اپنی طرف سے رسول نہ بھیجیں جب تک سی قوم کو عذاب نہیں دیتے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کو ملہم رسول بھیجے۔ اور انکو صداقتیں بتائیں۔ اور ان پلہوں کو ان صداقتوں کے پھیلانے کی لوگادہی مگر ان تعلیمات کے پھیلانے میں انبیاء و رسل کو کوئی اور جد بندی نہیں کر دی گئی کہ فلاں مدت تک فلاں ملک تک اس ہدایت کو پھیلاؤ پھیلانے کا ثواب ملیگا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مقدس روح ہی مستند آزاد بنائی گئی تھی وہ مجبور نہیں تھی۔ جب ایک ملہم کے ہدایات و تعلیمات کے پھیلاؤ میں ظاہری یا باطنی یا دونوں صورت میں کچھ دزدہ کمزوری ہوئی۔ اور اسکا پورا اثر اسکی ملائینہ یا قوم یا ملک تک بھی ایسا نہ ہوا کہ بعد قوم کا عذر نہ رہے۔ تو اور پاک شخص اس عہدہ پر ممتاز کیا گیا۔

غور کرو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی تاثیر کیسی کمزور ثابت ہوئی جبنا کے حواریوں سے فسٹ نمبر کے حواری عیسائی کلیسیا کے فون ڈرلشن سٹون سیدنا مسیح علیہ السلام کو ملے تو ان کو بیٹھے۔ اور جو کچھ یہود اسکی کڑی نے سلوک کیا وہ دنیا سے خفی نہیں اور جو کچھ رومانیت آپکی پاک تعلیم سے آپکی قوم کو حاصل معلوم ہو چو حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا اسے آسان ہے۔ کہ دو لٹنہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہو (متی ۱۹ باب ۲۴)۔ اور پورپ و امریکہ کی دنیا دار می۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مخاطب ایسے تھے۔ کہ جب انکو حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے لے کر (برینا۔ ۱۱ باب ۴) سے نکال لائے۔ اور حکم کیا کہ کنعان کو چلو تو انکا کر بیٹھے۔ قرآن کریم اس قصہ کو عبرت کے لئے نقل فرماتا ہے

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ
ملوكًا وَآتَاكُمْ مَا لَمْ يُولِئْ أَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِينَ يَقَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ
الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتُدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خُسِرِينَ قَالُوا يَمُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا
قَوْمًا جَبَارِينَ وَإِنَّا لَنَدْخُلُهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ قَالَ
رَجُلٌ مِنَ الَّذِينَ يَخْفَوْنَ أَلَمْ يَأْتِ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا آدَخَلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَانكَبْتُمْ
عَلَيْهِمْ وَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ قَالُوا يَمُوسَىٰ إِنَّا لَنَدْخُلُهَا أَبَدًا مَا دَخَلْنَا
فِيهَا فَآذَنْهُمْ لِنَبْأِكَ فَقَالُوا إِنَّا هَاهُنَا قَاعٌ دُونَ *

آخر بدون یوشع بن نون۔ اور کالب بن یفنے کے کوئی ہی فرمانبردار نہ نکلا دیکھ گئی
(۴ اباب۔ ۳)

سبحان اللہ کتنی بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے حکم ماننے میں لیرخی دکھائی۔
دید والے سورج۔ و آلو۔ اگنی۔ اگر کتنے کتنے ہیں انکی نسبت کوئی شہادت
ہنیں دیکھتا۔ کون ہے۔ کہاں کے رہنے والے۔ کیسے چال چلن کے تھے یا تو
چھ کہ انہوں نے اگر ملہم تھے۔ اور وید سچے الہامات ہیں۔ تو کس قدر دید و بکا اثر
دنیا میں پہنچایا ہے انکے جانشین اور جانشینوں کے تعلیم یافتہ سو بموجب عمو
اریہ کے قریباً دو ارب برس گزرتے ہیں کہ دید و بکا نے دنیا میں ظہور پایا اور

لے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا۔ اے میری قوم اللہ تعالیٰ کے نعام کو یاد کرو جو تم پر کیا کہ
تمہاری قوم میں نبیا نے اور کلو بادشاہ بنایا اور تم کو اپنے اپنے فضل سے وہ کچھ دیا کہ سیکو نہ یا اے
میری قوم کغان کی پاک زمین (سولی لینڈ) جسکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ابراہیمی بشارتوں میں
کہا۔ ایسے۔ زمین داخل ہو جاؤ۔ اور کہی بیچیں نہ پیر لو۔ اگر بیچیں ہٹے اور میری نافرمانی کی تو ٹوٹا پاتے
بیچیں پھر وگے۔ تب انہوں نے (سولی کی قوم نے) جو ہمیں کہا موسیٰ اس زمین کے لوگ بڑے طاقتور ہیں۔
اور جب تک وہ نہ نکلیں بہت کہی اس ملک میں نہ جاویں۔ ان اگر وہ لوگ نکل کر کہیں چلے جاویں تو خیر ہم

اس عرصہ میں وید کے اتباع میں کسی نے انکا صحیح ترجمہ ہی نہ کر دیا۔ دوسروں سے کیا اپنی لوگوں سے ہی اخفا کرتے ہیں۔ یہی یہ بات کہ ویدوں پر عمل درآمد سوار یہ کاجال حلین ہی بتاتا ہے۔ کہ سفدر وید پر عمل کرتے ہیں۔

غرض جب کسے بنی کی پاک تعلیم نے دنیا پر اپنا قوی اثر نہ دکھایا۔ اور اس نبی کے جانشین نے ان پاک تعلیمات کو جگت پر ظاہر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے رحم و فضل نے اور کو یہ عہدہ عطا کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک ایسا آدمی دنیا پر ظاہر ہوا۔ جس نے ان تعلیمات کو پھیلایا۔ اور اشاعت میں جو کچھ باقی رہی اسکی تلافی وہ جانشین کرنے لگے جنکی کرامات و پاک تاثیرات کے اثبات میں علماء ائمہ کا یتیماء بنی اسرائیل کی پیشین گوئی ہو چکی تھی۔ اور چونکہ الدال علی الخیر کھاعلہ کی روسی جانشینوں کی پاک کوششوں کا ثواب ان مادیوں کے نامہ اعمال میں بھی انصافاً درج ہوتا ہے۔ اس واسطے یہ سب آپکی کوششیں ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی ہدایت و ترقی دہنی اور مخلوق کے فرد فرد کے لئے کسی مذہب میں ضروری نہیں امید ہے کہ جسطرح عرب و شام و مصر و روم اور ہند و سندھ تا تار۔ پر بلا واسطہ یا بالواسطہ حجت قائم ہو گئی۔ اسی طرح تمام دنیا پر حجت قائم ہو جائیگی۔ جبب دنیا کو مجموعہ صد ائمہ کا پہونچ گیا۔ اور ان پر حجت قائم ہو گئی۔ تو یہ حصہ حکام سنائے نکلا پورا

تخلیہ بقایا ص ۳۱۶۔ ملک میں چلے جائیں گے۔ کہا ان دو آدمیوں نے جو اللہ کی نافرمانی سے ڈرنے والے تھے اور ان پر بہت دھوکہ لگا انعام تھا۔ بہت مسرت مارو۔ چوری ہی نہیں بلکہ دروازوں کے رستہ چلے جاؤ جب حسب الحکم الہی داخل ہو گئے۔ تو جیسے ہی وعدہ ہے۔ فتح مند رہو گے۔ اگر ایمان رکھتے ہو اللہ پر ہر سار کو۔ بہر بھی یہی جواب دیا اسے موبی جتیک وہ لوگ وہاں موجود ہیں اہم اس ملک میں کہی نہیں جائیں گے۔ مان۔ تو اور تیرہ رپ۔ تم دونوں لڑو ہم تو ہیں۔

ہو گیا۔ اب انکی جزا و سزا کا وقت آجا ویگا اسی ضرورت کی نظر قرآن شریف اشارہ فرماتا ہے۔

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلو عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين

ایک عجیب یادداشت

خاکسار قرآن کریم کی ضرورت پر مضمون لکھکر مطبع میں روانہ کرچکا تھا۔ کیونکہ مجھے زیادہ تر قرآنی صدائقوں کا اظہار اور سپر اتمام حجت مطلوب رہتا ہے مگر الہی قدرت سے وہ مضمون چند آیات کے ترجمے لکھنے کے واسطے میرے پیسے عید الکیریم نے واپس کر دیا۔ ابھی وہ اوراق میرے پاس ہی تھے کہ ۲-۱ اپریل ۱۹۸۰ء کو حضرت پیر و شمس سلمہ ربیہ کی علالت طبع سنکر قادیان چلا گیا۔ وہاں کسی تقریب پر وید کی قدامت کا ذکر آگیا۔ تو اسوقت مجھے خاکسار کے دلمین ضروری معلوم ہوا کہ وید کی قدامت پر کچھ لکھوں یورپین لوگوں کی تحقیقات اور بریلی سہا پڈٹوں کے خیالات ویدوں کی نسبت شائع ہو چکے ہیں۔ لہذا تذکرہ شایڈ جب تطویل ہوا اسلئے ایک مختصر امر کا بیان لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کیونکہ مکتب پرماہین نے مکتب کے صفحہ نمبر ۸۱- و نمبر ۸۲ میں دعو کیا ہے۔

لے بے شک احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر جبکہ اسنے ہی انہیں سے ایسا رسول بھیج دیا ہے ان پر میرے آیات اور علی طور پر انہیں پاک و صاف کرتا ہے۔ اور ان سکھاتا ہے۔ کتاب اور نہایت پاکیزہ و عمدہ باتیں اگرچہ پہلے کہلی گرا ہی میں تھے۔

دہی بائین یا ستے عمدہ بائین قرآن سے پہلے کتابوں میں موجود ہیں پس اس بات سے نوٹ لیں کہ
 انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ بائین قرآن سے نہیں چورائیں۔ مگر فریق ثانی کے
 ذمہ یہ الزام ضرور ہے۔ جتنے اسکی راستی و اہل ہامیت سراسر کا فورہ گئے۔ سو اس پر ایک
 ریمارک ہے۔ کہ پارسیوں کو دعویٰ ہے کہ وہ اور انکا مذہب۔ انکی کتاب۔ آریہ رتی
 کتابوں سے ان آریہ رتی مقدس کتابوں بلکہ ویدوں سے بہت پرانے ہیں۔
 کیونکہ آریہ نے دیانندی تحقیق پر ایک ارب چنانچہ کروڑ کا زمانہ اس موجودہ سلسلہ
 کے واسطے اپنے غندیہ میں ثابت کیا ہے۔ اور پارسیوں کے دساتیر میں لکھا ہے
 دیکھو نامہ شت جی۔ افرام ساتیہ نمبر ۲۔ سفرنگ صفحہ ۴۳۔

(۱۶) بنام ایزد روزی دہ جاندار و آمر زندہ نی کو کار۔

(۱۷) گفتم گنجین آباد را بگزیدم پس از وسیردہ پیغمبر آباد نام پیہم فرستادم

(۱۸) باین چہاردہ پیغمبر جان آراستہ و آرام یاب شد۔

(۱۹) پس از ایشان کہ چہاردہ آباد باشند بادشاہان جانشین و پیرہ کا (خلفاء)

آنان جہان را خوب داشتند۔

(۲۰) چون صدزاد سال در بادشاہی ایشان را رفت آباد آراد۔ بادشاہ۔

جہاندار سی گذشتہ نیردان پرست شد۔

ایک سوڑا و کتنا ہوتا ہے اسکی دیکھو تفصیل بائندانت کہ فرسند ج کیشان ہزار

بارہ ہزار سال را یک فرد گویند و ہزار بارہ فرد را یک و تر و ہزار بارہ۔ و در و

یکم و ہزار بارہ ہر در ایک جاد و ستہ ہزار جاد را یک و آد و ہزار واد را یک آد

نامند۔ بدین شمارہ صدزاد سال در گروہ آبادیان خسروی پائید (سفرنگ دساتیر

صفحہ نمبر ۴۷ و ۴۸ یہ حساب لگائے تو یہ عدد ۳۰۰ سوتلا ہو
حساب دانو! ذرہ اسپر غور کرو ایک ارب چالیس کروڑ سے کتنا آگے ہے۔ اب اگر
اسکے آگے ست جی افرام کی ابتدا سے آج تک کا حساب لگائے تو اور سوچ لو نوبت
بجاریسید کا معاملہ ہے۔ کیونکہ نامہ شمسائے کلیوجی میں لکھا ہے۔

(۴) اسے شاہ کلیو پور جی الاد چون آب (رونق) و پیمان روا ہے جہاں بہیک
اسپار سال کشید مردمان بزہ کار (گناہگار) شد مذہبی الاد ازیشان بیرون رفت۔
سفر نگ صفحہ نمبر ۶۷۔ اور اسپار ایک اریال کو کہتے ہیں یہ زمانہ بالاکے بعد
جیان کی سلطنت و مذہب کا وقت ہے۔

اگر کذب براہین کا قول درست ہے تو فرسنداج گیشون نے وید سے کچھ نہیں چورایا بلکہ فریق ثانی کے ذمہ ہیہ الزام ضرور ہے جسے اُس (وید) کی رستی الہامیت سراپا کا فور ہے۔ والا آریہ ثابت کریں کہ ابا دیون نے ہی وید سے تعلیم پائی۔ اب خاکسار چند وہ دلائل بیان کرتا ہے جسے یقین پیدا ہوا ہے کہ مہدیون نے پارسیوں سے سیکھا۔

اول۔ قدامت۔ پارسی بحباب بالا آریہ کے پہلے ہیں۔ دوم۔ بیاس جی کا۔ پارسی
فرسنداج کیش زرتشت کے بیاس جانا۔ اور کانہ سب قبول کرنا۔ اور پہ نام
کچھ غرضی بھی نہیں ہوا بلکہ بڑی ہی مجلس میں واقع ہوا۔ دیکھو نامہ زرتشت آیت
نمبر ۶۵ و ۶۶ و آیت نمبر ۱۶۲ سفرنگ صفحہ نمبر ۱۲ و نمبر ۱۳۔ سیوم۔ دونوں
ادیان کے اُن تعلیمات کا باہم موافق ہونا جن پر سچے دین اسلام سے آریہ کو اختلاف
ہے مثلاً مسئلہ تناسخ۔ دیکھو سائیر فرزانہ و خوشوران و خوشور آیت نمبر ۶۷ و ۶۸۔

گوشت نہ کھانا۔ اور کٹرک کو ضروری یقین کرنا دیکھو۔ آئٹہ نمبر ۱۳۶ و ۱۳۷۔
 سورج اور چاند اور کوکب۔ اور عناصر کی پرستش دیکھو نامہ شت شائے کلیو آیت
 نمبر ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و نامہ وختور یا سان امہ نمبر ۵۵ و ۵۶
 ملکہ غور کیجئے تو اکثر حصہ کیا انکی کل تعلیمات کا خزانہ وہی پارسی ہیں۔ و بس
 (فراغ کر دو)۔

تکذیب صفحہ نمبر ۸۲۔ احقاق حق و البطل باطل سے قاصر رہنا۔ احقاق حق میں
 جعفر قرآن کم زبان ہے۔ اسی قدر البطل باطل میں وہ قاصر البیان ہے۔ سات آہاؤن
 اور سات زمینوں کا ہونا زمین کے اوپر پہاڑوں کو بننے لہجوں کے ٹھونکا تاکہ زمین میں
 نہ کرے۔ سورج کا چشمہ نکل میں ڈوبنا چاہے بابل میں ماروت و ماروت قید ہونا چشمہ مائی
 دودہ شہد و شراب کا بہنا سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے
 سے قطعی پرہیز ہو رہا ہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہران تو اسے دہشت و جھوٹا فیکٹری ترمیم و وار
 کر رہے ہیں۔

مصداق احقاق حق کا قصہ سن چکے ہو۔ تمام حقوق کا سر تاج اور بڑا حق عقل
 کا نشنہ اور الہامی مذاہب میں اللہ تعالیٰ کا ماننا ہے۔ اسکو غور کر و کس کامل طور پر
 قرآن نے بیان کیا۔ اور کس کامل طور پر ثابت کیا۔ اور کس طرح اللہ تعالیٰ کو عیوب
 سے متبرک تباہ۔ سورہ اور کچھ۔ اور کچھ۔ بننے سے پاک یقین کرایا۔ یہودیوں کے ٹاٹہ
 سے پٹنے سے پاک بتایا البطل باطل شرک کی جڑ کاٹی۔

رہی یہ بات کہ سات آسمان بطل ہیں وغیرہ وغیرہ سوا اسکا جواب نمبر ۱۳۶ و ۱۳۷
 ہیں۔

اول نِسَاتِ آسمانوں اور سات زمینوں کی ہر کسی عالم بلکہ اہل عالم ماہر تو انچ و
 ہدیت و جغرافیہ نے نمبر وار ترذید کی ہے "مرد آدمی انکا نام ہی لکھ دیا ہوتا۔
 سُنئے۔ ایکو ہم بتا دیں۔ اپنے تو متکراہل علم کا نام نہیں لیا۔ ہم ماننے والوں کے
 نام سناتے ہیں۔ یوگ۔ پانتجل کرت سو تر نمبر ۲ دیاس منی کی بہاس اوہیاسوم
 سورج دھارنا کی زنی مین لکھا ہے۔ بھو کی اوپر بھوڑ سوڑ مھڑ جن تپ اتھر
 ست۔ چھ سات آسمانی طبقات ہیں۔ جوز مین کے اوپر مین اور مہیاتل۔ رساتل
 اتل۔ ستل۔ وتل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہ سات طبقات مین کے نیچے ہیں۔ اب
 بتائے یہ آریہ ورتی اہل علم اور ہدیت دان اور جاگرنی کے ماہر تھے یا نہ تھے مگر یہ تو بتاؤ
 جنیو دیپ کے گرد کون سمندر اور شاگ دیپ کے گرد۔ اکیویش سمندر کش دیپ
 کے گرد سوڑا سمندر کرونج دیپ کے گرد سُرپی سمندر شال مل دیپ کے گرد دوسری
 گیوئید دیپ کے گرد۔ کہیہ سمندر۔ پشکر دیپ کے گرد۔ جل سمندر۔ ان دیپوں کا بیان۔ او
 تشریح کس جاگرنی دان سے پوچھیں۔

پہر مین کہتا ہوں۔ کہ زمین اور آسمان کا سات سات حصہ منقسم ہونا سچی تقسیم ہے
 جو سرسحق ہے۔ اسکے ماننے مین بطلان ہی کیا ہے۔ کہ قرآن کریم نے اسکا
 ابطال نہیں کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ مین سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے۔
 مگر یاد رہے۔ موجودات مرکبہ کی تقسیم کئی طرح ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ
 تقسیم فرمادی تو بطلان کیا ہوا۔

اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہیں جسکے سنتے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم
 کے سبع سموات کہنے مین انکار کی جگہ نہیں۔ زمین سے لیکر جہان تک فوق مین

اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اس مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ ہر ایک آسمان جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے ان کا بیان آیات ذیل موجود ہے

اول وہ مقام جہین ہمارے کہانیکہ آسمان رکھا ہے۔ جیسے فرمایا ہے۔
وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

دوئم۔ وہ مقام جس کے اندر ہاؤز اوڑتے ہیں جیسے فرمایا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الظُّلُمَاتِ مَا قَاتِيَتْ فِيهَا السَّمَاءُ

سوم۔ وہ مقام جہین اگلے بتے ہیں اور کہتیوں اور باغون کو دہران کرتے ہیں جیسے فرمایا۔

فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ

چھارم۔ وہ مقام جہین سے مینہ آتا ہے جیسے فرمایا۔

وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ۔

پنجم۔ وہ مقام جہین ستارے اور نیازک گرتے ہیں۔ جیسے فرمایا۔

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَا هَارُوجًا مَّا لِلشَّيَاطِينِ وَاعْتَدْنَا لَهُمُ

عَذَابَ السَّعِيرِ۔

۱۔ اور آسمان ہی میں ہمارے لئے زرق یعنی کہانے مینے کا سامان رکھا ہے اور وہ چیز ہے جس کا تہہ میں مدد لگایا
۲۔ کیا بہر لوگ پرندوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کسی مغبین ہند ہی آسمانی فضا میں موجود ہیں +
۳۔ پہرہ پہنے ہی ناما بدکار و نیازکی بدکاری کے بدلہ۔ آسمان سے عذاب +
۴۔ سکھ اور مہنجر آسمانوں یعنی بادلوں سے پانی اتار اور اس کے درمیان فی ہونے سے پہل نکالے جو ہمارے لئے زرق یعنی کہانے
اور مینے کا سامان ہیں +

ششم۔ وہ مقام حسین سارے میں جیسے فرمایا

وَجَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا اللَّاتِظَرِينَ

ہفتم۔ وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے۔ اور حسین اللہ تعالیٰ نے بہشتوں کو رکھا

ہے۔ کہ ان شہود ستاروں سے اوپر ہی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا۔

حِجَّةَ عَرْضِهَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَعْدَتِ لِلْمُتَّقِينَ

بقیہ اعتراضات تکذیب صفحہ نمبر ۸۲ کا جواب

دوم۔ ”پہاڑ زمین پیچون کی طرح ٹوٹے گئے۔“

مصدق۔ یہ مشاہدہ ہے۔ اور ہم نے اس پر ایک مضمون لکھ دیا ہے جو عنقریب

آتا ہے۔ اسے ضرور پڑھو۔

سوم۔ سورج کا چشمہ رگلی میں ڈوبنا

مصدق۔ قرآن میں نہیں لکھا۔

چہارم۔ چاہ بابل میں ماروت ماروت کا قید ہونا

مصدق۔ قرآن میں نہیں لکھا۔ بلکہ چاہ بابل کا کوئی تذکرہ ہی قرآن

میں نہیں۔ ماروت ماروت کے قید ہو سیکا بیان ہی نہیں۔

پنجم۔ چشمہ مادودہ و مشہد و شراب کا نونہ

مصدق۔ ہم دنیا میں ہی دیکھتے ہیں۔ تو اپنے اسکا ابطال کیسے تجویز کر لیا

دیکھو مادہ گائی بہنیں کا شیردان۔ کہی کا چشمہ۔ انگور کی چہتریاں

ششم۔ سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا

مصدق۔ یہ امر ہی قرآن کریم میں نہیں آیا جانور تو اب بھی بولتا ہے

اسوقت کی کیا خصوصیت ہے قرآن میں صرف اتنی بات آئی ہے +
 کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام منطق الطیر کو جانتے تھے علم منطق الطیر کو عبرتی
 میں وَبَرَّهَا عِرْفَ کَہتے ہیں وَبَرَّ کے معنی بات - عِرْفَ کے معنی پرندہ
 اور یونانی زبان میں اس علم کا نام اُرُنِی تُو لوجیا ہے۔ اُرُنِیس اور اُرُنِی
 تھوئس کہتے ہیں اُرُنِے والیکو۔ اور لوجیا کے معنی لغت اور علم کے ہیں۔ کتاب
 تاریخ میں جو غالباً شاہی روزنامہ مچونسے یا الہام سے تیار ہوئی ہے۔ اسکا
 ہم باب ۳۳ ملاحظہ ہو۔

تکذیب صفحہ نمبر ۸۳ - پر نظر

- (۱) - بُیت اللہ کی نسبت کہ وہی خانہ خدا ہے۔
- (۲) - چاہ زمزم کی منبع نہر اسے جنت کے سوتے ہیں۔
- (۳) - زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ دلوں کو دھو تا ہے۔
- (۴) - حجر الاسود کی تعظیم و چومنے سے گناہ معاف و مہذب پاک ہوتا ہے۔
- (۵) - زُیارت مدینے سے دل کی لوزانی ہے۔
- (۶) - شفق القمر کے سحر آمیز تعلیم
- (۷) - عرش کے برابر خدا کا وجود بیان کرنا۔

صدق - ان امور کا قرآن کریم میں کہیں وجود نہیں۔ ذرا کذب صاحب
 دکھا دیں۔ باقی بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنا۔ اسکی طرف سے ہر کسجدہ کرنا ناروا
 بلکہ گناہ و خطا ہے۔ حج و طواف احرام کعبہ عمرہ میں دوڑتے۔ قربانی حورو غلمان
 شراب کا تذکرہ اسی کتاب میں کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مکذیب صفحہ نمبر ۸۴

موسیٰ کو آگ کے سامنی کس نے مسجود کرایا ہے۔ اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق اور رب ٹھہرایا ہے۔ آگ چاند سورج اور ستاروں کو نہاری کی کون بتلاتا ہے۔ اور فرشتوں کو رب النوع کون ٹھہراتا ہے۔

مصدق۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کبھی آگ کو سجدہ نہیں کیا۔ آؤ کچھ خدا کا خوف کرو۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل توحید کے سردار اور موحدین کے مقتدا تھے۔ سُنو! اور ہوش کی کہو۔ یہہ مان اسباب فانی اور زوال پذیر ہے۔ آخر اسے چوڑنا ہے۔ سوشیل اصلاحوں کی ناجائز تدبیریں تھیں بہندے میں ڈالینگے۔ اور بجائے اسکے کہ تم مذہب کو صرف خیالی سوشیل حالت کی اصلاح کا ذریعہ بنا رہے ہو۔ اور تمہارے دلیمن میں اپنے کانون بہنوں سے سن چکا ہوں کچھ ہی نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ یاد رکھو۔ سوشیل اصلاح میں یہہ منافقانہ کارروائی فائدہ نہ دیگی۔ غور کرو۔ اور سُنو۔ ابراہیم علیہ السلام سچے اور یکے موجد خدا پرست تھے۔ انکی قوم ستارہ پرست اور سورج پرست تھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سیارہ پرستی کی بُرائی پرست غرہ کیا۔ اور کہا۔ کیا یہہ غائب ہونے والی اشیاء تمہارے رب ہو سکتی ہیں۔ ہرگز نہیں رب تو وہ ہو جو ہر وقت ان اشیاء کا گران رہے جنکی پرورش کرتا ہے۔ اور یہہ ثیاء تو غائب ہو جائیو اے ہیں۔

دیکھو۔ اس ابراہیمی بحث کے اخیر چند آستین خمیں صاف لکھا ہے یہہ سارا مناظرہ صرف توحید کے لئے تھا۔ جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ ہاں۔ آگ کو نہاری کہنا اس امر کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں نہیں معلوم نہیں ہوا۔

کہ کذب نے کہاں سے ہو کہا کہا یا۔ اور ابراہیمی مناظرہ یہ ہے۔

فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسُ بَادِعَةً قَالُ هَذَا رَبِّي هَذَا الْكَافِرُ فَلَمَّا افْلَتْ قَالَ يَقُولُ
إِنِّي بَرِيٌّ مِمَّا تَشْرِكُونَ - إِنِّي وَجْهَتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ - وَحَاجَهُ قَوْمُهُ قَالَ اتَّخَذَ ابْنِي فِي اللَّهِ وَقَدْ
هَدَيْتُهُمْ وَلَا أَخَافُ مِمَّا تَشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي
كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا فَلَا تُتَذَكَّرُونَ - وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ
أَسْمَكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزِلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَآيِ الْفَرِيقِينَ احْتِ
بِالْأَمَانِ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ - الَّذِينَ آمَنُوا لَمْ يَلْسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ
لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا إِنْتِهَاءُ إِبرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ وَقَدْ رَفَعَ
دَرَجَاتٍ مِنْ نَشَاءِ إِنْ رَبُّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ

فرشتوں کو رب النوع کہنا قرآن کریم کا حکم نہیں اسلامیوں کا اعتقاد نہیں
قرآن کریم تو مخلوقات میں کسی کو رب کہنا جائز نہیں بتلاتا۔ جیسے فرماتا ہے۔
وَلَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ -

تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ میں شخصی بحث ہے جو اس حصہ میں ہم نہیں کرتے۔ کیونکہ
یہ حصہ خالص اسلام کے متعلق ہے۔ تکذیب کے صفحہ نمبر ۸۶ سے نمبر ۹ تک کوئی
دلیلی بحث نہیں۔ اس لئے اسکا ہم ذکر ہی نہیں کرتے۔ البتہ صفحہ نمبر ۹۲ میں
تکذیب کا وہ فٹ نوٹ جبکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حسب اعتقاد یہود و عیسائی اہل
اسلام بنی اسرائیل کے سوا کسی قوم میں کوئی پیغمبر کتاب لیکر نہیں آئے ذکر کے
قابل ہے۔ اس اعتقاد کے اثبات میں۔ (اگرچہ مسلمانوں کا اعتقاد نہیں)

مکذّب نے جو اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ تین آئین ہیں۔

اَوَّلُ - وَمَا أَوْفَى السَّيِّئُونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا تَقْرَأُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَ
تَحْزُلُهُمْ مُسْلِمُونَ + پ ۱۵ - سورہ رکوع ۱۵

دُوّمَر - ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتِ أَيْدِيَكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْغَالِبِينَ
پ ۵ - سورہ ال عمران رکوع

سُوّمَر - وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ أَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ
فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ مُلُوكًا

مگر مکذّب! اور کہیں کہ ان آیات میں جس طرح تخصیص کا کوئی لفظ نہیں آیا۔ بلکہ قرآن
شریف میں آیا ہے۔

إِنَّ مِنْ أُمَّتِهِ الْأَخْلَافَ (ذَآنَ مِنْ قَسِيَّةٍ الْأَخْلَافِ فِيهَا نَذِيرٌ)

تکذیب صفحہ نمبر ۸۵

جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میرا ان آر پیر ساج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھ
غیر مذہب والوں سے گفتگو کرتے ہیں۔

مصدق - منشی صاحب اور کس شخص پر لازم لگائے کس آر پیر کی شکایت کیجئے
آپ ہی کا کلام آپ کی تکذیب میں آپ کے اخلاق کا عمدہ نمونہ ہے جو آپ کے رد کو کافی
دلیل ہے۔ کیونکہ آپ ہی مدعی ہیں علمی طور پر کہہنا شک آپ اپنے اصل مفتخر
تابع ہیں سب پر ہستی پور بک نہرم سار میتا یوگ برتنا چاہئے۔ مان دہرم سار
کا لفظ آپ کے بچاؤ کی اچھی سپر ہے۔ غور کرو۔ اور اپنے اخلاق کی
خوبی دیکھو۔

مکذیب صفحہ نمبر ۳

”بسا پندت و مولوی پادری و مباحی شامت شدہ مختری“
 اللہ تعالیٰ آپ کو فہم عطا کرے اپنے کُن مائتوں سے یہ سطر لکھ ماری ہے۔ جو
 مکذیب صفحہ نمبر ۳۶ میں ہے۔ ”خدا سے محمدیان بے علم نا فہم۔ سکار
 دیو کہہ باز۔ فریبی۔ جیلہ پرواز ہے۔“

ہمارا خدا کون ہے۔ وہی جسکا نام الرحمن الرحیم ہے رب العالمین اور مالک یوم الدین
 ہے۔ وہی القدوس السلام المؤمن المہیمن الخالق الرزاق العظیم الحکیم ذو الجلال
 والاکرام۔ وہی جسکا سنان اور سورج اور چاند اور ہزاروں ہزار کرے اور سب کچھ بنایا۔
 منشی صاحب آپکے اخلاق اور آپکی محبت بہری گفتگو کا فیصلہ آپکی کاشمش نہیں
 چھوڑ سکتا۔ آپ اپنے اور کسی آریہ سے ہی پوچھ لیں یہ تو آپکی جنکو ریفا مری کا
 دعوے ہے۔ برتاؤ کا نمونہ تھا والا جو کچھ میں نے آریہ صاحبان کا سلوک آپسٹا دیکھا
 اسکی شہادت دوں۔ تو منصف۔ سنتے والے کے روٹھے کھڑے ہو جاویں۔
 مگر میں اپنا اشکو بیتی و خونی اسے اللہ اپنی پریشانی اور دکہ کو صرف اللہ ہی کو
 اگے بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ ہی میرا اور میرے عیال کا
 حافظ و ناصر ہو۔ اور ہماری حفاظت میں صرف اپنے رحم کو کامیاب دے۔ آمین۔

مکذیب صفحہ نمبر ۹۹

”مؤنہ کے طور پر کچھ اختلاف دکھاتا ہوں۔“

مصداق منشی مکذیب ۱۔ قرآن نے اپنی راستی سچائی اور قرآن کے منجانب
 اللہ ہونیکے دلائل میں یہ دلیل بھی دی ہے۔ کہ اس میں اختلاف نہیں جیسے فرمایا۔

لو کان من عند ربنا للہ لو جدنا وافہ اختلاف کثیرا کیا معنی اگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس علیم و عبیر کی کلام نہوتا۔ تو اس میں بہت ہی اختلاف ہوتا۔ حالانکہ اس میں ایک ذرہ بہر ہی اختلاف نہیں ہے۔

کذب ! آپ نے تورات شریف اور انجیل شریف کے اختلافات جس قدر ارقام کئے ہیں ان کا جواب ہر وقت میں نہیں دیتا۔ کیونکہ آپ نے بالخصوص ہم سے جواب طلب کیا ہے۔ عیسائیوں کے متعلق اعتراض کا جواب عیسائی دین گے۔ دیکھو صفحہ نمبر ۱۸۱ تک ذیل صفحہ نمبر ۸۸۔ اپنے اختلافات کے بیان کرنے شہرہ نمبر اختلافات کے بیان کئے ہیں ان میں صرف نمبر ۳۰۔ اور نمبر ۱۵۔ اور نمبر ۱۶۔ اور نمبر ۱۷۔ پانچ اختلاف قرآن کریم کے متعلق ہیں۔ نمبر ۳۰۔ جبنا و نذا ہے طلاق دے سکتا ہے (یہ پہلا اختلاف ہے)۔

اول۔ قرآن میں یہ حکم نہیں۔ رکوع یا آیت کا پتہ دیتے۔ علی العموم خاوند جب چاہے عورت کو طلاق دیدے۔ یہ قرآن حکم نہیں۔ مان یہ حکم اگر کچھ بشرط کے ساتھ ہو تو حیدر امر ہے۔

دوم۔ اگر مان لیں۔ کہ قرآن میں یہ حکم ہے۔ تو اس میں اختلاف کیا ہوا۔ یہ تو ایک حکم ہوا اس کا مخالف حکم کہاں ہے؟

وَعَاثِرْفَرْهَنْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكُونُوا تَائِبِينَ وَيَجْعَلُ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

خیال کرو۔ خاوندون کو بی بیوں کے ساتھ کس حکمت کے تحت عہدہ بناہ کا حکم ہوتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔ اگر کسی اتفاق سے بی بی کردہ ہی لگے۔ تو یہی پسندیدہ

سلوک کرو اسکا بدلہ اللہ تعالیٰ بہت ہی بہت بہتری ان بی بیوں میں رکھے گا۔
غور کرو قرآن مانسنے والا خدا کے وعدوں کو سچ یقین کرنے والا اس امید پر بری
سے بُری بی بی کے ساتھ ہی کتنا سلوک یکساں ہے۔ قرآن نے وہی صورتیں طلاق کے جواز کے لئے رکھی ہیں ان
دونوں صورتوں میں طلاق کا ہونا کمال حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ دونوں صورتیں اصل
منشأ نکاح کے خلاف ہیں اول نہ جیسے فرمایا۔

وَلَا تَعْصُوهُنَّ لَمَّا تَبَيَّنَ عَلَيْهِنَّ مَأْتِي مَوْتِهِنَّ أَوْ الْإِلَاقَ بِأَيِّنٍ بَاطِلَةٍ
وَلَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ
دوم۔ بد چلنی۔ اور باہمی جھگڑا۔ اور فساد منزل۔ لاکن اس میں ہی پہلے مصالحت
کی تمام تدابیر کی جاویں۔ تب طلاق دین جیسے فرمایا

وَالَّتِي يُخَافُونَ نَشْوَاهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْزُكُوهُنَّ
فَإِنْ أَطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَانفِرَا
كُفًّا مِنْ أَهْلِي وَحَکَمَا مِنْ أَهْلِيهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يَأْتِ بِفَوِّ اللَّهِ بَيْنَهُمَا
سوم۔ طلاق دینے پر ایک زبردست جرمانہ رکھا ہے۔

وَأِنْ أَرَادْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَأَنْتُمْ أَحْدَابُهَا فَقَطَّارًا
فَلَا تَأْخُذْ وَلَا مَتَشْيُئًا تَأْخُذْ وَلَا يَهْتَانَا وَانْمَا مَبِينًا وَكَيْفَ تَأْخُذْ وَلَا نَوَقْدَ
افضی بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَاتَّخِذُوا مِنْكُمْ مِثْلًا قَاعِلِيًّا۔

چھارم۔ یہ حکم جسکو مذکر لکھا ہے۔ غالباً اس صورت میں ہے۔ جہاں میان
بی بی میں نفوت ہی نہیں ہوئی۔ گویا نکاح ہی پورا نہیں ہوا۔ ہمارے مولانا
جناب مولوی ابوسعید صاحب نے اشاعت السنۃ میں ان مسائل پر مفصل کلام کیا ہے

مصدق۔ شراب کی حرمت کا قرآن میں حکم ہے۔ اور اسپر سخت مانعت ہے پہرا سیمین اختلاف کیا ہوا۔ اختلاف تب ہوتا۔ کہ کہیں قرآن میں شراب کی حلت ہوتی۔ او کہہیں حرمت صرف سیمین اختلاف کیا ہوا۔ غور کرو۔

إِنَّمَا الْحَرَمُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَذْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْحَرَمِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ
أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَحْذَرُوا فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ

ایک ہمارے دوست نے جب کو اب حکم کچھ ایسا تعلق نہیں ہا۔ اور معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ کیوں۔ مگر یہ کہ اسکے عیسیٰ ہی جیسے مافوقش بین ایک دفعہ سوال کیا شراب کی نسبت صریح لفظ حرمت ہی موجود ہے؟۔ میں اُسکے آگے پہلی آیت متذکرہ بیان کی الا اسکو انکار ہا۔ اور کہا کہ صریح حرمت ہو تو مانوں گا۔ خاکسار نے اسے عرض کیا صریح لفظ حرام ہی قرآن میں ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهَا إِثْمٌ كَبِيرٌ

۱۷۔ بے ریا شراب اور قمار بازی اور بے پرستی اور بے شگفتگی کا انتہا شیطانی ناپاک باتیں ہیں۔ ان سے بچنا
تو کہ کھانے کا شیطاں کا تو مشا ہے۔ کہ شراب اور قمار کے باعث کہیں منہا رے عداوت و بغض پیدا ہو۔ اور یہیں باپنی
باد اور ہمارے سلسلے سے ہمارے روک لے سہل باپنی ان بری باتوں سے کو گئے کہ نہیں اور فرماؤ اور جو اللہ و رسول کے
اور خدائی سے خوف رکھ کر کھانے کو نہ لے تو خیال رکھو جو رسول کے ذمہ تو اتنا ہی تھا کہ ان سے کہوں کہ سنا دیا
۱۸۔ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ شراب اور قمار کھانے کے تو کہہ دے ان دونوں میں بری ہی ہے۔ اور یہ دونوں

اس آیت شریف سے ثابت ہوا۔ شراب میں تم ہے۔ اور پڑا اتم ہے۔ اب اتم کا حکم سنو۔

قُلْ اِمَّا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا كُنْتُمْ يُنْزَلُ بِهِ سُلْطٰنًا وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلٰى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

ذرا غور کرو شراب کی ممانعت کس زور سے فرمائی ہے۔

مکذیب صفحہ نمبر ۱۰۰

مکذیب براہین اختلاف متبرہ عام مسلمانوں کے لئے چار چار۔ اور مجموعاً ص ۹-۱۱-۱۸ بلکہ لانا تھا قرآن سورہ احزاب۔

مصدق نشی ص ۱۔ ایک عربی دانی کا مین قائل ہو جاؤں اگر بنام خدا سورہ احزاب وغیرہ میں سے تو اور کیا رہ۔ اور اٹھا رہ۔ اور لانا تھا کا حکم نکال دو۔ ایک لانا تھا کہنے کی راستی سورہ احزاب کی آیت ذیل سے ظاہر ہو کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النَّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حَسَنَهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ

سورہ احزاب کی اس آیت سے تو آپ کا لانا تھا کہنا بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔

مکذیب براہین کے نزدیک نمبر ۱۴۔ اور نمبر ۱۵ میں قرآنی اختلاف یہ ہیں

۱۔ نہ کہ ہر ایک ظاہری اور باطنی بیبیائی کو اور اتم و ناحق کی بنیاد اور شرک کو جس کم سخت کے واسطے اللہ کوئی ثبوت کی وجہ نہیں تھی اور اس امر کو کہ خدا پر ایسی باتیں بناؤ جیسا کہ کو علم نہیں۔ میرے اللہ نے حرام کر دیا ہے ۲۔ ان بی بیوں کے بعد بھی کوئی بی بی حلال نہیں۔ اور نہ یہاں پر بھی جائز ہے کہ ان کے بدلہ میں دوسری بی بی بنائے اگرچہ کبھی پسند آوین گرو ہی عورتیں جیسا کہ تو مالک ہو چکا +

بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو کہ کی طرف سجدہ کرو۔ پہلا حکم منسوخ ہوا۔

نبشتی صاحب کہیں تو فطرت و عقل سے ہی کام لیا ہوتا۔ کیا کرتے ہو۔ کہان
قرآن میں لکھا ہے کہ بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو۔ اور نہ قرآن میں لکھا ہے
کہ اب یہ حکم منسوخ ہوا۔ قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ بیت المقدس کی طرف
سجدہ کرو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک مذہب میں دو قسم کے احکام ہوا
کرتے ہیں۔ چاہے یہ تقسیم عرفاً اور ریگما ہو جاوے۔ چاہے حکماً۔ ایک قسم کے
احکام میں ایک مذہب کا آدمی اگر دوسرے مذہب میں چلا جاوے تو عام طور پر
وہ بدنام نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی ہندو زکوٰۃ دیا کرے۔ یا کوئی مسلمان علی الصبح
خواہ مخواہ ضروری نہالے۔ یا موحیین بڑھائے۔ تو اپنی قوم سے علی العموم علی حد
نہیں ہو جاتا۔ اور دوسری قسم کے وہ احکام جنکے کرنے سے جہٹ ایک قوم سے
الگ اور دوسری میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی مرتد مسلمان عام مجلس میں
غوراً بالتدسور کہائے۔ یا کوئی آریہ کہلا کر ہماری غارتگی جماعت میں شامل
ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کے خالص احباب الگ کرنے کو ابتدا میں
جب آپ کے حضور اکثر عرب آتے تھے۔ اور مکہ کو قبلہ مانتے تھے بیت المقدس کو قبلہ
بنا لیتا۔ مگر وہ حکم قرآن میں موجود نہیں۔ جب مدینہ میں تشریف لگے
اور یہود و نصاریٰ سے سابقہ پڑا تو مکہ کو قبلہ ٹھہرایا۔

کہاں ہے طالب صداق کہاں ہے
 کہاں ہے راستی کا جو ہے بہو کا
 صراط مستقیم حق کا جو یاں
 سپاس و حمد رب العالمین ہے
 وہ خود ناصر ہے دین احمدی کا
 محبوب کو بشارت ہے بشارت
 پکار و چوٹ ڈنکے کی عمر پرو
 کہ پہلی جہاد تصدیق البراہین
 کلام صدق پہیلا ہے جہان میں
 مکذذب ہیں کہاں تصدیق بکین
 بہت سی شوخیان حق سے ہوئی ہیں
 صداقت مصنفوں سے داد لے گی
 ذرا مکذیب کو رکھ کر مقابل
 اودھر تلخی اور ہر شیرین زبانی
 ادب سے یکدم ذرا وہ طفل مکتب
 بناوے گی اسے تحریر تصدیق
 فضولی سے نہیں ہرگز سرود کا
 وہی سمجھے گا قدر ان موتیوں کی
 نہیں تقریف کرنے کی غرض کچھ
 خزانہ ہر صداقت کا ہے قرآن

ضرر و ملاحظہ فرماوین !!!



اخبار پنجاب گزٹ سیالکوٹ یہ بڑی تقطیع کے ۶ صفحوں کا اخبار ہفتہ وار
 نہایت عمدہ کاغذ پر شائع ہوتا ہے اور ہر قسم کے مضامین پولیٹیکل سوشل اور مال
 پر بڑی تسانت سے دلچسپ بحث کرتا ہے قیمت سالانہ ۵ روپے نمونہ کا پرچہ ہر ریہ
 مل سکتا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ منگائیں گے اسے پورا بے لاگ آزاد اور منصف مزاج پائیں گے
 عمر پاشا۔ یہ عجیب دلچسپ ناول حسین جنگ کریمیا اور روس اور رومین
 ہوئی ہتی کے واقعات بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اخبار
 پنجاب گزٹ سیالکوٹ کے ہمراہ ہفتہ وار ۶ صفحوں کا شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ ہفتہ وار ۵ روپے
 سے ہے جو صاحب مہینے کے پرچے اکٹھے منگائیں اسے ہفتہ وار سالانہ۔
 ایڈورڈ کین کی لائف۔ اس مشہور و معروف اور مستند انگریزی مورخ کی
 لائف (سوانح عمری) نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر خوشخط اور صاف چھاپی گئی
 ہے حجم ۵ صفحوں قیمت بلا محصول ۴۔
 بابائے نامک کی سوانح عمری۔ اسمین بابائے نامک کی لائف پر مصنفانہ لویو

کیا گیا ہے حجم چوبیس ۱۶ صفحے قیمت بلا محصول اسیانچ جلد سے کم باہر نہیں
بیجا جاسکتا +

اسلام پر لکچر جو سید عارف شاہ صاحب نے انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے جلسہ میں دیا
تھا۔ نہایت خوشخط چھپا ہوا قیمت اسیانچ جلد سے کم باہر نہیں بیجا جاسکتا +
سفر نامہ علیگڑھ۔ قیمت اسیانچ جلد سے کم باہر نہیں بیجا جاسکتا +
گناہ پر لکچر۔ نہایت عجیب و غریب لکچر جو مولوی عبدالکریم صاحب نے سیالکوٹ
کے ایک غلام جمع میں دیا۔ بالکل نئی تحقیقات ہے قیمت اسیانچ جلد سے کم باہر
نہیں بیجا جاسکتا +

فاح بنگالہ ایک دلچسپ بنگالی ناول "بنگ و جیتا" کا ترجمہ جسے دیوان
کشن گوپال صاحب نائب تحصیلدار سیالکوٹ نے نہایت اعلیٰ درجہ کی اردو
میں ترجمہ کیا ہے نہایت عمدہ ولایتی کاغذ پر خوشخط اور صاف چھاپا گیا ہے۔
واقعات بڑے ہی دلچسپ ہیں جو صرف دیکھنے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں قیمت
بلا محصول عرصہ ہے +

نماز اور اسکی حقیقت مع ترجمہ۔ نہایت خوشخط چھپا ہوا حجم ۱۲ صفحے
قیمت بلا محصول ۴۔ +

المشہور غلام قادر فیضی پیر و پرائیمر و سینئر پنجاب پریس سیالکوٹ تھا

تاریخ از تاج طبع مولوی فیروز الدین صاحب بورڈ سکول سیالکوٹ

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| پہلا ہے جہان میں نور تحقیق | نیا سے اڑسی ہے ظلمت کذب |
| تاریخ ہوئی فروغ تصدیق | پچکے جو جہان ہیں اسکے انوار |

فصل الخطاب لمقدمة أهل الكتاب

مصنفہ

ایم مولوی فیروز الدین صاحب ملازم سرکار جموں کشمیر

پیش قیمت کتاب دین والجبہ مصنف الزامی جوابات کے ساتھ جو بڑی ثبات
شاکستگی سے دیئے ہیں حقیقی جواب صرف قرآن کریم سے دیئے ہیں۔ اور
ان غیر مترقبہ موقعوں پر کتاب اللہ کے مختلف مقامات کی نہایت لطیف تفسیر کردی
ہے۔ ہٹ دہرم عیسائیوں کا زور توڑنے کے لئے یہ کتاب اپنی پوری
درست ثابت کرتی ہے۔ فی الحقیقت اس کتاب نے جدید لباس پہن کر ہر ایک
لکھنے والے مناظرہ پسند علم دوست محقق کی دلی تعریف حاصل کی ہے ایمانی
لکھنے والے خصوصاً ۱۰۰ صفحہ سے زیادہ نہایت خوشخط قیمت ۵۰ روپے بلحاظ وصول اک

تھ

عبد الکریم بورڈ سکول سیالکوٹ

سہ ہین

مین دیا

منا

نے سیا لکھو

کے کام ہر

دیوان

ارو

ہے

قیمت

صفحہ

تھا

تَضِیْقِی بَراہِی کَلمَہ

جلد دوم

اس نثر قیمت کتاب کی دوسری جلد بھی بڑی اہتمام کے ساتھ
پنجاب پریس لکھو میں چھپ چکی ہے۔ اور تقریباً نصف قیمت
بالکل تیار ہو جائیگی۔ اس جلد میں بھی بڑے ضروری اور مفید
مضمین پر بحث کی گئی ہے جو کہ تالیف کے ترقی میں مفید
مضمون لکھا گیا ہے۔ درخواستین جلد آئی چاہیں
المستہر عہد المکریم پور سکون لکھو

قطعة تاریخ از تاج طبع مولوی فیروز الدین صاحب بوردسکول سیالکوٹ

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| دنیا سے اڑی ہے طمیت کذب | پہلا ہے جہان میں نور تحقیق |
| چلے جو جہان میں اُسکے انور | تاریخ ہوئی فروغ تصدیق |

فصل الخطاب لمقدمة أهل الكتاب

مصنفه

حکیم مولوی فیروز الدین صاحب بوردسکول سیالکوٹ

اس پیش قیمت کتاب میں والحق یہ مصنف الزامی جوابات کے ساتھ جو بڑی تنانت اور شائستگی سے دیئے ہیں جنہیں جواب صرف قرآن کریم سے دیئے ہیں۔ اور چون ان غیر مترقب موقعوں پر کتاب اللہ کے مختلف مقامات کی نہایت لطیف تفسیر کر دی ہے۔ ہر دہرم عیسائیوں کا زور توڑنے کے لئے یہ کتاب اپنی پوری ضرورت ثابت کرتی ہے۔ فی الحقیقت اس کتاب نے جدید لباس پہن کر ہر ایک نوکر کے لئے مناظرہ پسند علم دوست محقق کی دلی تعریف حاصل کی ہے۔ دیباچی غفرہ جھوٹے ۱۰۰ صفحہ سے زیادہ نہایت خوشخط قیمت ۵۰۰ روپے بالخصوص لک

تھ

عبد الکریم بوردسکول سیالکوٹ

تَصْدِیقِ براہِ اَکملیہ

جلد دوم

اس غیر قیمت کتاب کی دوسری جلد بھی بڑی اہمیت کے ساتھ
پنجاب سہیل پریس لاگوٹ میں چھپ رہی ہے۔ اور تقریباً نصف کیلئے
بالکل تیار ہو جائیگی۔ اس جلد میں بھی بڑے ضروری اور مفید مطالب
مضمین پر بحث کی گئی ہے۔ خصوصاً تفسیرِ سماج کی ترمیمیں جو اصل
مضمون لکھا گیا ہے۔ دسواں آئین جلد آخری باب میں
المفت محمد عبد الکریم پور و سکریٹری لاگوٹ

CALL No. ۲۹۷ ACC. No. ۲۹۱۶۸
 AUTHOR نورالدین
 TITLE تصدیق برائین اصحیح
 ۱۸۹۰

THE BOOK MUST BE CHECKED
 OF IS. ۲۹۷
 نورالدین
 تصدیق برائین اصحیح
 ۱۸۹۰

MAULANA
 AZAD
 LIBRARY



ALIGARH
 MUSLIM
 UNIVERSITY

:-RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per volume per day for general books kept overdue.

